ماہِ ملکہ
مریم مظفر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ماہِ ملکہ

از

مریم مظفر

www.novelsclubb.com

انتساب۔۔۔

ماہِ ملکہ میرے لیپ ٹاپ کے نام جس نے گھنٹوں میری ٹائپنگ سپیڈ برداشت کی ہے اور ماہِ ملکہ مہر النساء شاہ میر کے نام جس نے اس سے بھی زیادہ گھنٹے میری کہانی سنی، سمجھی، پڑھی اور نکھاری ہے۔

اِن دونوں کے بغیر یہ سفر شاید کبھی شروع ہی نہ ہوتا۔

www.novelsclubb.com

"انگھوٹی نکالو!" حکمیہ لہجہ۔۔۔۔ارد گرد ہر کوئی مصروف تھا۔سب کی اپنی کہانی تھی۔

"شادی میری مرضی سے کرنی تھی نا۔لو میں نے پسند کر لی تمہارے لیئے لڑکی۔"

اہرامِ مصر خاموشی سے اس بے بس لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔کیا اس کے پاس کوئی راستہ بچتا تھا؟ پسِ منظر میں چلتا مصری گیت اسے زہر لگ رہا تھا۔

ٹھنڈی آہ بھرتے مصری آدمی نے بات کا آغاز کیا۔"وِل یو میری می!" ایک سیکنڈ نہیں لگا تھا جواب آنے میں "یس!" ہیزل آنکھوں میں ہیرے کی محبت کا عکس تھا۔۔

www.novelsclubb.com

فیصلہ مشکل تھا کے ان آنکھوں میں زیادہ چمک تھی یا ہوٹل کی روشنیوں میں۔

لڑکی کا سفید ہاتھ تھاما اور بائیں ہاتھ کی رنگ فنگر میں وہ چمکتا ہوا ہیرا پہنا دیا۔ قسمت کی کتاب میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ ہیرے کی انگھوٹی انگلی میں آجانے سے اس کی زندگی یکسر بدلنے والی تھی یا بدل چکی تھی۔ کچھ دیر کے لیئے اس منظر کو یہیں چھوڑتے ہیں۔ قسمت کے لکھے پنوں میں پیچھے آتے ہیں۔ انگھوٹی۔۔۔ ہوٹل ۔۔۔ اہرامِ مصر سب کو وہیں رہنے دو۔ کتئیں دن آئے۔ کتئیں راتیں بدلیں اور کئی ممالک بدلے۔۔۔۔

آج کی کہانی شروع کرنے کا وقت ہوا جاتا ہے۔۔۔

★★★★

باب منصف

بادالونہ، سپین

وہ جینا نہیں چاہتا تھا! بات ختم۔ مگر وہ جان کی امان کے لیئے بھاگ رہا تھا، حیران کن!

خاموش گھر۔۔۔، سیاہ گلیاں۔۔۔، رات کا سناٹا۔ آدھا چاند چلتے ہوئے بادلوں کی اوٹ میں چھپا تھا جس کی بھوری اور چاندنی جیسی روشنی آدھی سڑکوں کو ڈھانپ رہی تھی۔ اینٹوں کے بنے گھر اور ان کے باہر رکھے چھوٹے گملے بھی ہر رات کی طرح ویسے ہی موجود تھے، خاموش۔۔ آس پاس دیکھتے ہوئے مگر، زندہ۔

پکی اینٹوں کی بنی ایک وسیع گلی کے کونے میں رکھا بڑا سا کوڑادان اندھیرے اجالے میں تھا۔ پاس سے چلتی ایک بلی نے اس میں چھلانگ لگائی۔ وہ اپنی خوراک کی تلاش میں تھی۔ جگہ جگہ اس گلی میں پانی کے تالاب کھڑے تھے۔ گدلا پانی ٹھہرا ہوا تھا اور اسی گدلے پانی کی سطح پر چاند کی روشنی چمک رہی تھی۔

خاموشی۔۔۔۔۔طوفان سے پہلے کی خاموشی،سناٹا۔۔۔۔۔۔طوفان سے پہلے کا سناٹا۔

اگر تم غور سے کان لگا کر سنو، چلتی ہوا کی آواز اور کسی گھر میں چلتے اے سی کی کھڑ کھڑ کو پس پشت ڈال کر تو۔۔۔۔۔

"Aguantalo" (پکڑو اسے)

ہسپانوی زبان میں کسی مرد نے اونچی ہانک لگائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے آگے پیچھے تین بھاری بھرکم لمبے ترنگے مرد گلی میں نمودار ہوئے۔ بلی نے کوڑادان سے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ مرد اکیلے نہیں تھے وہ شکار پر تھے، اپنے سامنے گھبراہٹ میں تیز تیز بھاگتے ہوئے، چیزوں سے بمشکل بچتے ہوئے اس لڑکے کے۔ جس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں تھیں اور سبز بیس بال کیپ الٹی کر کے پہنی تھی۔

وہ لڑکا بندوق سے نکلی گولی کی طرح پھرتی سے بھاگ رہا تھا۔ تین مرد بھی اسے نہیں پکڑ پا رہے تھے۔ اندھیرے میں صرف اتنا نظر آتا تھا کے اس کا قد چھوٹا

،جسامت پتلی اور سر بالوں سے صاف تھا۔اس نے پھولتی سانسوں کے درمیان پیچھے مڑ کر اپنے تعاقب کاروں کو دیکھا اور تبھی اس کے پاؤں پانی کے خاموش تلاب میں لھڑ کرائے۔تالاب میں ہلچل مچی، اچھلتا ہوا پانی اس کی پینٹ کے پائنچے بھگو گیا۔دانت سختی سے آپس میں جوڑے ہوئے تھے۔دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

بلی اپنارات کا مَن و سلویٰ لے کر کوڑادان سے نیچے اتری جب وہی لڑکا تیزی سے قریب آنے لگا۔بلی کا ایک پاؤں فضا میں تھا دوسرا زمین پر۔کیا کرے بھاگ جائے یا ٹھہری رہے؟

سوچنے کی مہلت کم تھی کیونکہ وہ پی کیپ والا لڑکا اس سے بس دو قدم کے فاصلے پر تھا جب راستے میں آنکھیں پھاڑے کھڑی بلی کے اوپر سے چھلانگ لگا کر آگے بھاگ گیا۔

www.novelsclubb.com

بلی کار کا ہوا سانس بحال ہوا اور وہ آگے چلنے لگی، مزے لے کر، دانتوں میں مچھلی کا بدبودار ٹکرا دبوچے۔ دفعتاً زمین ہلنے لگی۔ سر اٹھا کر سامنے دیکھا، بے اختیار مچھلی کا ٹکرا منہ سے نیچے گرا۔ پھٹی ہوئی نگاہوں کے ساتھ وہ ایک جست میں اگر راستے سے نہ ہٹتی تو وہ جو تین جلادی مرد آرہے تھے اسے اپنے پاؤں تلے کچلتے ضرور اس کی زندگی کا آخری دن بنا دیتے۔

پکڑو اُسے!" سب سے آگے والے کی آواز دوبارہ بلند ہوئی لیکن وہ لڑکا گلی " سے پہلے ہی باہر نکل گیا تھا۔ پچھلی گلی خاموش ہوگئی، اگلی گلی کی خاموشی ختم ہوگئی۔ گرتے سنبھلتے وہ پہلے کسی کی سائیکل سے ٹکرایا۔ تھوڑا سا آگے بڑھا تو کیکٹس کا گملا راستے میں آیا۔ گلی کا موڑ کاٹا تو اپنے ہی بھاگتے قدموں میں الجھ کر منہ کے بل گرا۔

ہلکی سی گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ آنکھیں مزید خوف زدہ ہوئیں۔ وہ لوگ اس کے قریب ہی تھے۔ فوراً سے پہلے زمین سے اٹھا اور ایک اور گلی میں مڑا جس کا اختتام ایک چھوٹی سی دیوار پر ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے دور سے ہی دیوار دیکھ لی تھی۔ آنکھوں میں جذبہ اور ٹانگوں میں تیزی آئی۔ دیوار کے قریب آتے ہی اس نے ایک جست میں چھلانگ لگائی اور دیوار کی دوسری طرف ہو گیا۔ وہ مرد جس قدر بھاری اور اونچے تھے جتنی مرضی کوشش کر لیں یہ دیوار پار نہیں کر پائیں گے۔

چھوٹے قد اور بے تحاشہ پتلے ہونے کا اسے کچھ تو فائدہ ہوا۔

وہ ابھی بھی بھاگ رہا تھا مگر وہ جانتا تھا اب وہ مرد اس کے پیچھے نہیں آرہے۔ وہ انہیں چکمہ دے چکا تھا۔ وہ گلیوں سے نکل کر اب پکی سڑک پر چل رہا تھا۔ نظریں سامنے روڈ پر سے ہٹائیں اور گردن ترچھی کر کے پیچھے دیکھا۔ راستہ بالکل خالی اور ویران تھا۔ ایک طرف گھر تھے اور دوسری طرف گرل لگی تھی جس کے نیچے سے بہتا سمندر چاندنی میں چمک رہا تھا۔ اس شخص پر بھی چاند کی روشنی پڑی۔ چہرے پر لگی گہری بھوری بے نور آنکھیں نظر آئیں اور انہی آنکھوں میں سے بائیں آنکھ کے نیچے ایک ابھرا ہوا زخم نظر آیا، جیسے وہ جلا ہو اور اس زخم کے اوپر نئی جلد چڑھی ہو۔

www.novelsclubb.com

اب پکڑ کر دکھاؤ!'' ہسپانوی میں بولتے اس نے چہرہ آگے پھیر لیا۔ بیس بال کیپ کھینچ کر مزید پیچھے کی اور پینٹ کی پچھلی جیب میں سے کارڈ نکالا۔ سامنے بنے لال رنگ کے سائیکل سٹینڈ کی طرف بڑھتے اس نے کارڈ سوائپ کیا اور سائکل نکالی۔ وہ یوں بے فکر تھا جیسے کچھ دیر پہلے اپنے سوئم کی تیاری اس نے بلکل نہیں کی تھی۔

سائیکل کا پیڈل زور سے مارا اور اس پر سوار ہو گیا۔ چلتی ہوئی سائیکل کو تھوڑا سا آگے لے جانے کے بعد وہ سیٹ پر کھڑا ہو گیا۔ یہ رات کی خاموشی اور ٹھنڈی ہوائیں اسے بے تحاشہ پسند تھی۔ یہ ایک واحد وقت تھا جب وہ کسی بھی ڈر اور خوف سے آزاد بس اپنی خاموشی سے محظوظ ہو سکتا تھا۔

سائیکل کے پیڈلز کی مدد سے کھڑے ہوتے آسمان میں بازو پھیلا دیئے۔ آنکھیں بند تھیں اور روح کو ٹھنڈک پہنچا دینے والی ہوائیں نتھنوں سے اندر کو جانے لگیں۔

آگے سڑک صاف، کشادہ اور خالی تھی۔اسے اب کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔وہ آج پھر بچ گیا۔دبیر السازار کی آزادی میں آج ایک اور دن شامل ہو گیا،اس کی آنکھیں جلدی سے کھلیں۔

قدموں کی آواز۔۔۔۔۔

وہ جو ہوا کے دوش پر مزے لے رہا تھا اسے اچانک سے کہیں دور سے بھاری اور تیز قدموں کی آواز سنائی دی۔

دل کی دھڑکنیں ابھی مکمل طور پر پر سکون بھی نہ ہوئیں تھیں کے دوبارہ یوں دھڑکنے لگیں جیسے ابھی سینے سے باہر آجائیں گی۔اس نے سائیکل کی رفتار بڑھادی

۔

وہ نہیں پکڑا جائے گا،پاؤں تیزی سے پیڈل مار رہے تھے۔

وہ نہیں پکڑا جائے گا،سائیکل کسی تیز میزائل کی طرح بنالی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ نہیں پکڑا جائے۔۔۔۔۔اور وہ پکڑا جا چکا تھا، کیونکہ سامنے دو بھاری مرد آمنے سامنے سے چل کر آتے کسی دیوار کی طرح اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔اسکی گول آنکھیں خوف سے مزید گول ہوئیں۔

جان بچاتے اس نے سائیکل پیچھے موڑی لیکن بے سود کیونکہ ان کا تیسرا ساتھی ہاتھ میں بیس بال کا بلا گھماتے اسی کی طرف آرہا تھا۔وہ دونوں طرف سے گھیرا جا چکا تھا لیکن۔۔۔۔۔بس دونوں طرف سے۔ارد گرد کے دو راستے ابھی بھی کھلے تھے۔

بیس بال بیٹ ہاتھ میں گھماتے وہ فوراً سے دبیر کی طرف آیا اور ہوا میں لہرا کر اسکے چہرے پر مارنا چاہا جو برق رفتاری سے سائیکل ایک طرف سے نکالتے آگے بڑھ گیا تھا۔ایک پل کو اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی، پیڈل سے پاؤں ہٹا اور جب دوبارہ اس نے وہاں رکھنا چاہا تو پیڈل پیچھے ہونے کی وجہ سے اس کا پاؤں زور سے زمین سے ٹکرایا۔درد کی ایک اَن دیکھی لہر پاؤں مڑنے کے باعث پوری ٹانگ میں پھیلی۔وہ اپنا استحکام برقرار نہ رکھ سکا اور سائیکل سمیت اینٹوں والی سڑک پر گر پڑا۔

www.novelsclubb.com

اب ایک وہ تھا اور تین وہ، لمبے سیاہ فام جو اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ چاند کی روشنی کے نیچے ایک چوہے کے سامنے تین جنگلی بھالو اسے نوچنے کے لیئے کھڑے تھے۔اس کی موت یقینی تھی۔

"بڑے تیز بن رہے تھے۔" وہ آگے آیا اور بلا گھما کر دبیر کو مارا لیکن وہ سڑک پر گول گھوما اور پیچھے ہوا۔ "ہمارے پیسے نہیں دینے تھے۔" وہ ایک قدم آگے آتا دبیر گھوم کر پیچھے جاتا۔ وہ بلا زمین پر مارتا دبیر ڈاج کرتا ایک طرف ہوتا۔ غصہ سے سیاہ فام کے ماتھے کی رگ پھڑکنے لگی۔

"بڑا ہی کوئی ڈھیٹ ہے۔" چیختے ہوئے اس نے بلا پیچھے پھینکا اور بھاگتا ہوا زمین پر لیٹے دبیر کی جانب بڑھا۔ "امی ی ی ی ی!" بیچارا چوہا ایک گھٹنے پر کھڑا ہی ہوا تھا کہ بھاگ سکے لیکن کوشش ناکام، اس کا پیچھے سے بازو دبوچ گیا۔ وہ ننھی کلی ان تین دیو کے مقابلے میں کچھ نہ تھی۔ چہرہ اٹھا کر اوپر دیکھا۔ تینوں طرف وہ مرد گول

دائرے میں کھڑے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔تینوں کے چہرے کرخت اور بے رحم تھے۔وہاں کہیں بھی نرمی نہ تھی۔

دبیر جبراً مسکرایا،یہ درد کے درمیان ہنسنے والی مسکراہٹ تھی۔

اہم م م م؟"دوبارہ سے ان تینوں کو دیکھا۔۔"آئم سوری!"کندھے اچکاتے ہوئے اس نے اپنی سب سے معصومانہ شکل بنائی۔کیا پتہ سامنے والے مرد پگھل جائیں مگر نہیں وہ جس مٹی کے بنے تھے وہ ان کی تخلیق کے بعد چلگوزوں سے بھی زیادہ مہنگی ہو چکی تھی۔

کچھ لمحات یونہی خاموشی میں بیت گئے،وہ مرد اسے دیکھتے رہے۔وہ ان مردوں کو اور پھر۔۔۔۔۔

مار سالے کو۔"ایک مرد کی آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی تینوں کے جوتے۔وہ" اب اپنے بھاری بوٹوں سے دبیر کو مار رہے تھے۔اس نے سر ہاتھوں میں اور ٹانگیں

سینے سے لگائیں، لیکن کوئی فائدہ نہیں تھا۔ان کے ہر وار پر اسے اپنی ایک ہڈی کچلتی ہوئی محسوس ہوتی۔

بھاری بوٹوں کے ساتھ دی گئی گالیاں بادالونہ کی فضا میں گھل کر دبتی گئیں۔

ایک انسان کے جسم میں کل دو سو چھ ہڈیاں ہوتیں ہیں۔دیکھتے ہیں آج اس کی کتنی ٹوٹتی ہیں، کتنی زخمی ہوتی ہیں اور کتنی ان سورماؤں کے ظلم سے بچ نکلتیں ہیں۔

★★★★

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

وہ جو خواہشات کے بوجھ تلے دبی ہے   وہ جو اُن کا بوجھ بھی دوسروں پر ڈالتی ہے

مصر کا شہر، قاہرہ

دنیا کے قدیم ترین ممالک میں سے شمالی افریقا میں واقع ملک مصر، جو قدیم اہراموں کے لیے مشہور ہے۔ جہاں قاہرہ کے لوکل بازاروں سے لے کر الیکسینکڈریا میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

واقع وکٹورین طرز کے بنے گھروں میں سارا دن رونق لگی رہتی ہے۔ یہاں کی گلیوں، سڑکوں اور بازاروں کی خاصیت یہ ہے کہ یہ صبح کی نسبت شام کو پُر رونق اور مصروف نظر آتے ہیں۔ اصل مزہ اس شہر کو کھوجنے کا رات میں ہی تو ہے جب جگہ جگہ لالٹین سے نکلتی پیلی اور نارنجی روشنی سیاہ سڑکوں کو ایک دہکتا ہوا تاثر دیتی ہے۔ جہاں مصر کے سب سے بڑے اور پرانے بازار خانِ الخلیلی میں جگہ جگہ لوگ ٹولیوں کی صورت میں بیٹھے گیت گاتے نظر آتے ہیں۔

لیکن ان تمام مناظر کو پیچھے چھوڑتے ہمارا آج کا دن طلوع ہوتا ہے۔ صبح ہوتے ساتھ ہی سب سے پہلے گلیوں میں سے اپنی سائیکل کے پئیوں کو گھماتا لڑکا اخبار بیچتا دکھائی دے گا۔ اسی کے ایک طرف سے سر پر وسیع تھال سنبھالتا ایک مرد ایش بالا دی (مصر کی روایتی بریڈ) بیچتا ہوا ہانک لگاتا پایا جاتا ہے۔ مصریوں میں یہ بریڈ ہمارے یہاں پراٹھے کا مقام رکھتی ہے۔

www.novelsclubb.com

مگر یہ تمام آوازیں سانوی ہیں۔ سڑکوں پر سے چل کر آتے،اُن لمبے کھجور کے درختوں کی چھاؤں سے گزرتے ہم ڈاؤن ٹاؤن قاہرہ کی ایک مصروف سی سڑک کی طرف بڑھتے ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا اور سورج ہر دن کی طرح پوری شدت سے آگ برسا رہا تھا۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت کا منظر ہے۔ عمارت جا بجا گہرے نیلے شیشوں سے مزین تھی اور اسکی در و دیوار پیلے رنگ میں رنگی اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھیں۔ عمارت کے شیشے جس قدر دہک رہے تھے وہ مصر کی گرمی کا اندازہ لگانے کے لیئے کافی تھا۔

یہ ایک صحافتی ایجنسی تھی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

ماربل کے ہی بنے زینے پار کر کے عمارت کے شیشے کے دروازہ سے اندر آتے ہیں۔ سب سے پہلے نظر سامنے اوپر کو جاتی زینوں پر اٹھے گی جو حیرت انگیز طور پر دیوار میں جا کر غائب ہو جاتی ہیں۔ (گریٹ!)۔ اسی کے ساتھ ایک طرف دیوار ہے اور دوسری طرف آمنے سامنے چار میزیں سجی ہیں۔ ہر جگہ عربی بولتے لوگ، غیر

استعمال شدہ کاغذ کے پلندے، کڑوی کسیلی مصری کافی کی مہک اور ان سب آوازوں اور شور کو مات دیتی ان سے بھی بلند ایک اور آواز۔ چار دیواروں میں لگے وہ پیارے پیارے چھوٹے چھوٹے دیوار میں نصب اُجلے سفید پنکھے۔

سیاہ بالوں کو مِنی باب کٹ میں کاٹے ایک عورت دوسرے ٹیبل پر نارنجی ٹائے لگائے بیٹھے ایک مرد کو کچھ کاغذات دے رہی تھی۔ تھوڑی ہی دور دیوار میں جاتے جادوئی زینوں کے قریب ہتھیلی پر گال گرائے ریسیپشنسٹ بیزاری سے اپنا کھایا ہوا چونگم انگلی پر لپیٹ رہی تھی۔ ہونٹوں پر گہری جامنی لپ سٹک لگی تھی اور آنکھوں کو نیلے آئے شیڈو سے سجایا تھا۔ اسکی آنکھیں شب خوابی کے باعث نیند میں ڈوبی تھیں اور تاثرات کچھ یوں تھے کے جیسے بیچاری کو جبراً اینمل پلیٹ پر چلتی چار گھنٹے کی ڈاکومینٹری دکھائی جارہی ہو۔ وہاں کام کرتے صحافی آپس میں عام انداز میں بات چیت کر رہے تھے جو زبانِ غیر ہونے کے باعث اور عربیوں کی بولنے کی رفتار کی بناپر ہمیں یوں لگ رہا تھا جیسے ہر چلتا پھرتا شخص بحث میں مصروف ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انہیں مصروف سے عربیوں کو پار کروں تو ایک طرف دو راستے آمنے سامنے کو جاتے تھے۔ایک راستے پر تنگ سی سیڑھیاں اوپری منزل کو جارہی تھیں (چلو شکر !)اور دوسری طرف کے راستے پر بیت الخلا بنے تھے۔دونوں ہی راستوں میں پانی کی گندی بالٹی اور گیلی ٹا کی کسی ٹرافی کی طرح سجائی گئی تھی۔

افسوس سے مگر۔۔۔عمارت باہر سے جتنی پر سکون اور پروفیشنل نظر آرہی تھی اندر سے اسکا حال اتنا ہی الامان تھا۔

"یہ بکواس تیار کی ہے تم نے؟"اسی وقت ایک دھماکہ ہوا۔۔۔سب کے مصروف ہاتھ رک گئے۔باب کٹ بالوں والی لڑکی جو اپنے میز کی طرف بڑھ رہی تھی بیچ راستہ میں ٹھہر گئی۔

"میں نے تمہیں کیا کام دیا تھا اور یہ تم کیا لے کر آئی ہو۔"ایک اور دھماکہ۔ ریسیپشنسٹ جو آدھی گرنے والی تھی گرج دار آواز میں کہی گئی تذلیل سنتے ساتھ چوکس ہو گئی۔سب کے کان اوپری منزل پر لگے تھے کیونکہ۔۔۔تھوڑی دیر پہلے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہی باس کے آفس میں ''المیرا عنایت محسن'' کی اپنے آرٹیکل سمیت پیشی ہوئی تھی

باب کٹ عورت نے نارنجی ٹائے والے مرد کو دیکھا۔سیاہ ہونٹوں کے کنارے مسکراہٹ میں ڈھلے۔ہاتھ اٹھا کر آنگھوٹا اور شہادت کی انگلی کو اوکے کے انداز میں ملایا اور پچھلی دو انگلیوں کو گنتی کے طور پر کھڑا کیا۔

میں نے تمہیں ہزار مرتبہ کام کرنا سکھایا ہے۔۔تم سنتی کیوں نہیں ہو؟'' آواز '' بلند ہوئی۔نیچے بیٹھے صحافیوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا سوائے ان دونوں کے۔نارنجی ٹائے نے دونوں آنکھوں کو بند کرتے نفی میں سر ہلایا۔

یہی تھی ایک اور خاصیت۔۔۔مصری اپنی آدھی سے زیادہ گفتگو اشاروں میں ہی کر لیا کرتے تھے۔جہاں لڑکی اشارہ سے پوچھ رہی تھی ''کیا یہ دوسری دفعہ ہوا ہے؟'' وہی مرد نے اشارہ کیا ''نہیں!'' اور اپنی تین انگلیاں کھڑی کیں۔۔۔'' ''تیسری مرتبہ یہ سین لگا ہے۔

اب آتے ہیں اوپر۔۔۔۔

آفس چھوٹا سا اور حبس زدہ تھا۔الماری کے خانوں سے ابل کر آتے کاغذ کے پلندے، نجانے چائے کافی کے کتنے خالی کپ، بے ترتیب میز، کچرے سے ابلتی ہوئی ڈسٹ بن اور آفس کے بیچ و بیچ مجرم بنی کھڑی وہ سبز اور بھوری ہیزل آنکھوں والی گول مول سی چھبیس سالہ عورت۔۔۔"المیرا عنایت محسن

تم نے قسم اٹھائی ہوئی ہے اپنی من مانی کرنے کی"۔میز کی دوسری طرف" کھڑے کمزور سی صحت کے مرد نے اٹھا کر کاغذات کا پلندا اسکے منہ پر مارا۔المیرا اندازہ نہ کر پائی اسکے چہرے سے پہلے کیا ٹکرایا تھا۔وہ کل رات بیٹھ کر گوگل پر سے چھاپی گئی اسکی محنت کے یہ کاغذات یا پھر اسکے اُڑے ہوئے بالوں والے باس کے منہ سے نکلتے تھوک کے قطرے۔جو کچھ بھی ٹکرایا تھا ایک بات یقینی تھی۔۔۔

۔اسکا باس آج پھر برش کیئے بغیر آیا ہے۔

www.novelsclubb.com

تین مہینے ! تین مہینوں سے تم یہاں کام کر رہی ہو۔''انگوٹھا اور شہادت کی انگلی بند کرتے باقی تین انگلیاں اٹھائی۔''اور ان تین مہینوں میں تم ہر کام غلط کرتی ہو۔میں نے تم سے کہا تھا مجھے پچھلے ہفتے کی بھڑتی مہنگائی پر عوام کی رائے پر مبنی آرٹیکل چاہیے نا کے تمہارا یہ ساتویں جماعت کا 'مہنگائی روکو کمر بچاؤ' پر مضمون ۔''وہ مسلسل ہاتھ ہلا ہلا کر بات کر رہا تھا۔پستہ قد کا سفید مگر داغدار رنگت والا وہ ادھیڑ عمر مرد چلتی پھرتی کمزوری کی مثال لگتا تھا۔جلد تو جیسے ہڈیوں سے چپک کر رہ گئی تھی۔چیخ چیخ کر اس کا گلہ سوکھ چکا تھا۔المیرا کو لگا یہ فرعون کا ڈھانچا کسی لمحے بھی ڈھے جائے گا۔سفید بٹن والی شرٹ کی کھلی آستین بے تحاشہ سوکھے بازوؤں سے کبھی نیچے گرتی کبھی اوپر جاتی۔گلے میں ایک سیاہ ٹائے سکارف کی طرح کھلی جھول رہی تھی۔

بکتے جھکتے اسے اچانک ہی کھانسی کا ایک زوردار حملہ ہوا۔المیرا جھک کر اپنی محنت اٹھانے لگی۔وہ کمزور اُڑے بالوں والا مرد کھانستا رہا۔ہاتھ سے بمشکل ہی وہ کمرے کے دوسرے کونے میں رکھے پانی کے کولر کی طرف اشارہ کرنے لگا۔

"سر آپ مجھے ایک آخری موقع دے دیں! خدا کی قسم میں آپ کو مایوس نہیں کرونگی۔" اسکی آواز مخملی سی تھی جیسے روئی کا گولہ ہو، ہاں موٹی تھی مگر۔۔۔چالباز ، مکار اپنی بات منوانے والی۔

کھانس کھانس کر اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔چہرہ شدت کے باعث گلابی پڑنے لگا۔

"دیکھے سر آج کل کی جنریشن کو ان سب باتوں سے فرق نہیں پڑتا، اب کون کرتا ہے عوام کی پیروکاری۔" کاغذات سینے سے لگائے وہ اپنی اس وقت دکھتی سبز آنکھوں میں معصومیت سجائے سامنے آدھے مرتے شخص جو دیکھ رہی تھی۔وہ اس سے پانی مانگ رہا تھا جبکہ وہ شاید سمجھی نہیں تھی لیکن، اگر وہ سمجھی نہیں تھی تو پھر

www.novelsclubb.com

اسکے چہرے پر اپنے باس کی تکلیف سے محظوظ ہوتی مسکراہٹ کیوں تھی؟ ایسی ملعون مسکراہٹ جو چودھویں کی رات کو بچے کھانے والی ڈائن کے ہونٹوں پر سجی ہوتی ہے۔

چھت پر سے لٹکتے پنکھے کی تھرتھراہٹ ان دونوں کی باتوں میں خلل ڈال رہی تھی ۔بمشکل گرتے سنبھلتے وہ کھلے کف والا آدمی اٹھا اور پانی کے کولر کی جانب بڑھا۔

کولر کے ساتھ وہی نیلی شیشوں کی دیوار تھی جس کے پار سے بجلی کی تاریں اور اُڑتے ہوئے کوے نظر آتے تھے۔المیرا کی نظریں اسکے ہر قدم پر تھیں۔

"سر آپ مجھے لاسٹ چانس دیں گیں نا!"اپنی مخملی آواز کو چالبازی سے معصوم سی، بات منوانے جیسی کی۔اسکی آواز چھت پر لٹکے پھنکے، اپنے باس کی کھانسی اور کھلے نَل سے گلاس میں بہہ کر آتے پانی کے درمیان دب کر رہ گئی۔وہ ہلکا سا مسکرائی آنکھوں کے بیرونی گوشے بھی ساتھ مسکرائے۔

پانی غٹاغٹ پینے کے بعد اسکا باس کولر کا سہارا لیتا وہیں کھڑا ہو گیا۔ پانچ فٹ ایک انچ کی لڑکی اسکی پھیٹ کو دیکھتی رہی۔ نیچے کان لگائے کھڑے ورکرز اوپر کمرے میں اچانک ہونے والے سناٹے کے باعث خاموش تھے۔ سانس روکے، اگلے جملہ کے منتظر۔ آفس ڈرامہ کسے نہیں پسند ہوتا؟

"نکلو یہاں سے۔" تھوڑی دیر بعد اس حبس زدہ کمرے میں ایک ضبط سے بھرپور حکم گونجا۔ جھکے کندھوں کے درمیان گردن لٹکی تھی۔ کف ابھی بھی لاپرواہی سے کھلے تھے اور گردن میں لٹکتی سیاہ ٹائے بھی ویسی ہی تھی۔

المیرا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، پورا کا پورا منہ کھل گیا۔ "کیوں ں ں ں ں!" ضدی بچے کی طرح منہ بسورتے وہ اگلے ہی لمحے آگے آئی۔ وہ شخص ابھی بھی اسکی طرف پیٹھ کیئے کھڑا تھا۔

"کیونکہ میں تمہیں فائر کر رہا ہوں مس پاکستانی۔" جھٹکے سے مڑتے ہوئے اس نے چھنگارتے ہوئے کہا، المیرا تو چھوڑو نیچے کھڑے تماش بینوں نے بھی کانوں پر

ہاتھ رکھ لیا۔" دفعہ ہو جاؤ یہاں سے !" اپنے کمزور پتلے بازوؤں کو ایک جست میں دروازے کی طرف کیا۔ وہ چیختا تھا تو تھوکوں کی پوری برسات ساتھ نکلتی تھی۔

المیرا نے گلے میں لٹکے رنگ برنگے پتلے سے مفلر سے چہرے پر گرنے والی پھوار صاف کی۔ ایک نظر اپنے مفلر کو دیکھا اور پھر سامنے آنکھیں پھاڑ کر کھڑے اپنے باس کو۔ سیاہ موٹی فریم کے پیچھے اسکی لال انگارہ آنکھیں، یہی تو وہ منظر تھا جسے دیکھ کر ماں اپنے بچے کو آغوش میں چھپا لیتی ہے۔" آپ مجھے کیوں نکال رہے ہیں؟" ضد کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ آدمی ایک قدم چل کر آگے آیا۔ اسکا اور المیرا کا قد برابر تھا، پورے پانچ فٹ ایک انچ۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

نکلو! یہاں! سے!" ہر لفظ چبا چبا کر ادا کرتے وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ غصہ سے ابلتا ہوا وہ اس ایجنسی کا ہیڈ صحافی اور اسکے سامنے کھڑی اس ایجنسی کی سب سے پھوڑ صحافی۔ سوالیہ اور ضدی نظروں سے دیکھتے رہنے کے بعد یک لخت اسکے تاثرات میں بدلاؤ آیا۔

فائن۔۔۔"ضدی نظریں اب ہٹ دھرمی میں بدل گئی تھیں۔" "مجھے معلوم تھا آخر میں میری خدمات کا یہی صلہ ملنا ہے۔" سینے سے لگائے کاغذات کو اب پہلو میں گرایا،ان پر اسکی گرفت مضبوط تھی۔ گردن اونچی انا سے اکڑی تھی اور آنکھوں میں پر عزم سا تاثر تھا۔

"مجھے افسوس بھی نہیں کے تم مجھے نکال رہے ہو۔" وہ ایک قدم آگے آئی۔۔ اس کا باس پیچھے ہوا۔

"نجانے اتنا عرصہ بھی کیسے ہی برداشت کیا ہوگا۔" پھر دو قدم آگے آئی۔۔وہ دو قدم پیچھے ہوا۔

اپنے باس یا پھر سابقہ باس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں سر پر جھولتا پنکھا آوازیں نکال رہا تھا۔اسکا چہرہ عجیب اجڑا دیار معلوم ہو رہا تھا۔وہاں خاموشی تھی کسی بھی تاثر کے بغیر خاموشی۔جو عام انسان کے لیئے غیر تھی۔

www.novelsclubb.com

کولر میں رکھا گرم پانی ساکت تھا۔ باہر بجلی کی تاروں پر بیٹھا کوّا ساتھ بیٹھی کوّی سے محو گفتگو تھا جب وہ ہوا جو کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا۔ وہ بجلی کے کوندے کی طرح تیزی سے پیچھے میز کی طرف بھڑی "ورلڈز بیسٹ باس" والا خالی مگ اٹھایا اور پوری قوت کے ساتھ اس مگ کا نشانہ اپنے باس کی طرف کیا۔

"یہ تم کیا..." لیکن اسکی سوچ کے برعکس المیرا نے وہ مگ اسکی طرف اچھالنے کے بجائے سینے سے لگا لیا۔

نحیف سا آدمی جو خود کو بچانے کے لیئے سر ہاتھوں میں دیئے بیٹھا تھا ششدر رہ گیا۔ ڈرتی نگاہ المیرا پر ڈالی جواب آرام سے اپنی جگہ کھڑی تھی۔ نا سمجھی سے دیکھا اور پھر یہی نا سمجھی غصہ میں بدل گئی۔

"تمہاری اتنی۔" اسی وقت المیرا گولی کی تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔ وہ جو تندہی سے اسے ذلیل کرنے آ رہا تھا فوراً الٹے قدم لیتا پیچھے ہوا۔

www.novelsclubb.com

ساعدوني ! ساعدوني ! ساعدوني !"خوف کے مارے وہ مدد کے لیئے پکار رہا تھا"
جب اسکی پیٹھ شیشے کی دیوار کے ساتھ ٹکرائی۔المیرا اسکے عین سامنے ٹھہری۔

بیچارا صحافی اسے خوف سے دیکھنے لگا۔حلق جیسے اندر تک کسی نے جکڑ لیا ہو۔المیرا کی نظریں اسے خوف زدہ کر رہی تھیں لیکن۔۔۔زیادہ دیر تک نہیں۔بے تاثر چہرہ اچانک مسکرانے لگا۔اسکی ہیزل آنکھیں بھی مسکرانے لگیں۔

دیوار سے لگے مرد کا چہرہ ابھی بھی آدھا بازوں میں چھپا تھا۔یہ کیسی عجیب لڑکی تھی جو اسے اب آنکھیں پٹپٹاتے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ہونٹوں کے گوشے یوں مسکرا رہے تھے جیسے اسے کسی بات کا علم تھا جس سے اس کا باس ناواقف ہے۔

کچھ دیر بعد

وہ لوگ ابھی بھی اشاروں میں بات کر رہے تھے جب اوپری منزل سے دروازے کی ٹھا سے بند ہونے کی آواز آئی۔المیرا عنایت محسن ہاتھ میں پکڑے مگ پر لکھے

www.novelsclubb.com

حروف کو اپنے مفلر سے صاف کر رہی تھی۔ چہرے پر ابھی بھی ذو معنی مسکراہٹ تھی اور آنکھیں، یوں لگتا تھا جیسے کسی سائیکو کی ہوں۔ سیڑھیوں کے دھانے پر پہنچتے اچانک اسکی مسکراہٹ ختم ہوئی۔ آنکھوں کا غیر انسانی تاثر زائل ہوا اور اب وہاں اداسی تھی۔ نوکری چھن جانے کی اداسی۔

کوئی وجود ان پتلی سیڑھیوں سے نیچے آرہا تھا۔ سیڑھیاں بھی اس قدر نحیف تھیں ایک قدم رکھو تو کلمہ شہادت پڑھ کر مرنے والی ہوتی تھیں۔ المیرا اداس چہرہ اور ڈھلکے ہوئے کندھوں سمیت نیچے آئی جب اسکی راہ میں رکاوٹ، اس گیلی ٹاکی اور گندے پانی کی بالٹی نے ڈالی۔ وہ اس قدر مایوس تھی کے روز کی طرح آج اس نے اس بالٹی کو نہ کوسا اور نہ ہی اس گیلی ٹاکی کو چھیڑا۔ اب ان چیزوں پر اسکا حق نہیں رہا تھا۔

ان دونوں منزلوں میں سناٹا تھا۔ طوفان کے بعد والا سناٹا۔ اگر کوئی آواز ارتعاش پیدا کر بھی رہی تھی تو وہ بس المیرا کا اپنے بیگ میں سامان ڈالنے کی تھی۔ ایک کارڈ

بورڈ کا باکس اٹھایا تا کہ اپنی میز پر سے ضروری سامان اٹھا سکے۔ حرکات میں سستی اور اداسی تھی۔

بعد اذنِک!" (ایکسکیوز می) اسی باب کٹ لڑکی نے عربی میں المیرا کو پکارا۔ "

جھکی گردن کو ہلکی سی جنبش دے کر پیچھے موڑا۔ "یہ ڈبہ کاٹھ کباڑ نکالنے کے لیئے ہے تو..." ندامت اور کچھ شرمندگی سے بھرپور لہجے میں کہتے اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

المیرا نے کوئی ردِ عمل نہیں دیا، بس خاموشی سے ڈبہ دوبارہ اسکی جگہ پر رکھ دیا۔ نجانے کیوں اس لڑکی کو ترس آیا۔ وہ آگے آئی اور اسے کندھوں سے پکڑتے ساتھ لگا لیا۔

"کچھ نہیں ہوتا المیرا، خیر ہے۔ "

میری نوکری چلی گئی ہے خیر کیسے ہو گی؟" آواز سے یوں لگتا تھا جیسے بس رونے کی دیر ہو۔ "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انشاءاللہ سب بہتر ہو گا او کے۔۔ تمہیں جب بھی مدد چاہیے ہوئی ہم سب ساتھ ہیں تمہارے۔" لڑکی نے کمرے میں موجود سب کی طرف اشارہ کیا۔سب کے رویے تھے مثبت، پُرامید اور سب ہی تھے۔۔۔۔بیو قوفی کی حد تک جذباتی۔(پرفیکٹ!)

اس نے سب کو مسکرا کر دیکھا اور پھر اپنی میز سے ایک شیشہ،ایک کنگھی، لپسٹکس اور وہی "ورلڈز بیسٹ باس" والا مگ اٹھایا اور تقریباً بیگ میں ٹھونسا۔" گھس جا منحوس! گھس جا!" اپنے ننھے ننھے گول ہاتھوں سے زور لگاتی وہ سامان ٹھونس رہی تھی۔ہر انسان کی طرح اداسی اور غم کی حالت میں عادتاً وہ بھی اپنی مادری زبان بولنے لگی۔

تنگ آتے اس نے مگ ہاتھ میں اٹھایا اور یونہی کھلا بیگ کندھے پر ڈال لیا۔اس باب کٹ بالوں کی ایک طرف سے ہوتے ہوئی گزری۔اسے معلوم تھا سب اسے ہی دیکھ رہے ہیں اور دل ہی دل میں اسے یہی نظریں سکون بخش رہی تھی۔اسے سب

www.novelsclubb.com

کی توجہ کا مرکز بننا اچھا لگتا تھا۔ لیکن ان نظروں کے ساتھ اسے کچھ اور بھی چاہیے تھا۔ وہ یہ کے۔۔۔ کوئی تو اسے روک لے۔ اسکی تین مہینے کی سیلری پھنسی تھی یہاں وہ اسے لیئے بغیر کیسے جا سکتی تھی۔ المیرا تو اپنا بخار تک کسی کو نہ دے یہ تو پھر بھی اسکے تین مہینے کی محنت سے کمائے پیسے تھے۔ ہاتھ میں وہ مگ تھاما، کندھے پر اپنا بھورا گول ہینڈ بیگ ڈالے اور سینڈلز سے چلتی وہ وہاں سے نکلنے لگی۔ اسکے کندھے جھکے تھے، چال ڈھیلی اور چہرہ رو دینے کے قریب۔

"کوئی اسے کیوں نہیں روک رہا تھا؟!" ان میزوں کو پار کرتی وہ اب ریسیپشنسٹ کے قریب سے گزری جب اچانک۔۔ یا پھر بالآخر کسی نے اسے روک لیا۔

"المیرا!" ہیزل آنکھوں والی لڑکی کی تو جیسے روح کھل اٹھی مگر چہرے کو ابھی ویسا 'دنیا کے سارے غم کیا میرے لیئے ہیں' والے تاثر میں رکھا۔ وہ ایڑیوں کے بل گھومی۔ اوپر سے نیچے تک اس لڑکی کو دیکھا اور پھر اداسی سے "یس!" کہا۔

www.novelsclubb.com

ابھی یہ روکے گی مجھے، ظاہر ہے المیرا کو بھلا کون نظر انداز کر سکتا ہے۔

وہ...(سب کی نظریں اب ریسیپشن ڈیسک کی جانب تھیں)....میری جانمی لپ سٹک تو دے جاؤ۔" کرنٹ کھا کر وہ مکمل مڑی۔ ہیزل آنکھوں کا سبز رنگ مزید گہرا ہوا۔ یہ عزت تھی اس کی؟ المیرا کو حیرانی ہوئی، صدمے سے دوچار اس نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

واقعی میں!" وہ ایک قدم آگے آئی۔" ایک لپ سٹک کے لیے تم نے مجھے مخاطب کیا ہے اور مجھے..... مجھے لگا تھا ہم دوست ہیں شیلا؟" پرفارمنس کے مطابق آخر میں سب سے غمگین کردار ضرور پھوٹ پڑتا ہے۔۔المیرا ابھی بس یہی کر رہی تھی۔

لپ سٹک مانگنے کے لیئے تو تم مجھے پکار سکتی ہو مگر ہمدردی کے دو بول بولنے کے لیئے تمہارے پاس ایک لمحہ بھی نہیں۔ آخری دن ہے میرا یہاں، اگر دیکھا نہیں تو سنا تو ہو گا نا کہ کیسے مجھے یہاں سے ذلیل کر کے نکالا جا رہا ہے۔" شیلا کے

www.novelsclubb.com

جامنی ہونٹ اپنے دفاع میں بولنے کو تیار تھے۔ سب نے اسے مایوسی سے دیکھا، وہ گھبرا گئی۔

"اس قدر مادہ پرست کوئی کیسا ہو سکتا ہے۔" باب کٹ لڑکی نے طنز سے کہا۔

"کیا تم میری دوست نہیں!" اسکی ہیزل گرین آنکھوں میں قرب تھا، دکھ تھا، تکلیف تھی مگر نمی۔۔۔۔وہ گمشدہ تھی۔ نمی تو اسکی آنکھوں میں شاید ہی ان چھبیس سالوں میں کبھی اتری ہو۔

"نہیں میرا مطلب۔"

"تمہارا جو بھی مطلب تھا شیلا، کوئی بات نہیں۔ معلوم ہو گیا ہے مجھے کے بس! اتنی سی تھی تمہاری دوستی، یقیناً تمہارا ابھی دل دھکا کر جا رہی ہوں گی۔" آخر میں وہ خود پر ہنسی اور بیگ ٹٹولنے لگی۔ ریسیپشنسٹ نے اسے یوں دیکھا جیسے اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہو۔ وہاں موجود سب نے شیلا کو مایوس نظروں سے دیکھا۔

آنکھوں کے کناروں سے المیرا دیکھ سکتی تھی شیلا کا چہرہ کیسے فق ہوا تھا اور وہ یہ بھی جانتی تھی اب آگے کیا ہو گا۔

جامنی لپ سٹک تو بلکل سامنے رکھی تھی وہ تو بس مروتاً ہی بیگ کے اندر ہاتھ مار رہی تھی۔

تمام! تمام!، تم رکھ لو، تمہارا تحفہ ہوا۔ اسکے بعد نجانے ہم کب ملیں۔" دونوں "ہاتھوں کو بلند کرتے جیسے اپنی صفائی میں کہا ہو۔ آخر میں اسکا لہجہ غم گین ضرور ہوا تھا۔ آخری اس شیڈ کی لپ سٹک تھی اس کی !

ہونہہ! فائن۔" ایک آخری نگاہ اس نے کمرے کے بیچوں بیچ باب کٹ بالوں " والی عورت پر ڈالی پھر منہ پھیرا اور اپنے سینڈلز سے چلتی دروازے کے آر پار ہو گئی۔ پیچھے پنکھوں کی آوازیں ابھی بھی ویسی ہی تھیں، پر شور، تھرتھراتی اور کانوں میں چبنے والی۔ سب لوگوں نے آزردگی سے ایک افسوس بھری سانس خارج کی اور غصہ سے چھت کی طرف دیکھا جہاں انکا باس بے جان حالت میں فرش پر موجود

www.novelsclubb.com

تھا۔کاغذات کے پلندے زمین پر بکھرے تھے اور ان کے درمیان وہ نحیف وجود گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔خوف و وحشت کے مارے آنکھیں کھلی تھیں۔عینک ایک طرف گری تھی اور۔۔۔ماتھے کے ایک طرف سے خون کی پتلی سی لکیر بھویں میں جا کر تھم جاتی تھی۔یہ لڑکی کیا تھی جو ابھی اسے دھمکا کر گئی ہے؟

کچھ دیر پہلے

مرد دیوار سے لگا تھا اور وہ سامنے کھڑی تھی۔"جا۔۔ج۔۔جاؤ۔"ڈر کے مارے پتلی چوہے جیسی آواز نکلی۔اسکے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب المیرا نے ہاتھوں میں پکڑے کاغذات کو ہوا میں ایک جھٹکے سے اُڑایا۔ہوا میں معلق اُن پنّوں کے پیچھے اسکے باس کا حیران چہرہ دیکھنے لائق تھا۔

کاغذات پاؤں تلے روندے وہ مسکراتی معصوم نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ لیکن کچھ تھا اسکی مسکراہٹ میں جو غیر آرام دہ کرے۔۔۔وہ مسکراہٹ آنکھوں میں چھائی حیوانیت سے میل نہیں کھا رہی تھی اور اس سے بلند اسکا لہجہ۔۔۔وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پراسرار، مکار اور مصنوعی لگ رہا تھا۔ جیسے وہ کچھ چھپا رہی ہو۔۔ جیسے خود پر جبر کر رہی ہو۔

"چلی جاؤں گی، تم بس میرے پیسے دے دو مجھے۔" المیرا کی آواز بس اس کمرے تک محدود تھی۔

"کونسے پیسے؟" بمشکل کانپتے وجود کے ساتھ کہا۔ یہ روپ تو اپنے اس ماتحت کا وہ پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا۔ کیا یہ وہی میٹھی سی المیرا تھی جو ہر کسی کو آپ جناب کر کے مخاطب کرتی تھی؟

ہاتھ کے ناخنوں سے کھیلتی اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"اوکے بتاتی ہوں۔" بند ہتھیلی اس کے چہرے کے سامنے کی۔ جب اس نے کانپ کر سر ہاتھوں میں دے دیا۔ المیرا محظوظ ہوئی۔

"ڈرو تو نہیں۔" وہ ہنسی تھی۔ خطرناک سفاک مزہ لیتی ہوئی ہنسی۔ "اچھا چلو ! سب سے پہلے..... تین مہینہ تک اس کھٹارا میں کام کرنے کے پیسے (چھوٹی انگلی کھولی)،اس کے بعد..... تین مہینوں تک تمہارے گندے چائے کے کپ دھونے کے پیسے (دوسری انگلی بلند کی)، پھر..... گدھوں کی طرح تمہاری ہر تذلیل برداشت کرنے کے پیسے (درمیان والی انگلی اوپر کی)۔" اسکا ہاتھ ابھی بھی باس کے چہرے کے بلکل سامنے تھا۔ "اور۔۔۔(ہاتھ ہٹالیا) اسی لیئے بھی کیونکہ ایک ملازم ہونے کے ناتے یہ میرا حق ہے۔"

عربی میں بات ختم کرتے اب وہ ہاتھ میں پکڑے مگ کے حروف پر انگلی پھیرنے لگی۔

"میں۔۔ تمہیں۔۔ ایک پائی بھی نہیں دونگا۔" لمیر اجو مگ پر انگلی پھیر رہی تھی آنکھوں کے کناروں سے اسے دیکھا۔ الفاظ کو چبا چبا کر ادا کرتے اسکی زبان کو اچانک سے بریک لگا۔ کمرے کا ماحول اس قدر گھٹن زدہ کیوں تھا۔

www.novelsclubb.com

"سوچ لو!" گہری سانس خارج کی اور ہاتھ کمر کے پیچھے باندھ لیئے۔ "میرے آفس سے دفعہ ہو جاؤ، نہ میں تمہیں۔۔۔"

"ٹھیک ہے پھر۔" اسکا جملہ کاٹتے المیرا نے پوری قوت کے ساتھ ہاتھ میں پکڑا مگ اسکے ماتھے پر دے مارا۔

"آہ!" وہ کراہتا ہوا نیچے گرا۔ ماتھے پر ایک کٹ کا واضح نشان بنا۔

المیرا اسکے سر پر جھکی۔ "میں عموماً اتنی ظالم نہیں ہوتی لیکن (وہ سیدھی ہوئی)۔۔۔ یہاں بات میرے پیسوں کی ہے جن کے لیئے میں جان لے بھی سکتی ہوں اور۔۔۔ جان (تھوڑی پر انگلی رکھ کر سوچنے کی اداکاری کی) نہیں وہ نہیں دونگی۔ دے دی تو میرے پیسہ کا کیا ہوگا۔" وہ شخص کاغذات پر کمر کے بل جھکا تھا۔ ایک ہاتھ ماتھے پر تھا اور دوسرے سے دیوار کا سہارا لیا ہوا تھا۔

"میں آج تو جا رہی ہوں، مگر روز آؤں گی، جب تک پیسے نہیں ملتے یونہی روز روز آؤں گی۔"

اور وہ جانتا تھا۔۔۔وہ آئے گی۔۔۔المیرا عنایت محسن ضرور آئے گی۔

اور (سرگوشی کی) فکر نہ کرو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔"اس کی جل "
ترنگ ہنسی پورے کمرے میں گونجی۔

حال

فٹ پاتھ پر چلتی اس لڑکی کے جھکے کندھے آہستہ آہستہ سیدھے ہوئے۔

کمر اکڑی اور ہیزل آنکھوں میں دنیا جہاں کی شوخی درج ہوئی۔ کوئی اسے دیکھتا تو پہلا خیال یہی آتا وہ بہت خوش رہتی ہو گی۔ سب سے پیار کرنے والی، ہر کسی کی خوشی میں خوش ہونے والی۔

پرس میں سے ہاتھ مار کر لپ سٹک نکالی اور فون کا فرنٹ کیمرا آن کیا۔ ڈھکن کلک کی آواز کے ساتھ اتارا اور ہونٹوں پر لپ سٹک لگانا شروع کی جب سکرین پر ایک نوٹفیکیشن آئی۔

www.novelsclubb.com

بینک: ''آپ کے آکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر ہوئی ہے۔''المیرا مکاری سے مسکرائی، آنکھوں کا سبز رنگ گاڑھا ہوا۔ گہرا سانس لیا، لپ سٹک اور فون بیگ میں ڈالا اور آگے بڑھنے لگی۔

بس۔۔۔اتنی سی بات تھی!''خالی مگ پہلو میں گرا ایک ہاتھ میں آگے پیچھے جھول رہا تھا۔ سفید مگ پر لال رنگ سے لکھے جلی حروف ہر آتا جاتا پڑھ رہا تھا۔

ورلڈز بیسٹ باس۔''خون کے دھبے اب مگ پر سے غائب تھے۔ ''

★

کیا!!!!''حیران لہجہ۔''

تم نوکری چھوڑ آئی؟؟؟''سیاہ انگور کا رس خریدتے زیبا نے عربی میں بلند آواز سے پوچھا۔ ''

المیرا کی کہانی سننے پر اسکی آنکھیں پوری کی پوری کھل چکی تھیں۔

"اونوں! چھوڑی نہیں ہے۔" ہیزل آنکھوں والی نے اسٹال فروش کے ہاتھ سے جوس لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے نکالا گیا ہے۔" آواز میں نہ پوری ہونے والی خواہشات کی اداسی تھی۔

آفس سے نکلنے کے بعد وہ سیدھا میٹرو میں بیٹھتی خان الخلیلی کے بازار آئی۔ اسکی دوست۔۔۔ غمگسار۔۔۔ پالتو جو بولنا چاہو "زیبا" کو اس نے کال کر اس کے کام سے یہاں بلایا۔ (وہ ایک میوزیم ڈوسنٹ یا آسان الفاظ میں میوزیم میں گائڈ تھی۔)

"تو... تم.... تو تم ایسے ہی آگئی کیا؟ تمہاری سیلری؟ انداز میں واضح ہچکچاہٹ تھی۔

زیبا درمیانے قد کی مصری تھی جس نے اپنے بالوں کو حجاب میں یوں بند کیا تھا کے گردن صاف نمایاں تھی اور حجاب کا کپڑا سارا کسی پگڑی کی مانند بند تھا۔

"تو کیا کرتی، اتنی منت سماجت کی اس کی دے دو پیسے، میری محنت ہے، میں نے کرایہ دینا ہے ورنہ مالک مکان نے مجھے سڑک پر نکال دینا ہے لیکن نہیں۔"، اپنے

جوس کا گھونٹ بھرا اور مین بازار کے اندر داخل ہوئی۔ ”پتہ تو ہے تمہیں ان عربیوں کا کتنے عیاش اور بھوکے ہوتے ہیں۔“ نفرت سے گردن جھٹکی۔

اسکے رکھ رکھاؤ سے صاف لگتا تھا ہاتھ سے نوکری نکل جانے کا غصہ تھا۔ پیسہ نہ ملنے کا غصہ تھا۔ اپنی بے بسی پر اور اپنی مالی حالت پر برہم تھی۔ جبکہ تم اور میں یہ اچھے سگ جانتے ہیں کے اس میں کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ۔

وہ دونوں اب ہم قدم ملائے بازار کے اندر چل رہی تھیں۔ آس پاس دکانیں ہی دکانیں تھیں۔ پتھروں کا بنا راستہ اور اس کے اوپر وسیع اینٹوں کا چھت۔

ہانک لگاتے اشیاء فروش اور ان کے درمیان میں سر اور کندھوں پر تھال سنبھالتے لوگ۔ یوں لگتا تھا اندرون لاہور یا پرانے پنڈی کا کوئی علاقہ ہو۔

”تو اب تم کیا کرو گی؟“ اپنے جوس میں سٹرا گھماتے پوچھا۔ بازار کے شور میں بمشکل ہی زیبا کی آواز آئی۔ آنکھوں کے کنارے سے وہ المیرا کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا کرنا ہے یار(قریب سے ایک سکارف دینے والا گزرا جسے المیرا نے ہاتھ کے اشارہ سے روک دیا) نئی نوکری ڈھونڈوں گی۔" اس کے چہرے پر چھائی اداسی اور ناامیدی ہر بے روزگار کے چہرے جیسی تھی۔

"کیا مطلب تم اپنی تین ماہ کی سیلری چھوڑ دو گی یونہی؟" صدمہ ہی تو ہوا تھا اسے۔ بازار کے عین بیچ میں جہاں چار راستے آگے پیچھے کو جاتے تھے اور اوپر کھلا آسمان تھا وہ دونوں وہاں کڑھیں تھیں۔

"تو اور کیا کروں زیبا!؟" آواز سے لگتا تھا وہ اگلے لمحہ رونے لگ جائے گی۔

"یہاں مجھ جیسے فرنگیوں کو یہ عربی کہاں عزت دیتے ہیں۔" آتے جاتے لوگ مڑ مڑ کر اسے دیکھ رہے تھے۔ بازار کے رش اور شور کے باوجود بھی المیرا کی آواز صاف سنائی دے سکتی تھی۔ وہ بولتی ہی اتنا اونچا تھی کسی کی توجہ کیوں نہ اس کی طرف جاتی۔ اونچا بناوٹی لہجہ جس میں اپنی تعریف اور ستائش جھلکتی تھی۔

زیبا نے ایک تھکن زدہ سانس خارج کی اور دوبارہ سے المیرا کے ساتھ چلنے لگی۔ اپنا اور المیرا کا خالی گلاس تھاما اور قریبی کوڑے دان میں پھینک دیا۔

بازاریوں بنا تھا جیسے اینٹوں کی بنی سرنگ ہو۔ اندر جا بجا مصنوعی روشنیاں، گوشت کے کھانوں کی خوشبو، لوگوں کی تیز بولی اور لالٹین ہر دکان سے لٹکتے نظر آئیں گے ۔

"آئیڈیا!" اچانک زیبا چٹکی بجاتے ہوئے المیرا کے سامنے آئی۔ ہیزل آنکھوں میں ہلکی سی حیرت ابھری جبکہ زیبا کا چہرہ چمکنے لگا۔ "تم آن لائن ٹیوشن شروع کردو۔" المیرا نے اسے 'بہن سٹھیا گئی ہو کیا' والی نظروں سے نوازا۔ "تمہیں گھر سے نکلنا بھی نہیں پڑے گا، اور آن لائن ٹیچینگ کر کے کما بھی لو گی۔"

"زیبا!" ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ہنسی نے زیبا کے مسکراہٹ فنا کردی۔ "میں اب ایک اچھی خاصی قابل ڈگری لے کر آن لائن امیر ماں باپ کے بگڑے ہوئے بد تمیز پانچ سالہ کاکوں کو پڑھانا شروع کردوں۔ تمہیں تو دوستی بھی نبھانی نہیں آتی

۔''آخر میں کہے جملے نے زیبا کے سارے جوش کو پارا پارا کر دیا۔المیرا ہمیشہ اس کی مخلصی پر وار کرتی تھی۔

مجھے دوستی نبھانی آتی ہے میرہ۔''اونچی ہانک لگائی۔ "

ثابت کرو پھر!''سامنے بھی المیرا تھی جس نے بالکل اپنی دوست کے ہی انداز " میں کہا۔حجابی مصری نے اسے الجھ کر دیکھا۔

اچانک ہی بازار میں شور زیادہ ہو گیا۔۔۔۔لڑکوں کا ایک ٹولہ ایک طرف بیٹھا غالباً کوئی کھیل کھیل رہا تھا۔ان کے پاس سے گزرتے زیبا اُس کے کان کے جانب جھکی

۔

ثابت کیسے کروں؟''اس کا یہ کہنا ہی تھا کے المیرا اس کی طرف مڑ کر کھل کے " مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

زیبا کو وہ مسکراہٹ کسی انہونی کی گرانڈ اوپننگ لگی۔جب جب اس کی دوست کی آنکھیں یوں گہری سبز اور مسکراہٹ پراسرار مگر مضبوط ہوتی تھی وہ سمجھ جاتی تھی غالباً نہیں۔۔۔یقیناً المیر اعنایت محسن کوئی بونگی مارنے والی ہے۔

تم مجھے اپنے میوزیم میں نوکری دلوادو۔" اب زیبا نے اسے 'بہن سٹھیا گئی ہو کیا' والی نگاہوں سے نوازا۔

المیرا یہ ناممکن ہے۔" وہ جانتی تھی اس کی لاڈلی دوست کیوں اس نوکری میں اتنی دلچسپی رکھتی ہے۔" تم میڈیا کی سٹوڈنٹ ہو(ہیزل آنکھوں نے نزاکت سے ہاتھ جھاڑا) میں تاریخ کی ایسے کیسے نوکری دلوادوں۔" دانستہ اس نے ایک کمزور سا بہانہ ڈالا،اصل وجہ بتاتی تو المیرا اسکا جینا حرام کر دیتی۔

بہانے ہیں سب !(ساتھ لگائے ایک سٹال کے قریب آئی)اصل بات تو یہ ہے کے تم مجھے وہاں دیکھنا ہی نہیں چاہتی۔ورنہ کون لڑکی نہیں چاہے گی اس کی بسٹ فرینڈ اور وہ ایک ہی جگہ پر کام کریں۔" زیبا کے چہرے پر بے آرامی واضح

تھی۔وہ یہاں اپنی ڈیوٹی آوُرز سے وقت نکال کر اپنی دوست کا غم بانٹنے آئی تھی اور صلے میں اسے کیا ملا۔۔۔ناشکری،شک اور الزامات کا مفت پیکج۔

اس کی دوست اس کے لیئے پریشان تھی،چہرے سے ہی نظر آ رہا تھا۔البتہ وہ ۔۔۔اسکا چہرہ سٹال پر سجے چمکتے زیوارات کو دیکھ کر ایک دم ہی روشن ہو گیا۔ موازنہ کرنا مشکل تھا کے زیادہ چمک ان زیورات میں ہے یا ان کو دیکھتی المیرا کی آنکھوں میں۔

اپنی بھوکڑ مالک مکان،اپنے سٹونڈ لونز اُس وقت اسے سب بھول گیا تھا۔زیبا نے ایک گہری سانس خارج کی اور المیرا کے ساتھ آکھڑی ہوئی۔المیرا کبھی اپنے حال کو بہتر بنانے کے لیئے ہاتھ پاؤں نہیں مارتی تھی،بس اس کا ایک ہی کام تھا دکھڑے سنا سنا کر زیبا کے کانوں سے خون بہا دینا۔

وہ اداسی اور مایوسی سے اپنی دوست کا چہرہ دیکھ رہی تھی جہاں ان چمکتے مگر نقلی زیورات کے لیئے لالچ اور چاہ نمایاں تھی۔ سٹال کے بلکل اوپر ایک بڑا سا گول شیشہ رکھا تھا اس میں ہم المیر اعنایت محسن کا عکس صاف دیکھ سکتے ہیں۔

چھوٹا قد اور چوڑے کندھے، وہ گول مٹول سی تھی نا موٹی نا پتلی اور یہ پیدائشی طور پر تھا۔ سفید صاف جلد پر گول چھوٹے نقوش اور بھری ہوئیں موٹی موٹی گالیں اتنی کہ اس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی لگتی تھیں۔ اسکی چھوٹی آنکھیں ہیزل تھیں جو روشنی کے بغیر سبز اور روشنی میں ہلکی بھوری لگتیں تھیں اور یہی خاصیت انہیں وہ چالاک اور مکار سا تاثر دیتی تھی جو اسکا خاصہ تھا۔ وسیع پیشانی اور ریشمی، انتہائی سیدھے، گھنے، ہلکے بھورے بال جو کندھوں سے ذرا نیچے ایک ہی لہہ میں کٹے تھے۔ گلے میں مفلر، الیو گرین رنگ کی گھٹنوں تک آتی بٹن شرٹ کے اوپر بھوری اُڑے رنگ والی جیکٹ اور نجانے کتنی مرتبہ دھونے پر اڑے ہوئے رنگ والی جینز

۔

واپس زیبا کی طرف آتے ہیں جو ابھی انہیں مایوس نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

المیرا کو بس اڑنے کی چاہ تھی، پر کہاں سے آئیں گے یہ سوچنے یا یہ جاننے کی محنت وہ کبھی نہیں کرتی تھی اور یہیں زیبا کا دل دکھتا تھا۔

اس کی دوست کی زندگی میں نہ نوکری ہے، نہ عزت ہے، نہ سکون ہے اور پیسہ، وہ تو سرے سے ہی قلیل ہے۔

"تم...." بہت دیر بعد زیبا نے اسے پکارا جواب ہار اٹھا کر اپنی چھوٹی سی گردن کے ساتھ لگا رہی تھی۔

"تم واپس پاکستان کیوں نہیں چلی جاتی۔" زبان سے الفاظ کم اور بندوق سے نکلی گولی زیادہ لگ رہے تھے۔ جلدی سے مشورہ دیتے اس نے نظریں جھکا لیں۔ وہ اپنی دوست کا دھواں ہوتا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ المیرا ابھی بھی ہار کو خود سے لگا لگا کر شیشے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔

بغیر کوئی اثر لیئے جیسے زیبا نے کچھ کہا ہی نہ ہو۔

"دیکھو یہ کیسا؟" ہار پکڑے وہ زیبا کی جانب مڑی مگر اس کے الفاظ زبان پر ہی رہ گیے۔ایک گندی حالت میں میلا کچیلا بچہ اس کی جیکٹ کو پیچھے سے کھینچ رہا تھا۔

المیرا پہلے بے دھیانی سے پیچھے مڑی،اس بچے پر نظر پڑتے ہی وہ آہستہ سے دور ہوئی۔گھبرانے کے جراثیم اس میں سے غائب تھے۔

"اللہ کے نام پر بی بی!" وہ بچہ بمشکل ہی سات آٹھ سال ہو گا۔میلے پاؤں میں چپل اور بدن پر بد نما سی شرٹ جینز۔اسکے بال دھول سے لدے تھے اور آنکھیں یوں لگتی تھیں جیسے ابھی ابھی روئی ہوں۔

وہ بچہ ویسے ہی اس کی ٹانگوں تک آتا تھا مگر پھر بھی وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اس کے بلکل سامنے جھکی۔ہونٹ مسکرا رہے تھے آنکھیں نہیں۔

وہ کچھ دیر پہلے والی المیرا نہیں بلکہ صبح والی المیرا لگ رہی تھی۔مکار،سفاک اور لالچی۔۔۔۔

" میرہ اگنور کردو۔ "

پیسے دے دو۔" بچے نے زیبا کی بات کاٹی۔آواز بے تحاشا گھٹی اور آہستہ تھی "

۔وہ ایک عام فقیر یا بھکاری نہیں لگتا تھا۔وہ مجبور اور مفلس لگتا تھا۔

پیسوں کا کیا کرو گے ؟"آنکھیں بچے کے معصوم چہرہ پر مرکوز تھیں۔ "

کھانا کھاؤں گا!" پہلے سے بھی زیادہ گھٹی آواز۔ "

کھانا کھا کر کیا کرو گے۔"المیرا کی اندر تک اترنے والی نگاہیں اس بچے کو خوف "

زدہ کر رہی تھیں۔

ابھی تک کتنے لوگوں سے پیسے لے چکے ہو؟"" رونگٹھے کھڑے کر دینے والی"

سرگوشی۔زیبا نے آگے بڑھ کر اس کا کندھا ہلایا۔

میں اگر تمہیں کچھ دونگی تو بدلہ میں مجھے کیا ملے گا۔"وہ بچہ مدد طلب نظروں "

سے زیبا کو دیکھنا چاہتا تھا مگر نجانے سامنے کھڑی عورت کی نظروں میں ایسا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ سہم بھی گیا تھا، مگر ہٹ نہیں پا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا گلے کسی لمحے وہ رونے لگ جائے گا۔

"المیرا اسٹاپ اِٹ!" زیبا نے تقریباً اسے پیچھے کھینچا اور اس بچے کو دس مصری پاؤنڈ کا نوٹ تھما دیا۔ بچہ نوٹ پکڑتے ساتھ ہی وہاں سے بھاگ گیا۔ المیرا کی شیطانی مسکراہٹ ابھی بھی قائم تھی۔ زیبا جانتی تھی اگر دو تین منٹ مزید وہ بچہ المیرا کی نظروں کے سامنے رہتا تو اس نے وہی سب کرنا تھا جو وہ اپنے سے کم تر ہر شخص کو دیکھ کر کرتی تھی۔

زیبا نے المیرا کا بازو تھام رکھا تھا۔ "کیوں کرتی ہو تم یہ سب؟"

"کھانا کھاؤ گی؟" زیبا کی گرفت سے آزاد ہوتے اس نے پر جوش لہجہ میں کہا۔

اس کی دوست نے تھک کر سانس خارج کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تم کھلاؤ گی۔" پتہ نہیں اس نے کتنی امیدوں سے یہ سوال پوچھا تھا کیونکہ۔ "

۔۔۔المیرا جیسی بندی تو اسے ایک روپیہ ادھار نہ دے کھانا کھلانا تو پھر بھی دور کی

بات تھی۔

زیبا!" صدمے سے دیکھا۔"میری آج نوکری گئی ہے، تم اس حالت میں بھی "

مجھ سے یہ توقع رکھتی ہو کے میں تمہیں کچھ کھلاؤں؟"آسکر وننگِ پرفارمنس

!زیبا کا چہرہ بجھ گیا۔

ابھی تو تم نے میرے آتے ساتھ کھایا تھا؟" جھجکتے ہوئے کہا۔زیبا کے ہی "

پیسوں پر پہلے اس نے جاکر ایک کوشاری (مصری روایتی کھانا) کی پلیٹ نوش فرمائی

اور پھر باتوں باتوں میں اسے بازار تک لے آئی تھی۔

اتنی کنجوس کیوں بن رہی ہو؟" مذاق اڑاتے ہوئے ہنسی۔ "

واپس کردونگی نا (تین سالوں سے یہی کہہ رہی ہو) آج تم کھلادو، دوست "

"نہیں ہو میری؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زیبا کو یرغمال بنائے المیر اب اسکے بازو میں بازو ڈالے بازار کے اندر گھوم رہی تھی۔ وہ اب خوش تھی چلو لنچ کا اہتمام تو یہاں سے ہو گیا، رات کے کھانے کے لیئے کس کو کتنا بے وقوف بنانا ہے اور کس سے کون سا جھوٹ بولنا ہے وہ یہ سوچ لے گی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

بادالونہ، سپین

چاند سورج کے راستے سے ہٹ چکا تھا۔ صبح کی روشن کرنیں پورے سپین میں پھیل رہی تھیں۔ ہر کوئی جاگا اپنے کاموں پر جا رہا تھا۔

بس ایک وہ کچھ لوگوں کا ٹولا تھا جو سمندر کے کنارے بنے اس ریلینگ والی سڑک کے بیچو بیچ جمع تھا۔

کسی کی آنکھوں میں بھی حیرت کچھ خاص نہ تھی، ہاں رحم ضرور تھا۔ شاید اسی لیئے کیونکہ یہ آئے دن کا معمول تھا۔ بادالونہ سپین کا وہ علاقہ تھا جہاں جرائم کا مادہ سب سے زیادہ تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہجوم کے درمیان ایک بے دردی سے پیٹا گیا لڑکا بے سدھ پڑا تھا۔ کہیں سے ایک ہدہد اڑتی ہوئی آئی اور ان سب کے سروں پر سے گزرتی اس لڑکے کے سر پر بیٹھ گئی ۔وہ اپنی چونچ اس کے بغیر بالوں والے سر پر آرام سے مار رہی تھی یا یوں کہا جائے کھٹکھٹا رہی تھی۔ لڑکے کی سبز بیس بال کیپ پھٹی ہوئی حالت میں قریب ہی موجود تھی۔

وہ ابھی بھی نیم بیہوشی کے عالم میں تھا۔ آواز تو آرہی تھی مگر آواز کس رخ سے آرہی تھی وہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ کئی آوازیں ایک ساتھ گڈمڈ ہونے لگیں۔

وہ کہاں تھا؟

وہ کون تھا؟

بھاری ہوتی آنکھیں آہستہ سے کھولیں، منظر دھندلا تھا۔ آنکھیں ایک مرتبہ پھر بند کیں اور کھولیں اب منظر کچھ نمایاں ہوا۔

www.novelsclubb.com

وہ سینے کے بل پڑا تھا۔منہ ایک طرف کو مڑا اور لب آدھے وا ہوئے۔

سورج کی کرنیں سیدھا آنکھوں میں پڑ رہیں تھیں۔

ہدہد اس سے پہلے کے اس کی آنکھوں میں چونچ مارتی بھیڑ میں سے کسی نے آگے بڑھ کر اسے اُڑا دیا۔

وہ بیچ سڑک پر جمے ہوئے خون سے لت پت ہوا پڑا تھا، کھلے ہوئے لبوں کے کناروں پر بھی خون ہی خون تھا۔آنکھیں مکمل وا کرنے کے بعد جو اسے پہلے خیال "آیا تھا وہ یہ تھا کہ، "اس کی کتنی ہڈیاں ٹوٹی ہیں.......؟

تم ٹھیک ہو لڑکے۔" کسی نے جھک کر دیر سے سوال کیا۔وہ کیا بولتا ٹھیک کیا " مجھے تو نئی زندگی مل گئی ہے جس میں یقیناً میں نے بیسا کھیوں کے سہارے چلنا ہے ۔لیکن اس وقت اس کا دماغ آدھا سن اور احساسات استعمال سے باہر تھے۔سورج اپنی حدت سے اسکی پیٹھ جھلسا رہا تھا اور اینٹوں والے راستے پر لگی دھول مٹی تو یقیناً اس کے چہرے سے چپک کر رہ گئی ہو گی۔

اسے طلب ہو رہی تھی۔اجلی سفید رنگت والے ہاتھوں کی بے تحاشہ کمزور انگلیاں آپس میں مس کیں۔

اسے طلب ہو رہی تھی،اپنی انگلیوں کے درمیان اس کاغذ کو لے کر سر پیچھے ڈالنے کی۔آس پاس لوگ ابھی بھی شاید باتیں کر رہے تھیں جو ایک بنبناھٹ سی تھی۔
اسے طلب ہو رہی تھی۔

اسی وقت کہیں سے ایک اشتہار اڑتا ہوا آیا اور اسکے چہرے سے ٹکرا کر ٹھہر گیا۔

اسکی سوچ میں خلل ڈلا۔۔،سارا موڈ خراب ہو گیا تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات سن رہے بمشکل اس نے کاغذ ہٹایا اور ہلکی سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"ماہِ ملکہ کروز لائنز "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصر میں واقع کسی کروز شپ کا اشتہار، شاید کوئی جاب آفر تھی۔ یا پھر۔۔۔ یہ اسے پڑھا کیوں نہیں جا رہا یہ لفظ آپس میں کھیل کیوں رہے ہیں۔ تاثرات ابھی بھی ویسے ہی تھے خالی، سن، خون سے لت پت۔

حیرت کی بات تو یہ تھی کے اتنی بری طرح سے پِٹنے کے بعد بھی وہ لڑکا زندہ تھا۔

ہمت ہے بھائی یا پھر دبیر السازار کی زبان میں۔۔۔۔۔ بد قسمتی ہے بھائی۔

سورج کی تپش نے اس کو پسینہ سے شرابور کر دیا تھا۔ وہ ہدہد اب اس کے سر پر منڈلا رہی تھی کیونکہ اسے اڑانے والا وہ ٹولا اب ہٹ چکا تھا۔ لڑکا زندہ تھا اب گھر تک خود چلا جائے گا۔

★★★★

باب خادم

مصر کا شہر، قاہرہ

www.novelsclubb.com

یہ قاہرہ کا ایک قدرے خوشگوار مگر مصروف ترین علاقہ تھا۔کارپریٹ عمارات بلندی اور حسن میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے لیئے کھڑی کی گئی تھیں۔ پارکنگ لاٹ سے گاڑیاں ابل ابل کر باہر کو آتی تھیں۔ایسے میں وہ آٹھ منزلہ بھورے ماربل اور سیاہ ٹنٹڈ شیشوں سے بنائی گئی عمارت کے ساتھ اِنورٹرز اور آئیر کنڈیشنر مکھیوں کی طرح چپکے تھے۔

عمارت کے اندر آؤ تو ہر سو گہما گہمی تھی۔آگے پیچھے جاتے رپورٹرز، فائل اور صفحات کو سنبھالتی سیکریٹریز۔کانوں میں آلات لگائے ہیڈ آفس سے اپنے صحافیوں کو احکام ٹرانسفر کرتے لوگ۔سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔قدموں کی آواز، کمپیوٹر کی کھٹ کھٹ،اے سی کی ٹھنڈک، مرمریں چمکتا فرش اور عربی میں اونچا اونچا بول کر ایک دوسرے کو آرڈر دیتی ٹیمز۔

www.novelsclubb.com

ٹچ آپ کرواسکا!"ایسے میں یہ آواز ساتویں منزل پر بنے ریکارڈنگ روم نمبر بارہ سے آئی تھی۔ایک گرین سکرین کے سامنے سٹیج پر لیدر کے دو سفید آرام دہ مگر قدرے چھوٹے سنگل سیٹر بہت فاصلہ سے آمنے سامنے رکھے تھے۔

گرین سکرین کے ارد گرد کا منظر لائٹس،تاروں اور سٹیج کو سپورٹ دیتے پلرز سے بنا تھا۔سامنے ہی بے تحاشا کیمراز اور سر کے اوپر دو بڑے مائکس سیٹ تھے۔

"تم تیار ہونا؟"لائن پروڈیوسر زبیر نے چبھتے ہوئے نیلے رنگ کے کوٹ اور لال دھاری دار ٹائے پہنے لاتعلق سے بیٹھے اینکر سے پوچھا۔اینکر نے اپنی امبر نگاہوں سے بس ایک سرد نگاہ سر کے قریب کھڑے کانوں میں ہیڈ سیٹ لگائے اپنے دوست پر ڈالی۔اس کی آنکھیں درمیان سے سونے جیسی اور کناروں سے گہری بھوری تھیں،بھوری اور شہد رنگ آنکھوں کا امتزاج،امبر آنکھیں۔اسکی روکھی بھوری جلد پر وہ آنکھیں سحر آنگیز لگتیں تھیں اور اوپر سے ان آنکھوں کی لمبی لمبی پلکیں،کچھ لمحات کے لیئے اسکی آنکھوں میں دیکھنا یقینی بن جاتا تھا۔

زبیر کو گھورنے کے بعد اس نے اپنے سے فاصلہ پر بیٹھے مہمان کو دیکھا۔سفید سنگل سیٹر پر وہ صاف ستھرا باوقار سا مرد خود کو شیشے میں دیکھ رہا تھا۔ایک طرف مائک لگانے والا لڑکا کھڑا تھا اور دوسری طرف بال درست کرتی ایک لڑکی موجود تھی۔

مہمان نے مٹیالے رنگ کا جیلبیہ (مصر کا قومی لباس) پہنا ہوا تھا۔لمبی ٹخنوں کو چھوتی قمیض کے نیچے کھلا پاجامہ۔اسکو دیکھتے ہوئے اینکر کی آنکھوں میں تپش تھی۔برباد کرنے کی تپش،بدلے کی تپش،بے بسی اور محرومی کی تپش۔

کیا تم تیار ہو؟"زبیر نے ایک مرتبہ دوبارہ اسکا کندھا ہلایا۔ساتھ کھڑا میک " اپ آرٹسٹ اسکے بھورے بالوں کو سیٹ کر رہا تھا۔ہمیشہ کی طرح ایک چھوٹی سی گول کی گئی لٹ ماتھے پر جھول رہی تھی اور باقی سارے بال ٹیڑھی مانگ نکال کر پیچھے تقریباً سر کے ساتھ چپکے تھے۔

دہکتی آنکھوں نے نظریں پھیر لیں۔اندر سے ابلتے اشتعال کو قابو کیا اور پھر جھکی نظروں کے ساتھ ہنکار بھری۔

گڈ!" کندھا تھپتھپا کر پروڈیوسر آگے بڑھ گیا۔ وہ اپنے دوست کا مسئلہ جانتا تھا" اسی لیئے۔ "کچھ گڑبڑ مت کرنا فاطر۔" کی اینکر کے کانوں میں تنبیہی سرگوشی کرتا وہاں سے ہٹ گیا۔

"ہم شوشروع کرنے والے ہیں۔" ریکارڈنگ روم میں جاتے زبیر نے تمام افراد کو مخاطب کیا۔ آواز فاطر کے کان میں لگے آلے تک بھی گئی وہ دوبارہ سے ہنکار بھرتا سیدھا ہوا۔ یہ کوٹ ٹائے اسے بہت غیر آرام دہ کر رہی تھیں۔ دانستا سامنے بیٹھے سیاستدان کو فاطر دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔

"اینڈ۔۔۔ ناؤ، کیمرہ رولنگ۔۔۔۔ سٹارٹ!" بتیاں روشن ہوئیں۔ کیمرا زنے ریکارڈنگ شروع کی۔ اپنی سکرینز پر دیکھتے لاکھوں لوگ اس وقت دو سفید صوفوں پر بیٹھے مردوں کو دوپہر کے وقت سرسبز گھاس اور کھلی آب و ہوا میں دیکھ سکتے تھے۔

"مرحبا مصر! تکلم (کہو) میں آپ کو خوش آمدید، میں ہوں آپ کا ہوسٹ فاطر ابو السّلام۔" بھوری جلد والے اس مرد کا لہجہ عادتاً تیز، بلند اور بے ربط تھا۔ اسکے الفاظ اتنے صاف نہ تھے اور آواز چہرے کی مناسبت سے قدرے تھکی تھی۔

"الیکشن کے قریب آتے دنوں کی سنگینی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آج ہم نے دعوت دی ہے استقلال اسلامیہ پارٹی کے وائس چیر مین۔۔۔۔ عزیر بن خُلد کو۔" بولتے ساتھ وہ بشاشت سے مسکرایا۔ اسکے بے تحاشہ سفید دانت مصنوعی روشنیوں کو مات دیتے تھے۔

"کیسے ہیں عزیر صاحب؟" بھورے لباس میں بیٹھے سیاستدان نے سر کے خم سے حال احوال قبول کیا۔ اسکی رنگت بادامی تھی اور گہری جھریوں سے لبریز چہرہ پر سٹوڈیو میں ہونے کے باوجود سن گلاسز لگی تھیں۔ سفید اور مہندی رنگ کے بال جیل سے پیچھے کیئے گنجا پن چھپانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

"بہت شکریہ آپ کے آنے کا، الیکشن کے دن قریب ہیں اور یقیناً آپ اپنی محنت میں اس قدر مصروف ہونگے کے سر اٹھانے کا وقت بھی نہیں ہوتا ہو گا۔" عزیر بن خلد کا رنگ نچڑ گیا، چہرے پر سجی تجارتی مسکراہٹ ایک پل میں غائب ہوئی۔

"فاطر آؤٹ آف کیریکٹر مت جاؤ!" کان میں لگے آلے سے آواز آئی جو فاطر اسلام نے مہارت سے نظرانداز کر دی۔

"دو مہینے پہلے قاہرہ کے مرکزی سڑک پر آپ نے عوام سے خطاب کیا تھا۔ اس کی سرخیاں ٹیوٹر پر بھی سرگرداں رہیں۔" ہاتھ میں موجود کاغذات پر ایک سرسری نگاہ دوڑائی، عزیر کی مسکراہٹ واپس آچکی تھی۔ فاطر نے بات جاری رکھی۔ "بقول آپ کے۔۔۔ اقتدار ملنے کے بعد آپ سب سے پہلے اس آرگن مافیا اور انسانی اسمگلنگ کی مافیا کو بے نقاب کریں گیں اور۔۔ انہیں زیر زمین سے ہٹانے کی سرتوڑ کوشش بھی کریں گیں۔" فاطر کا لہجہ تھیکا اور سچ کو بے نقاب کرنے والا تھا بلکل اسکی آنکھوں کی طرح جو اُس کرپٹ سیاستدان کے اندر تک اتر رہیں تھیں

www.novelsclubb.com

۔یہی تھا اسکا دیکھنے کا انداز۔۔۔پر سوچ، سکین کرتیں تلخ اور سچ اگلوانے والی نگاہیں

۔

دیکھیں ہم برائی کو سفاہِ ہستی سے کبھی نہیں مٹا سکتے۔"(عزیر ہاتھ جوڑتا آگے " ہوا جب فاطر نے یک دم اسکی بات کاٹی۔)

کیوں نہیں مٹا سکتے ؟"وہ الرٹ سے انداز میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ہاتھوں " کو گھٹنوں پر رکھے بیٹھا تھا۔

فاطر وہ سوال پوچھو جو لکھ کر دیئے ہیں۔"لاکھوں لوگ جو لائو دیکھ رہے تھے " ان سے عزیر کے چہرے پر ابھرتا غیر آرام دہ تاثر اور فاطر اسلام کے چہرے پر چھائی سنجیدگی چھپی نہیں تھی۔

اچھائی ہی برائی کو ختم کرتی ہے، عزیر صاحب اور اگر اچھائی برائی کا خاتمہ نہیں " "کر سکتی تو اچھائی کی بنیادیں کمزور۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یا پھر برائی کی بنیادیں مضبوط۔ "

توانہیں بنیادوں کو کمزور کرنے کے لیئے ہی تو آپ کی پارٹی لوگوں سے ووٹ "

مانگ رہی ہے۔"

ایک دوسرے کی بات کاٹتے اب وہ بحث پر اتر آئے تھے۔ ریکارڈنگ روم میں کھڑے زبیر نے غصہ سے ہیڈ سیٹ اتار کر پٹخا۔ اسے پہلے یقین تھا یہ فاطر اسے پٹوائے گا۔ بندہ کم از کم پانچ منٹ تو شو کو چلنے دے لیکن وہ فاطر اسلام ہی کیا جو کسی کی اچھی بری سن لے۔

سر!" کرسی پر بیٹھے ایک لڑکے نے سکرین کی طرف اشارہ کیا۔"شو کی ریٹنگز " دیکھیں، اچانک ہی زیادہ ہو گئی ہیں۔" پروڈیوسر دوڑتا ہوا آیا۔ اسکی نگاہوں میں اب مزید خوف تھا۔"نہیں! نہیں! نہیں!" جتنے لوگ دیکھیں گیں وہ اتنا ذلیل ہو گا۔ اُدھر فاطر بے نیازی سے بولے جا رہا تھا۔

تین سال پہلے ستائیس مارچ کو آپ کا سب سے بڑا برخوردار (مرواتا ایک نظر کاغذات پر ڈالی) گاسم بن عزیر، یہی نام ہے نا اسکا؟" آنکھوں سے سوال کیا۔

(مصری ج کو گ کی آواز کے ساتھ پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ اسی لیئے یہ جاسم گاسم لگتا ہے۔)

"یہ تو سکرپٹ میں نہیں تھا!" کمرے میں بیٹھی فاطر کی سیکریٹری نے حیرت سے سوال کیا۔ سر کے بالوں کو پکڑے زبیر کے غصہ پر جیسے اس کا سوال تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا۔ ایک سلگتی نگاہ سیکریٹری پر ڈالی اور دوبارہ کمرے کے چکر کاٹنے لگا۔ عزیر نے گلے میں لگے مائک کو ٹھیک کرنے کی اداکاری کی جبکہ اصل میں وہ اشارہ کر رہا تھا کے بریک لو، کاٹو شو! میں نے اس کے لیئے پیسہ نہیں دیئے تھے۔

پروڈیوسر فوراً اشارہ سمجھ گیا۔ "ہم بریک لے رہیں ہیں!" اونچا اونچا کہنا شروع کیا۔ "فاطر اپنی بکواس بند کرلو ہم بریک لینے والیں ہیں۔" مگر وہ فاطر اسلام تھا۔

www.novelsclubb.com

اپنے اصولوں کا پابند اور اسکے اصولوں میں سب سے پہلی چیز تھی سچ اور انصاف کا ساتھ۔اسے جھوٹ سے نفرت تھی اور بے ایمانی سے خار۔

”(مصر کا ایک شہر)والے ولا luxor خبر میں آیا ہے کے گاسم بن عزیر کے میں سے چار کم عمر لڑکیاں بر آمد ہوئیں ہیں اور خبر میں یہ بھی ہے کے وہ لڑکیاں سمگل کر کے وہاں لائی گئیں ہیں، اس بات کے بارے میں کیا رائے ہے آپ کی۔“ہاتھوں کو باہم ملائے عزیر خون خوار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

آپ بے بنیاد الزامات لگا رہے ہیں۔“عزیر ایک طاقتور سیاستدان مگر نہایت ہی”بڑا اداکار تھا۔اور سیاست میں اداکاری ہی تو چلتی ہے۔

www.novelsclubb.com

اچانک ہی کان میں لگے آلے سے شور آنے لگا، فاطر نے بدمزگی سے آلہ نکالا تو زبیر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

میں آپ کو تمام تصاویر دکھا سکتا ہوں جن کو آپ نے نیوز چینلز کے منہ میں” پیسے ٹھونس کر ہٹوائی تھیں۔جب آپ کی اپنی اولاد ایسے کاموں میں ملوث ہے تو

آپ تو یہیں کہیں گے نا کے برائی کا کبھی کوئی خاتمہ نہیں۔'' وہ اب پر سکون سا پیچھے بیٹھا تھا۔فاطر اسلام بے خوف تھا۔۔ہمیشہ کی طرح۔

'' ہم بریک پر جارہے ہیں فاطر کو کیو دو۔''اس بار کیمرا مین کے کان میں لگے آلے میں ہل چل ہوئی۔

عزیر خاموش تھا،فاطر خاموش تھا۔لیکن زبیر خاموش نہیں تھا۔۔۔اسے سامنے اپنی موت نظر آرہی تھی۔میدان میں اپنا پتہ گرا کر اب امبر آنکھیں سامنے والے کے کارڈز دیکھنے کے انتظار میں تھیں۔

'' بالکل اپنے باپ جیسے ہو۔۔۔بے وقوفی کی حد تک نڈر۔''ہاتھوں کو غصہ سے آپس میں ملایا۔

'' میرا باپ تو تم جیسوں کی چمڑیاں ادھیڑنے میں ماہر تھا میں نے تو بس جلد کو ابھی گرم سلاخ سے چھوا ہے۔''ان دونوں کی آواز آہستہ ہو گئی لیکن ٹرانسمیشن دیکھتے

لوگ سب کچھ واضح سن سکتے تھے۔ ریٹنگز ہر گزرتے لمحے اوپر جا رہی تھیں۔ تبھی زبیر کی جیب میں رکھا فون تھرتھرانے لگا۔ اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔

"نازل ہو گئی موت۔" پیچھے بیٹھی سیکریٹری نے دل ہی دل میں کہا، وہ ایسے بد دماغ عربوں کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی۔

"لگتا ہے ابو لسّلام کا حال بھول گئے ہو۔" عزیر بولا۔

"کونسا حال؟ میں نے تو آج تک باپ کی لاش بھی نہیں دیکھی۔" اسکا انداز پر سکون نہیں تھا۔ نفرت کی لگی آگ اسکے تلخ لہجہ میں جھلک رہی تھی۔

"یس سر!" دوسری طرف زبیر فون کال سن رہا تھا۔

"جو بھی ہو جائے بریک! مت! لینا!" اس کی بھونیں آپس میں سکڑ گئیں۔ یہ اسکا باس کیا نیند میں تھا؟

"میں سمجھا نہیں سر.....؟"

"ہمیں فاطر عزیر بن خلد کا بیٹا بے نقاب ہو رہا ہے، ریٹنگز نہیں دیکھ رہے۔۔۔" کا یہی تو فائدہ ہے، خود کے لیئے دشمن بنا لیتا ہے اور ہمارے لیئے ٹی آر پی جمع کروا لیتا ہے۔" دوسری طرف نیوز چینل کی سب سے اونچی منزل پر بیٹھے چینل کے سربراہ کا قہقہہ بلند ہوا۔

"اتنی سی عمر میں اتنے بڑے بول نہیں بولتے لڑکے۔" عزیر اسے چبتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"کم از کم تمہارے بیٹے سے تو عمر میں بڑا ہی ہوں۔"

"عمر میں بڑے ہو، عقل میں چھوٹے۔"

عزیر کی بات گرم لوہے کی طرح فاطر کی انا پر لگی تھی۔ کوئی اسے جو مرضی بولنا چاہے بولے، لیکن خود کے ساتھ اُسے کم عقل، بے وقوف اور جذباتی یہ تین الفاظ لگائے جانے سے نفرت تھی۔

www.novelsclubb.com

شو کو دیکھتے ناظرین میں سے تو آدھوں نے میمز بھی بنانا شروع کر دیئے ہونگے "
۔" چینل کا سربراہ ابھی بھی بولے جا رہا تھا۔ ایک ہاتھ میں پرانے وقتوں کا پائپ تھا
اور دیوار پر لگی ایل ای ڈی پر تکلم (کہو) کا لائیو شو چل رہا تھا۔ "سر آپ میمز دیکھتے
ہیں؟" سپیکر فون سے زبیر کی آواز آئی۔

دوسری طرف فاطر کا چہرہ غصہ سے دہکنے لگا۔ سیاستدان کے چہرے پر کمینی سی
مسکراہٹ رقصاں ہوئی۔ "تمہارے ساتھ تو لڑ کے بحث کا بھی کوئی مزہ نہیں،
یہاں ابھی اگر ابوالسلام ہوتا تو پانچ منٹ میں اپنی ایک خبر سے ملک میں تہلکا مچا دیتا
۔" پورے مصری نے آدھے مصری اور آدھے پاکستانی اینکر کا مذاق اڑایا۔

"میرا باپ یہاں ضرور ہوتا اگر تم لوگ اسے اٹھا کر نا لے جاتے۔ "

پھر سے بے بنیاد الزامات۔ تم میرے بیٹے کی جگہ نہ سہی، میں تو تمہارے باپ "
کی جگہ ہوں نا۔"

www.novelsclubb.com

تم میرے باپ کی جگہ ہوتے تو میں نیلا تھوتھا کھا کر مر جاتا۔" ایک جست سے " وہ اپنی جگہ سے فوراً سے کھڑا ہوا۔ ہر کسی کی نظر اب فاطر السلام کے اگلے قدم پر تھیں۔

اور اس فاطر کی فکر نہ کرو، یہ اپنے باپ جیسا نہیں جذباتی، بے وقوف سا آدمی " "ہے۔ ابھی بہت جھٹکے کھانے ہیں اس نے زندگی میں اور یہ کھڑا کیوں ہو گیا ہے؟

باس جو پر سکون سا کچھ بول رہا تھا آخر میں الرٹ ہوا۔ اس کے سوال پر زبیر فوراً سے مائک کے قریب آیا۔ ادھر امبر آنکھیں دہکتا ہوا سونا لگ رہیں تھیں۔ انگلی کے اشارے سے اس نے اونچا اونچا بولنا شروع کیا۔" یہاں سب جانتے ہیں اصل کم عقل کون ہے۔ چینلز کو پیسے دے دے کے انکا منہ بند کروانے والے تم جیسے لوگوں کو کیا معلوم عقل کیا ہے۔ تم لوگوں کی تو عقل بھی پیسہ ہے، دین، ایمان، اٹھنا، جاگنا سب پیسہ ہے۔ میں مر تو سکتا ہوں مگر تم لوگوں کے ہاتھوں اپنی تذلیل برداشت نہیں کرونگا۔" عزیر اسکی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔

فاطر کو بیٹھنے کا اشارہ کرو، جو مرضی ہو جائے بریک مت لینا۔" کیمرا مین کے کان میں چنگھاڑتی ہوئی آواز آئی۔ سٹیج کے آس پاس کھڑے تمام لوگ اب فاطر کو بیٹھنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

"چچ، یہ سکھایا ہے باپ نے؟ تمہیں تو بڑوں سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔"

سارا مصر اپنی سکرینز پر لگا تماشا دیکھ رہا تھا۔

ڈھابوں پر بیٹھے لوگوں کے منہ آدھ کھلے تھے۔ گھر کے کچن میں کام کرتی عورت ساکت کھڑی تھی، پیچھے اس کا بچہ رو رہا تھا۔ گلی میں بیٹھے دو کم عمر لڑکے فون کی سکرین کو منہ کھولے دیکھ رہے تھے جب۔۔۔۔

وہ ہوا جو کسی کے تصور میں نہیں تھا۔ "میرے باپ کا نام مت لو بار بار !!!!!!!!!" فاطر تیزی سے آگے آیا اور پوری قوت سے میز کو ٹھوکر مار کر سٹیج سے نیچے گرا دیا۔ ہر جگہ قہرام مچ گیا۔ عزیر تقریباً اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔

دنیا گواہ ہے میرے باپ کو تم ہی لوگوں نے غائب کروایا ہے۔ آج تک تم آزاد" گھوم رہے ہو لیکن۔۔۔ جس دن، جس دن مجھے موقع ملا تمہاری گردن ہو گی اور میرے ہاتھ۔" اس وقت فاطر کوئی نیم پاگل معلوم ہو رہا تھا جو اپنے جذبات کے ہاتھوں آؤ دیکھے نا تاؤ چلائے جا رہا تھا۔

چینل کے ہیڈ کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ فاطر کی سیکریٹری اٹھ کر سکرین کے بلکل قریب آ گئی۔ زبیر فون ہاتھ میں لیئے بت بنا کھڑا تھا کیونکہ فاطر اسلام اب وہاں چیزوں کو بس ٹھوکریں نہیں مار رہا تھا۔ اپنی کمر کے ساتھ فٹ آلے کو تقریباً وحشیوں کی طرح اتار کر وہ سٹیج پر پہنچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

" اپنے باپ کا سچ میں تم سب کے حلق سے اگلوائوں گا۔" سب وہاں خاموشی سے کھڑے تھے جب وہ پاکستانی مصری سٹیج سے اترا اور لوگوں کو تقریباً گراتے ہوئے غائب ہو گیا۔

کہرام اب سناٹے میں بدل چکا تھا۔ طوفان کے بعد والا سناٹا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ی۔ یہ کیا۔ کیا ہوا ہے؟" زبیر کی گھٹی گھٹی آواز آئی۔ ہاں اسکے دوست کے غصہ کے مسئلے تھے، وہ جھگڑالو، جذباتی ٹائپ کا تھا لیکن یہ۔۔۔۔۔

"زبیر بریک لو۔" سربراہ کی آواز آئی مگر وہ ابھی بھی سن کھڑا ریکارڈنگ روم کی سکرین سے خالی سٹیج کو دیکھ رہا تھا۔

"زبیر گدھے میں کہہ رہا ہوں بریک لو!" بری طرح سے چیخنے کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر واپس حال میں آیا۔

"بریک لو! بریک لو! بریک لو!" گبھراتے ہوئے وہ سب کے کندھے جھنجھوڑ رہا تھا۔

خالی سٹیج پر اب عزیر بن خلد کے پاس ایک لڑکا پنکھا سنبھالے اور لڑکی جوس سنبھالتی بڑھی تھی۔ بری طرح سے دونوں کو دھکا دیتے اور واویلا مچاتے سٹیج سے اتر گیا۔ میمز آنا شروع ہو چکے تھے۔ ہیڈلائینز تیار ہو چکی تھیں اور ان سب کے بیچ و بیچ سکرین کے سامنے کھڑی فاطر کی سیکریٹری بے سدھ تھی۔ اسکی آنکھیں ستائش

سے پوری کھلیں، پھر گول ہوئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں ایک آلو ہی سی چمک دوڑنے لگی۔

"وائے وائے (واہ! واہ)۔" گل جان نے مسکراتے ہوئے بغیر آواز کے کہا۔

★

یہ ڈائریکٹر کا آفس تھا۔

سامنے دیوار پر ایل اے ڈی نسب تھی اور ساتھ شیشے کی دیوار سے قاہرہ کی عمارات اور سڑکوں پر لگے لمبے کھجور کے درخت نظر آرہے تھے۔ کمرے میں موسم کے مطابق حبس تھا اور کچھ۔۔۔۔ صورتحال کے مطابق بھی۔

"میرے باپ کا نام مت لو بار بار۔"

"دنیا گواہ ہے میرے باپ کو تم ہی لوگوں نے غائب کروایا تھا۔ آج تک تم آزاد گھوم رہے ہو لیکن جس دن......، جس دن مجھے موقع ملا تمہاری گردن ہو گی اور میرے ہاتھ۔"

ایل ای ڈی پر چلتا منظر کمرے میں موجود تینوں مرد دیکھ سکتے تھے۔ شیشے کی دیوار کے ساتھ صوفے پر سر جھکائے بیٹھا ہمارا پروڈیوسر زبیر۔

ڈائریکٹر کی چیئر پر بیٹھ کر جھولتا وہ بھاری بر کم پائپ پیتا مرد اور اسی ٹیبل پر ڈائریکٹر کی نیم پلیٹ کے بلکل سامنے کھڑا ہمارا امبر انکھوں والا جذباتی اینکر، فاطر ابولاسلام۔ اس کا کوٹ ندارد تھا۔ گردن میں ٹائے جھول رہی تھی۔

لیکن ان تینوں کے تاثرات مختلف تھے۔

زبیر مایوس اور شرمندہ تھا۔

ڈائریکٹر چبتی نگاہوں سے فاطر کی پیٹھ کو گھور رہا تھا اور فاطر۔

وہ آرام سے ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے سکرین پر چلتی اپنی کلپ دیکھ رہا تھا جو اس وقت تمام نیوز چینلز کی سرخیوں میں آئی ہوئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مل گیا سکون!" پائپ کو یوں ہاتھ میں دبوچہ تھا خواہ فاطر کی گردن ہو۔ وہ یہ "
بھی نہیں کہہ سکتے تھے وڈیو کلپ لیکڈ ہے کیونکہ یہ سب لائیو شو میں آدھے مصر
کے سامنے ہوا تھا۔

فاطر نے کوئی جواب نہ دیا۔ سینے پر بازو بندھے تھے، ٹانگیں کینچی کی صورت میں
تھیں اور لمبا سراپا ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگائے تھا۔

اس کی خاموشی چیئرمین کو مزید زہر لگ رہی تھی۔

اب کچھ بولو گے؟" کرسی کھینچ کر آگے کی، پورے کمرے میں ایک دلخراش "
آواز گونجی۔ زبیر نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیئے فاطر نے کوئی تاثر نہ دیا البتہ اس کا چہرہ
لال ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے وہ اپنا غصہ چھپا رہا تھا کیونکہ شرمندہ تو وہ ابھی بھی نہیں تھا
بس سامنے والے کی عمر کا لحاظ کر رہا تھا۔

میں نے جو کیا (کپ پیچھے میز پر رکھا) بلکل سہی کیا، میں تم لوگوں کی طرح خود کو "
بیچ نہیں سکتا۔"

سب یہی کرتے ہیں انسانیت کے نجات دہندہ صاحب۔"چیختے ہوئے وہ مرد ایک دم اپنی کرسی سے کھڑا ہوا پائپ سے نکلتا دھواں بے دھیانی میں اسکی ہتھیلی سے ٹکرایا۔ جلن کے احساس پر ہاتھ پیچھے کیا۔

فاطر اس کی طرف مڑا، کچھ سیکینڈ اسے بگڑے ہوئے تنفس سے دیکھتا رہا اور پھر زور سے دونوں ہاتھ میز پر رکھے۔ سوائے اس نیم پلیٹ کے سب کچھ اچھلا۔

"میں تم سب کی طرح بے غیرت اور کم ظرف نہیں ہوں۔"امبر آنکھیں اس وقت گہری شہد جیسی تھیں۔ماتھے پر جھولتی ایک بھوری گنگھرالی لٹ ویسے ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ آدمی کیا چیز تھا؟"وہ ڈھلتی عمر کا بھاری اجلی رنگت والا مرد جس کی سفید شرٹ کے بٹن اوپر گردن تک بند تھے اور بے تحاشہ گوشت کا لوتھڑا نیچے گر رہا تھا ششدر رہ گیا۔

"تم لوگ پیسے لے کر اپنا منہ بند کر لو مگر مجھ سے یہ امید مت رکھو کے میں بھی یہی کروں گا(اسی دوران پیچھے بیٹھا زبیر اٹھ کر آیا اور فاطر کو کندھوں سے تھام کر پیچھے کرنا چاہا، فاطر نے زور سے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے) میرا باپ ان نامرادوں سے لڑتے لڑتے غائب ہوا تھا مگر میں اپنے باپ جیسا نہیں ہوں میں ان سب کو مار کر جاؤں گا۔" انگلی سے اپنے باس کی طرف اشارہ کرتے وہ مضبوط چھبتے لہجے میں بول رہا تھا۔ بیٹھی ہوئی آواز اس وقت مزید بیٹھی ہوئی لگتی تھی۔ یہ آدمی اور اس کے عزائم۔

"سر اس کو رہنے دیں اسکی کافی میں آج چینی کم تھی اسی لیئے اتنا زہر اُگل رہا ہے۔" زبیر فاطر اور اپنے باس کے بیچ آیا۔ ایک تو یہ اس کا جذباتی دوست اسے نوکری سے نکلوا کر ہی دم لے گا!

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس کی کافی میں چینی نہیں اس کے دماغ میں عقل کم ہے۔" ہاتھ میں پکڑا پائپ اٹھایا اور کرسی پر ڈھے گیا۔ فاطر کو جیسے اس کی بات زہر کی طرح چبھی تھی، وہی کم عقل کہلوانے والا کمپلکس۔

"کیا کہا!!!" وہ منہ نوچنے والے انداز میں آگے آیا۔ عمر کے لحاظ کا اب سونے کا وقت ہوا جاتا ہے۔

زبیر نے اسے شانوں سے تھاما۔

"میں کم عقل ہوں تو تم کیا ہو، پورا دن اپنے اِس اے سی والے کمرے میں بیٹھ کر اپنی کٹ پتلیوں کو ناچتا ہوا دیکھتے ہو۔ ہر سیاستدان نے تمہیں خرید رکھا ہے، جھوٹی خبریں تم پھیلاتے ہو اور باتیں مجھے سنا رہے ہو۔"

"فاطر انسان بنو، باس ہیں وہ۔" زبیر نے اس کو پیچھے کرنے کی ناکام کوشش کی لیکن وہ تو آج جیسے سارے حساب نکالنے کا سوچ کر آیا تھا۔ سد شکر ہے دیواریں

ساؤنڈ پروف تھیں ورنہ ابھی سارا دفتر فاطر کی تقریر سنتا اور اس اینکر کو ایک اور مصیبت کو گلے سے لگانا پڑتا۔

سامنے بیٹھا مرد آرام سے پائپ پی رہا تھا۔اسے بھی غصہ تھا مگر کیا کرتا سامنے ابو السلام ظہور کا بیٹا تھا۔۔۔ایک نایاب انویسٹمنٹ۔

"کیا باس؟ جس حوصلہ سے میں ان سب کو برداشت کر رہا ہوں میں ہی جانتا ہوں۔"

"ارے یار(زبیر کو اشارہ کیا) لے کر جاؤ اسے یہاں سے۔اس کی آواز سن سن کر سر میں درد ہو گیا ہے۔"نخوت سے چہرہ پھیر لیا۔زبیر کی گرفت سے خود کو آزاد کرتا فاطر ایک قدم آگے آیا۔

"چلا جاتا ہوں مگر ایسے نہیں اپنا ٹرمینشین لیٹر دے کر۔"چیئر مین کی آنکھیں پوری کھل گئی۔۔۔لو جی! گئی اسکی انویسٹمنٹ۔

"کیا مطلب تم ایسے نہیں جا سکتے۔" فاطر جو صوفے پر سے اپنا کوٹ اٹھا رہا تھا اسے کندھے پر ڈالا۔ ایک قدم آگے آیا۔ باس اور اس کے درمیان ٹیبل تھا۔ ایک طرف کو کھڑا زبیر کسی بھیگی بلی سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

"میں جا نہیں رہا، (ہوا میں لہرا کر اپنا کوٹ پہنا) میں جا چکا ہوں۔" نظریں اس مرد کے کھلے منہ کی طرف تھیں۔ ""گڈ بائے!" کوٹ کے کالر درست کیئے اور لمبے لمبے ڈگ بڑھتا باہر چلا گیا۔ ہاں مگر پیچھے دروازہ توڑنے والے انداز میں مارنا وہ نہیں بھولا تھا۔

پیچھے آفس میں اب زبیر اور وہ آدمی رہ گئے تھے۔ ٹی وی پر اب کوئی اور خبر چل رہی تھی یا پھر کوئی اشتہار۔

"سر۔۔۔" زبیر نے حیران نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"کیا سر؟ روکو اسے!!!" ان کی چیخ نے زبیر کا دل دہلا دیا۔ جلدی سے یس سر بولتا وہ باہر کی طرف بھاگا۔

www.novelsclubb.com

"فاطر! فاطر۔" وہ چھ فٹ ایک انچ کا مرد راہداریوں میں یوں چل رہا تھا جیسے باپ کی جاگیر ہو۔اس کے پیچھے بمشکل اس کی سیکرٹری گل اور اس کا دوست زبیر آرہے تھے۔

"کیا ہوا تھا اندر؟" گل نے اپنی لال ہیلز میں تقریباً بھاگتے ہوئے زبیر سے پوچھا۔بے تحاشہ سفید رنگت جو زرد پڑ چکی تھی اور چہرہ پر لگی نیلے رنگ کی فریم والی عینک۔وہ فاطر پر تو پہلے سے ہی بپھرا ہوا تھا مگر ہمیشہ کی طرح گل کی شکل دیکھ کر اس کے غصہ کا لیول آسمان کو چھو کر مریخ تک پہنچ گیا۔

"رشتہ مانگا تھا باس نے اس کا اپنی بیٹی کے لیئے۔اس نے وہاں بھی زبان کے جوہر دکھا دیئے۔"

فاطر لفٹ کی طرف بڑھ رہا تھا وہ دونوں اس کے پیچھے آرہے تھے۔لوگ اپنے کیبنز سے سر نکال کر دیکھ رہے تھے۔

"بیٹی!؟" نیلی فریم کے پیچھے نیلی ہی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"باس کے تو دو بیٹے نہیں تھے؟" اونچی پونی والی سیکرٹری جو ساتھ ساتھ بھاگ رہی تھی اچانک سے سامنے آنے والی دیوار سے ٹکرائی۔اس کی عینک سمیت ناک کچلی گئی۔

ناک مسلتے اس نے سر اٹھایا تو پتہ چلا وہ دیوار نہیں بلکہ دیو قامت نیلے کوٹ والا شخص اس کا باس ہے۔

"فاطریہ تم کیا کر رہے ہو، میں نے تمہاری کافی کو ایکسٹرا اسٹرانگ تمہاری سستی پرفارمینس دیکھنے کے لیئے نہیں بنایا تھا۔" زبیر نے شکایت کی۔

"یہ لفٹ کیوں نہیں کھل رہی۔" مسلسل بٹن پریس کرتے اب وہ باقاعدہ دروازے کو لاتیں مار رہا تھا۔آس پاس چلتے لوگ اسے دیکھتے تو ڈر کر دو قدم پیچھے ہو جاتے۔وہ زبیر اور گل کی موجودگی سے بالکل بے پرواہ تھا۔

سر سب دیکھ رہے ہیں۔" گل جو اسکے کندھوں تک آتی تھی (پانچ انچ کی ہیل "
پہن کر) اس نے کندھے پر دستک دیتے اسے پکارا۔ لیکن وہ فاطر اسلام ہی کیا جو
دوسرے کی اچھی بری سن لے۔

"کھل جا!" لفٹ کے سنہری دروازے پر ہاتھ کا مکا مارا مگر وہ پھر بھی نہیں کھلا۔
دوبارہ سے مکا مارا اور اس سے پہلے کے دروازے سے ٹکراتا لفٹ کے دروازے
کھلے اور سامنے سے آتے ایک انٹرن کی ناک پر اسکے مضبوط ہاتھ کا مکا زور سے لگا۔

"او مائی گاڈ!" گل نے ایک ہاتھ سینے پر اور دوسرا ہاتھ منہ پر رکھا۔ زبیر نے
ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھتے آنکھیں گھمائیں۔ اتنی بھی کیا اوور ایکٹنگ۔

"اللہ جی!" وہ بیچارا نازک سا بندا تھا کا غذات کا ڈبہ پکڑ کر آرہا تھا اسے کیا پتہ
سامنے سے گراؤنڈ آٹیک ہو جائے گا۔

www.novelsclubb.com

"ہٹ پیچھے!" راستے سے ہٹاتے ہماراجذباتی اینکر لفٹ کے اندر بڑھ گیا۔ ذراجو بندا غلطی کر کے نادم ہو جائے لیکن فاطر السلام کی کتاب میں 'غلطی ہمیشہ آس پاس کے لوگوں کی ہوتی ہے میں غلطی نہیں کر سکتا' سنہری حروف میں لکھا تھا۔

زبیر اور گل اس کے دونوں طرف کھڑے ہوئے۔ لفٹ کے دروازے بند ہوئے اور لفٹ نیچے کی طرف رواں ہو گئی۔ لفٹ کے اندر ایک طرف کو شیشہ لگا تھا اس میں ہم تینوں کو دیکھ سکتے تھے۔ بھوری رنگت اور امبر آنکھوں والا اینکر جس کی بھنویں موٹی اور چہرے پر فرنچ داڑھی تھی۔ اس کے ساتھ کڑھی ترک لڑکی کے بال بلونڈ اور اونچی پونی میں بند تھے اور آخری کونے میں کڑھا دبلا پتلا مرد عام سادِ کھ کر بھی خاص سی عقل رکھتا تھا۔

"دیکھ یار! ایسا نہ کر تیرے اور میرے کیریئر کا سوال ہے۔" زبیر نے اسے کندھوں سے تھاما اور مسکین سی شکل بنائی۔

www.novelsclubb.com

توبنا ایسے کاذابوں کے ساتھ کیئر ئر مجھے میرے اصول بہت عزیز ہیں۔"   "

مسلسل ایڑیوں پر جھولتے وہ آگے پیچھے ہو رہا تھا۔

گل نے بات کرنے کے کیئے لب وا کیئے لیکن اس سے پہلے زبیر بول پڑا۔"تو تو اپنے اصول بدل لے پھر ان نئے اصولوں کا پابند ہو جائیں۔"گل جان نے مایوسی سے اپنا منہ بند کر لیا۔دوبارہ لب وا کیئے لیکن اس بار"میں تم لوگوں کی طرح دو کشتیوں کا مسافر نہیں جس کے قدم ڈگمگا جائیں گے۔"فاطر کے بولنے پر اس نے بیزاری سے کھلا منہ دوبارہ بن کر لیا۔

وہ دونوں ایسے جگھڑ رہے تھے جیسے ساتھ وہ ہے ہی نہیں۔

مرتے رہیں میری بلا سے!"ترک لڑکی نے دل میں کہا اور چہرہ پھیر لیا۔   "

لفٹ ساتویں منزل سے سیدھا گراؤنڈ فلور پر آ کر رکی۔

دروازے کھلے اور وہ دونوں مرد اور ان کے ساتھ چلتی ایک نہ نظر آنے والی لڑکی (صرف ان کو نظر نہیں آتی تھی) باہر نکلی۔

”فاطر اتنے خذ باتی مت بنو!“ زبیر ابھی بھی منت سماجت کر رہا تھا جس کو وہ بار بار جھڑک دیتا۔

”یار چھوٹے چھوٹے کا مپرامائز لینے پڑتے ہیں، اتنا سخت کیوں ہو رہا ہے۔“ زبیر کی التجاءسنائی دی۔ ساتھ چلتی گل نے اسی کے ہی انداز میں نقل اتاری۔

لفٹ سے اب وہ عمارت کے آٹو میٹک کھلنے والے دروازوں کی طرف جا چکے تھے۔ زبیر ابھی بھی اسکی منت کر رہا تھا۔ فاطر ابھی بھی غصہ میں تھا، گل ابھی بھی، اوہ اسے چھوڑو وہ نظر کہاں آتی ہے۔

وہ اب پارکنگ ائیریا میں آ چکے تھے۔ زبیر اور فاطر دونوں ہی ڈھیٹ تھے نہ ایک نے چپ کرنا تھا نہ ایک نے سن لینا تھا۔

پارکنگ لاٹ میں گاڑیاں ایک دوسرے کے ساتھ چپکی کھڑی تھیں۔اپنی گاڑی کی طرف وہ موبیگمبو سٹائل میں بڑھ رہا تھا ایک کندھے پر منت کرتا زبیر چلا آرہا تھا دوسرے پر نہ نظر آنے والی گل جان۔

اپنی سیلور رنگ کی اوڈی اسے دور سے ہی نظر آگئی۔چمچماتی ہوئی،دھوپ میں روشن۔

"فاطر اتنی ضدمت کر،فاطر سن لے میری بات!"

"مجھے تیری کوئی بات نہیں سننی۔"(یہ پھر بھی سنائے گا،گل نے جل کر کہا)

لمبے لمبے ڈگ بڑھتا وہ اپنی گاڑی کے بالکل قریب ہی تھا جب اس کے قدم زنجیر ہوئے۔ٹھک ٹھک چل کے آتی گل کا ماتھا دوبارہ فاطر کی پشت سے ٹکرایا۔(کوئی سیفٹی الارم بجنا چاہیے اس دیوار چین کے رکنے پر۔)

www.novelsclubb.com

ناک سہلاتے ہوئے اس نے بھی وہیں دیکھا جہاں وہ دونوں مرد حضرات کھلے منہ سمیت دیکھ رہے تھے۔

سر تا پاؤں تک لال پہنے اس سیکریٹری کی بھی آنکھیں کھل گئی۔

دو میلے کچیلے بچے فاطر کی گاڑی کے سامنے کھڑے تھے۔اس میں سے ایک گاڑی کی ڈکی پر چڑھا تھا اور دوسرا ہاتھ میں پکڑے ٹوٹے ہوئے کیمرے سے اس کی تصویر بنا رہا تھا۔

وہ بچے خوش تھے، مسکرا رہے تھے، کھلکھلا رہے تھے۔

ف۔ا۔طر۔" زبیر نے توڑ کر لفظ ادا کیئے۔دوسری طرف فاطر پر سکون سا ان بچوں کے پاس پہنچا۔چہرے پر سے غصہ غائب تھا اور امبر آنکھیں نرم گرم سا تاثر دے رہی تھیں۔ان کا بھورا اور شہد پن برابر تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فاطر ان پر غصہ مت کریں!" زبیر کے دور سے اونچا بولنے پر وہ دونوں بچے آواز کی جانب متوجہ ہوئے اور تبھی انہیں اپنے سر پر نیلا کوٹ پہنے وہ مرد کڑھا دکھا۔

ڈگی پر بیٹھا بچہ گبھرا کر اترا اور اپنے ساتھی کے ساتھ کھڑا ہوا۔

فاطر بے اختیار مسکرایا۔ فرنچ کٹ داڑھی میں چھپے اس کے ہونٹ مسکراتے ہوئے اسکے چہرے کی ساری سختی اور بیزاری ختم کر دیتے تھے۔

وہ تھوڑا آگے آیا گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ان لڑکوں کی جانب جھکا۔ وہ عام بھکاری لگتے تھے۔

"کیا کر رہے تھے؟" عربی میں نرمی سے پوچھا۔

ان بچوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان جیسے بچوں کو جملے رٹا کر بھیجا جاتا ہے۔ ان جملوں سے زیادہ وہ ایک لفظ بولنا گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

دور کھڑی گل حیرت سے اپنے جھکے باس کو دیکھ رہی تھی۔

فاطر نے ایک ہمدرد نگاہ ان کی طرف ڈالی اور پھر اپنی گاڑی کو دیکھا۔

بیٹھو گے اندر؟"پیشکش سن کر ان دونوں لڑکوں کی آنکھیں تو خیر نہیں کھلیں مگر دور کرڑھی گل کی ہلکی نیلی آنکھیں ضرور وا ہوئیں۔ یہ اسی کا باس تھا نا؟

" بتاؤ بیٹھنا ہے میں تم لوگوں کو اس میں ایک چکر لگوا لاتا ہوں۔"

صفائی پسند، چیزوں کی قدر کرنے والا فاطر اسلام دو میلی حالت میں بچوں کو اپنی گاڑی میں بیٹھنے کی پیشکش کر رہا تھا۔ کیا یہ خواب تھا یا حقیقت؟

ان دونوں بچوں نے کوئی جواب نہ دیا بس ایک جس کے ہاتھ میں کیمرہ نہیں تھا اس نے اپنے ساتھی کو 'بیٹھ چلتے ہیں' والی نظروں سے دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ فاطر سر کیا کر رہے ہیں؟" گل نے سرگوشی کی اور عادت کے بر خلاف پہلی مرتبہ زبیر نے زہر اگلنے کے بجائے سیدھے الفاظ میں کہا۔ "پرانی عادت ہے اس کی اپنے سے کم تر لوگوں کی قدر کرنا اور خود سے اوپر لوگوں پر شک کرنا۔"

وہ بچے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور فاطر انہیں۔ وہ حلیہ سے عام بھکاری لگتے تھے لیکن وہ جیسے بھی ہوتے فاطر کا یہی ردِ عمل ہوتا۔ اس سے پہلے کے فاطر دوبارہ اپنی بات دہراتا وہ دونوں بچے وہاں سے بھاگ گئے۔ وہ پیچھے سے آواز دیکھ کر پکارتا رہ گیا۔ زبیر نے کچھ لمحے اس کی کاروائی دیکھی اور پھر آگے آیا۔ فاطر مایوسی سے منہ لٹکائے ہوا تھا۔

اسکے دوست نے ہمدردانہ انداز میں اسکا کندھا تھپتپایا۔

"اب اتنا بھی بھوتیا نہیں لگتا میں۔" اداسی سے کہا اور اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا۔

شیشوں سے میزن وہ آٹھ منزلہ عمارت روشنی میں دمک رہی تھی۔

★★★★

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com

باب منصف

یہ بادلونہ کا ایک قدرے آباد علاقہ تھا۔جہاں چوڑی گلیاں نما سڑکیں تھی اور آمنے سامنے دکانیں اور ان کے اوپر بنے گھر تھے۔

انہیں دکانوں میں سے ایک وہ فارمیسی کی دکان تھی جس کے پٹ گرائے ہوئے تھے اور اگر تم دوسری طرف سے چل کر آؤ تو دکان کا پچھلا دروازہ کھلا تھا۔وہ دروازہ ایک پتلی سی گلی میں کھلتا تھا۔دروازے سے اندر آتے ہیں۔

اترے ہوئے پینٹ والی دیواریں۔گدیاں اور ایک طرف لگا چھوٹا سا ہیٹر جو ظاہر ہے بند تھا۔

کمرے میں ایک چیز جو سب سے نمایاں تھی وہ تھا دیوار پر آویزاں پاکستان کا جھنڈا اور اسی دیوار کے بالکل سامنے وہ موجود تھے۔

آہ۔ہہہ!""آئیوڈین میں ڈوبی روئی دبیر کے زخم سے لگی تو وہ چیخ اٹھا۔ظالموں نے چہرہ تک نہیں بخشا۔ایک آنکھ مکمل تور پر سوج کر جامنی ہو گئی تھی اور نچلا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہونٹ بری طرح پٹھ چکا تھا۔سد شکر دانت نہیں ٹوٹے ورنہ اس کے گمی سمائل کا کیا ہوتا؟

ایک ہاتھ جو بری طرح کچلا جا چکا تھا وہ پٹی میں قید تھا اور ایک ٹانگ اتنی بڑی طرح چھلی تھی کے اسے لگتا تھا آئندہ کبھی اس پر جلد نہیں آئے گی۔پہلے چہرے پر ایک نشان کم تھا جو ایک ٹانگ پر بھی اضافی بن گیا۔

اُس کے سر پر کھڑا امر دوبارہ سے روئی پر وہی لال پتلا پانی جیسا مشروب لگانے لگا۔ پورے کمرے میں نتھنوں کو چھو کر جلا دینے والی بدبو ر مہک پھیلی۔

دبیر نے ہاتھ میں پکڑے اشتہار کو دیکھا۔یہ وہی اشتہار تھا جو صبح اس کے چہرے سے ٹکرایا تھا اور پھر جھجکتے ہوئے سر پر کھڑے اپنے خیر خواہ کو۔وہ واحد انسان جو اگر نہ ہوتا تو وہ جو ابھی اُس کے گھر میں بیٹھ کر نشہ کرتا تھا یقیناً سپین کی گلیوں کو اپنا مے خانہ بنا لیتا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دوبارہ سے روئی اس کے سوجے ہونٹ سے ٹکرائی۔ سسک کر آنکھیں بند کر لیں۔

سامنے کڑھے آدھیر عمر دبلے پتلے پاکستانی مرد نے اسے غصہ اور تکلیف سے دیکھا۔

"کیوں کرتے ہو ایسے کام؟" یہ وہ انسان جس نے اس کے ماں باپ کے مرنے کے بعد اسے گود لیا تھا۔ اس کے پاکستانی باپ کا پاکستانی دوست۔

دبیر نے اسے کوئی جواب نہ دیا، غور سے اس اشتہار کا مطالعہ کرنے لگا۔ اب وہ پڑھ سکتا تھا ایس!

"ماہ ملکہ کروز لائنز" کے نام سے وہ ایک پیلے اور نارنجی رنگ کا پیمفلٹ تھا۔ وہ لوگ نوکری کی تلاش میں تھے۔ اپنے بار کاؤنٹر پر ایک عام سے ویٹر کی تلاش میں جسے ایک دن میں دس ہزار مصری پاؤنڈ ملیں گے۔ سب سہی تھا لیکن سب سہی نہیں بھی تھا۔

"کتنی بری طرح پیٹا ہے تمہیں ان بدبختوں نے۔" فرحان کی آواز پر اس کے پڑھتے لب رکے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فرحان کے چھوٹے کٹے بال سفید اور سرمئی تھے۔پلم رنگ کی شرٹ کے ساتھ ڈھیلی ڈریس پینٹ یہی اس کا روزمرہ لباس تھا، یہ فارماسی بھی اسی کی تھی۔

دبیر نے جواب نہیں دیا بس گردن ندامت سے جھکا دی۔دوبارہ پڑھنا شروع کیا۔

اسے جو چیز کھٹک رہی تھی وہ تھا ایک دن میں دی جانے والی سیلری۔وہ مصر میں رہ چکا ہے۔جانتا تھا ایک دن میں دس ہزار کوئی لکثری کروز لائین والا ویٹر کما سکتا تھا اور جہاں تک اسکی چھٹی حس اسے اشارہ کررہی تھی۔ماہِ ملکہ کروز شپ صرف نام کی ہی ملکہ لگ رہی تھی۔

ٹویزڑ کی مدد سے اب فرحان اسکی گال میں کھبے تنکے نکال رہا تھا۔اس نے کبھی دبیر کو اپنا بیٹا نہیں کہا تھا اور نہ ہی دبیر نے کبھی اس کو اپنا باپ کہا۔وہ غیر شادی شدہ اکیلا پاکستانی آدمی تھا جس کا اپنے خاندان سے تعلق نہ ہونے کے برابر تھا۔دبیر ایک طرح سے اس کے تنہائی کا ساتھی تھا۔

پیمپفلٹ کے بالکل نیچے 'کونٹیکٹ اس' کا نمبر بھی درج تھا۔ کوئی ای میل، کچھ نہیں بس کاغذ کے بیچوں بیچ انگریزی میں بڑا بڑا

where luck is tested and life is made easier

(جہاں قسمت کو آزمایا اور زندگی کو آسان بنایا جاتا ہے۔)

لکھا تھا۔ یقیناً یہ انکا کوئی سلوگن وغیرہ ہوگا۔ ہاتھ میں پکڑے کاغذ پر اس کی بھوری آنکھیں جم کر رہ گئی تھی۔ وہ پڑھ نہیں رہا تھا وہ سوچ رہا تھا۔ اپنی چوٹوں سے بے فکر اور پٹی کرتے فرحان سے بے نیاز۔

اسے پھر سے طلب ہوئی، ریڑھ کی ہڈی میں ایک چبھن سی ہوئی۔ پاؤں میں بجلی سی کھبی۔ بیٹھنا محال ہوا، اٹھنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہوا۔

پٹی کردی ہے میں نے تمہاری اٹھو اور کپڑے تبدیل کرو۔ میں ناشتہ بناتا ہوں۔" خالص اردو میں بولتے اس نے اپنی فرسٹ ایڈ کٹ اٹھائی اور دکان کے اندر غائب ہو گیا۔ اس دکان کے اوپر ہی اس کا گھر تھا۔

دبیر کی بے چینی فطری تھی۔ دو دن سے اس نے کسی بھی طرح کی ڈرگز کو اپنے اندر نہیں اتارا تھا۔ دو دن کافی ہوتے ہیں ایک ایڈکٹ کی نکیوٹین کمنز مپشن کو اجاگر کرنے کے لیئے۔

آنکھوں میں سرخی اتر آئی میرا مطلب ایک صحیح آنکھ میں سرخی اتر آئی۔ ٹانگ مسلسل بے چینی سے ملنے لگی، پٹی کے بغیر والی صحیح ٹانگ۔ سانس اٹکنے لگا اور اس سے پہلے کے وہ پاگل پن کی آخری سطح پر پہنچتا جھٹکے سے اٹھ کر فارماسی کے اندر گیا۔ پہلے ایک راہداری تھی جس کے ایک طرف گول زینے تھے جو اس کو اوپر لے کر جاتے تھے اور دوسری طرف ایک دروازہ جو دکان میں کھلتا تھا۔

www.novelsclubb.com

زینے پھرتی سے پار کیئے۔سامنے اب ایک کچن کاؤنٹر تھا،اس کے پیچھے دو کمرے۔ ایک دبیر کا۔ایک فرحان کااوراس کانشانہ،فرسٹ ایڈ باکس کچن کاؤنٹر پر کسی مسیحا کی طرح موجود روشنی کی شعائیں نکال رہا تھا۔

دل کی دھڑکن مزید تیز ہوئی۔یا آر یا پار۔دبے قدموں کچن کاؤنٹر تک پہنچافرحان اندر کمرے میں تھا۔کمال ہو گیا!

اس نے اپنی ٹوٹی ہوئی انگلیوں سے ڈھکن اتارااور وہ رہی۔۔۔بالکل سامنے اس پیاسے کوے کی خوراک۔ڈرگ نہ سہی انہیں سے گزارا کرلے گا۔

دو بوتلیں کف سرپ کی اٹھائیں اور جن قدموں سے آیا تھاان سے کئی زیادہ تیز قدموں سے نیچے بھاگ گیا۔ناشتہ کیا؟اس کا تو من وسلویٰ ہی یہی تھا۔

دس سالہ دبیر کے سامنے پولیس اس کے ماں باپ کی لاش کا معائنہ کر رہی تھی۔ اس کے ایک کندھے پر فرحان نے ہاتھ رکھا ہوا تھا۔"میں تمہارے ساتھ ہوں دبیر،دکھ مت کرنا!"آنسوؤں سے تر لہجہ۔بچے نے سر اٹھا کر دیکھا لیکن کچھ کہا

نہیں۔ کہتا بھی کیا اسے تو کسی بات کا دکھ نہیں تھا۔ مر گئے اس کے ماں باپ۔۔۔

اوہ گریٹ! آگے؟

اس کے دماغ میں بس یہی گھوم رہا تھا۔

★★★★

باب ملکہ

وہ جس کا دامن وفا سے خالی ہے دل اس کا بھی احساس سے عاری ہے

الیکسینڈریا سے قاہرہ دو گھنٹے کی بس کا سفر ہے۔ جہاں قاہرہ مصری ثقافت کو جاننے اور سمجھنے کے لیئے بہترین ہے وہیں الیکسینڈریا مصری آرٹ اور لٹریچر کے لیئے جانا جاتا ہے۔

قاہرہ کی نسبت وہ کچھ جدید اور خاموش سا شہر ہے، وجہ وہاں پر بسنے والے بڑی تعداد میں لاتینی، اٹیلین ہیں۔ الیکسینڈریا کو اگر ہم مصر کا یورپ بولیں تو غلط نہ ہو گا۔

اونچے لمبے لمبے اپارٹمنٹ سٹوریز میں سے ایک میں اسکا بھی فلیٹ واقع تھا۔ سفید راہداری اورچِپس کے فرش پر چل کر آتی وہ ایک بھورے لکڑی کے دروازے کے سامنے رکی۔ یہ جگہ نہ بہت ہائی فائی تھی اور نہ ہی گری پڑی بس، المیرا کے مطابق گزارا لائق تھی۔ وہ محلوں میں رہنے کی خواہش مند ہے اسے ان گھروں سے کچھ سروکار کہاں۔

چابی گھما کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ سامنے ایک پتلی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر دو ستون کھڑے تھے۔ چپس کے فرش پر اپنے جوتوں کے ساتھ چل کر آتی وہ ایک ہاتھ میں چابی گھما رہی تھی اور دوسرے میں وہی سفید مگ تھام رکھا تھا۔ ایک طرف اوپن کچن تھا سامنے چھوٹا سا لاونج اور دونوں طرف ایک ایک کمرا۔

www.novelsclubb.com

المیرا بے دھیانی سے چل کر آتی کچن کے شیلف کی طرف بڑھی اور کپ وہاں رکھا۔ پورے اپارٹمنٹ میں شیلف کے مگ سے ٹکرانے کی آواز گونجی۔ یوں لگتا تھا المیرا کے علاوہ وہاں کسی ذی نفس کا نام ونشان نہیں۔

ہونٹ ابھی بھی گول کیئے سیٹی بجا رہے تھے۔ فریج کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے اس نے پانی پینے کی نیت سے دروازہ کھولا مگر۔۔۔اس کی سوچ کے برعکس دروازہ جیم تھا۔ سیٹی رکی، بھونیں تفتیش سے سکڑی۔ ہیزل آنکھوں والی لڑکی نے ایک مرتبہ پھر دروازہ کھولنا چاہا۔ وہ جامد رہا۔ کچن سے تھوڑی دور بالکانی پر رکھا مانی پلانٹ کا پودا اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اب کے المیرا نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر فریج کا دروازہ اپنی طرف کھینچا۔

"کس مٹی کا بنا ہے تووووو، کھل جا!" اونچی آواز میں بولتی اس نے ہتھیلی کا مکہ بنا کر پوری قوت سے ہوا میں اٹھایا اور نشانہ دروازے پر لیا جب اس کی نظریں کہیں اور ٹھہر گئیں۔

فریزر کے عین بیچوں بیچ پیلے رنگ کا سٹکی نوٹ چپکا تھا۔المیرا نے ایک جست میں اس کھینچ کر اتارا۔

"میں اگلے دو دن تک اپنے بھائی کے گھر رکوں گی۔" یہ تو اس کی مالک مکان کی لکھائی تھی۔ "فریج کا دروازہ لاکڈ ہے (المیرا کو جھٹکا لگا) میرے کمرے کا دروازہ بند ہے (ایک اور جھٹکا) کھانے کو گھر میں کوئی چیز نہیں (اب تو اس کی موت یقینی تھی) تم نے مجھے پچھلے تین ماہ کا کرایہ نہیں دیا جب میں آؤ تو تم مجھے یہاں سے غائب چاہیے ہو سمجھی!" المیرا کو باقاعدہ اپنی سڑی ہوئی مصری مالک مکان کی فوجیوں جیسی آواز کان میں پڑتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔ "اور ہاں کوئی ہوشیاری نہیں۔۔۔۔کچھ بھی چرانے سے پہلے سوچ لینا میں کون ہوں۔" سر اٹھا کر آس پاس دیکھا۔

اچھا تو یہ وجہ تھی اتنی خاموشی کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شیلف جو پھلوں سے لدھا ہوتا تھا جنہیں المیرا اپنے پیارے پیارے گول ہاتھوں سے کھاتی تھی وہ غائب تھے۔

(اس نے بے بسی سے شیلف پر ہاتھ مارا، میں بھوکی مر جاؤ گی)

لاونج میں لگا ٹی وی جس پر بیٹھ کر وہ عربی میں لگائے جانے والے اوٹ پٹانگ ڈرامے دیکھتی تھی اسکا ریموٹ غائب تھا۔(وہ بھاگتے ہوئے صوفے کے قریب آئی اور ریموٹ ڈھونڈنا شروع کیا۔ نہیں، نہیں، نہیں یہ نہیں ہو سکتا، ریموٹ وہاں نہیں تھا، بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے وہ نیچے گر گئی۔ میں بوریت سے مر جاؤ گی !!!)

اسی وقت المیرا کو احساس ہوا اس کا حلق اندر تک خشک ہو چکا ہے۔

پانی، ہاں اسے پانی چاہیے تھا۔ ڈھیر سارا پانی۔ اتنا جتنا دریائے نیل میں ہے۔

بھاگتے ہوئے وہ دوبارہ کچن میں آئی اور فریج کے ساتھ چپک گئی۔(یہ منحوس تو بند تھی۔)

"میرا ٹھنڈا پانی!"ہچکی بلند ہوئی وہ فریج سے لگ کر یوں رو رہی تھی جیسے بچھڑی ہوئی ماں سو سال بعد بیٹے سے ملی ہو وہ الگ بات تھی کے تب تک یقیناً نہ ماں بچتی ہے نہ بیٹا۔

نہ کھانا۔۔۔۔شیلف کی طرف دیکھا۔

نہ پانی۔۔۔فریج کی طرف دیکھا۔

نہ ٹی وی۔۔۔لاونج کی طرف دیکھا۔

ان تینوں کے بغیر وہ کیا کرے گی۔اسے سانس کیسے آئے گا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیر اعنایت برباد ہو چکی ہے۔اسکی زندگی بس یہیں تک تھی۔ ہر انسان کی طرح اس کے بھی بہت پچتاوے تھے، بہت سی نہ پوری ہونے والی خواہشات تھیں اور ان میں سے سب سے بڑی۔

"کاش تم نے پچھلے ہفتے مال میں وہ سلور نیکلس خرید لیا ہوتا المیرا تو آج کم از کم تمہیں موت تو سٹائل میں آتی۔"

فضا میں دکھ ہی دکھ تھا، فلیٹ میں ماتم ہی ماتم تھا۔اس نے اب نہیں بچنا۔

★

الیکسینڈریا میں ظہراب پکی ہو کر عصر میں بدل رہی تھی۔ سارا شہر نارنجی روشنی میں ڈوب رہا تھا۔ سمندر کے پانی کی سطح بھی روشن تھی۔

ایسے میں ہماری وہ بے بس آدھی مرتی ہیروئن اپنے یا پھر اپنے سابقہ فلیٹ کی بالکونی میں بیٹھی تھی۔ منی پلانٹ کا لمبا پودا اسے ڈوبتے سورج کی دھوپ سے

بچائے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کے پاس رکھا گاجروں کا پورا شاپر اور پانی کی تین بوتلیں یہ گواہی دہ رہیں تھیں کے وہ ابھی ابھی باہر سے لائی گئی ہیں۔

المیرا کا وسیع ماتھا پر شکن تھا اور بھونیں آپس میں غصہ سے جڑی تھیں۔ ایک ہاتھ مسلسل گٹھنے پر تھا اور دوسرے سے وہ غصہ سے گاجر کھا رہی تھی۔

اس کو نوکری سے نکال دیا تھا۔

اسکی مالک مکان بھی تقریباً اسے گھر سے نکال چکی تھی۔

اسکا بینک اکاؤنٹ۔۔۔ اونوں اس کے بارے میں بات نہیں کرتے نظر لگ جائے گی۔

ایسے میں اسے کیا کرنا چاہیے۔ پودے کی چھاؤں میں بیٹھ کر گاجریں تو بالکل نہیں کھانی چاہیں۔

www.novelsclubb.com

اسکی مالک مکان فوج میں نرس ہوا کرتی تھی مگر ایک حادثہ کے بعد انہیں اپنی نوکری، جس سے انہیں عشق تھا چھوڑنی پڑی۔ اب وہ یہاں ایک سکول میں استانی تھیں اور اپنے اکلوتے بھائی کے پاس آئے دن قاہرہ پہنچی ہوتی تھیں۔

سوچ المیرا سوچ۔" گاجر کا ایک بڑا سا ٹکرا توڑتے اس نے خود کلامی کی۔ "تو ان جذباتی انسانوں سے کئی زیادہ عقل مند ہے۔ تیرے پر کوئی دروازہ نہیں بند ہو سکتا سوائے سچائی کا، اسکے علاوہ پلین سوچ۔"

وہ جینا نہیں چاہتی تھی۔ مگر وہ جی رہی تھی۔ کیونکہ اسے یہی آتا تھا۔ جل کر دوبارہ سے امر ہونا۔ دوسروں کی پشت پر اپنی ذمہ داریوں کا محل کھڑا کرنا۔

گاجر کو دوبارہ منہ میں رکھا ہی تھا جب اچانک پاس رکھا فون بجنے لگا۔ اس نے فوراً سے گردن موڑ کر سکرین کو دیکھا۔ گاجر کھاتا ہاتھ تھم گیا۔ سختی سے جڑیں بھونیں جدا ہوئیں۔ "ارے مجھے تو یاد ہی نہیں تھا، دنیا میں ابھی اس جیسے پیار میں پاگل بھی بستے ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پُرسوچ تاثرات کے ساتھ اس نے ایک ہاتھ سے فون اٹھایا، تھوڑا سا کھنکھاری اور کال اٹھاتے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو؟ کون!" آواز، لہجہ، ادا سب بدل گیا۔ وہ اب یوں بات کر رہی تھی جیسے بہت جلدی میں ہو اور نہایت مصروف ہو جبکہ اصل مصروفیت اس وقت مصر کے آسمان کے نیچے بیٹھ کر اپنی تیسری گاجر کترنا تھی۔

"!کیف حالک یاقلبي"

(کیسی ہو! دل) صاف عربی میں بولا گیا لہجہ۔ المیرا نے ریلینگ سے ٹیک لگائی۔

"مصروف ہوں احسان جلدی بولو کیا کام ہے؟"، پیشہ وارانہ انداز۔

کال کی اس طرف پارک میں جاگنگ کرتا احسان بن نافع کا چہرہ المیرا کی بات سن کر بجھ گیا۔

میں تمہیں جب بھی کال کرتا ہوں تم مصروف ہی ہوتی ہو یا قلبی!" "

مسکراہٹ دباتے احسان نے شکوہ کیا۔المیرا نے زور سے گاجر کا نوالہ لیا۔

تم نے شکایت کرنے کے لیئے مجھے یاد کیا ہے؟"(اس نے آنکھیں بند کی اور "

زیر لب اس کا جواب دہرایا۔)

"تم مجھے بھولتی ہی کب ہو المیرا جو یاد کرونگا۔ "

اور ہمیشہ کی طرح ایک ہی جواب،المیرا مکاری سے ہنسی۔کتنا بڑا اداکار تھا وہ ہر لڑکی

کو ایک ہی جواب۔

کیوں کال کی ہے احسان؟"وہ جس علاقہ میں رہتی تھی وہ پر سکون اور "

خاموش تھا اسی لیئے آس پاس کوئی آواز نہ تھی۔

دو ہفتے سے میں نے تمہیں دیکھا نہیں ہے۔ تم نہ میرے میسج کا جواب دیتی ہو ”
،نہ میری کال صحیح وقت پر اٹھاتی ہو۔ میں انتظار میں ہی بیٹھا رہ جاتا ہوں۔“اس نے
اب جاگنگ روک دی تھی،اب وہ بیچ ٹریک کے کھڑا تھا۔

تو مت آیا کرو پیچھے میں نے تو کبھی نہیں کہا۔“آہستہ سے بولتے اس نے ”
آنکھیں موندلیں۔

ایسے کیسے پیچھے نہ آیا کروں، تم جیسی لڑکیاں روز روز تھوڑی ملتی ہیں۔“ ”
انہیں بند آنکھوں کے ساتھ وہ مسکرائی۔احسان جیسے مخالف صنف کے پیچھے بھاگنے
والے مرد ہمیشہ اس کی سمجھ سے باہر مگر اسکی مٹھی کے اندر رہے ہیں۔وہ اس کے
چہرے کے پیچھے تھا اور وہ کی جیب کے۔

“خیر......“دوبارہ جاگنگ شروع کی۔”فارغ ہو؟ ”

کیوں؟“”مصروف لہجہ ویسا ہی تھا۔”ڈنر پر چلتے ہیں۔“جواب ملنے پر بند ”
آنکھیں کھولیں۔

دیکھو انکار مت کرنا؟" بھلا المیرا نے انکار کرنا کیوں تھا۔ بس وہ احسان کی تھوڑی منت سماجت سننا چاہتی تھی اسی لیئے خاموش رہی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی سامنے والے کی حدود کہاں تک ہے۔

" تم پک کرنے آؤ گے ؟ "

ہاں اگر تم فارغ ہو تو!" دوبارہ پوچھا۔ "

"فارغ تو نہیں ہوں مگر خیر چلی چلتی ہوں۔ "

کیوں کیا ہوا ہے؟" المیرا کے تھکے ہوئے لہجے میں بولنے پر اس نے تفتیش سے پوچھا۔ وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔ خوشی سے نہیں اس آدمی کی بے وقوفی پر۔

"کچھ نہیں بس (ڈرامائی وقفہ) میری مالک مکان....... جانتے تو ہو تم اسے۔ "

اب کیا کیا ہے اس عورت نے؟" المیرا نے ایک گہرا سانس لیا۔ (صرف اسے دکھانے کے لیئے)

کچھ نہیں احسان، رہنے دو۔" بات منوانے کا پہلا اصول بات کرنے سے گریز کرنا۔

"کیا مطلب رہنے دو؟ دیکھو المیرا کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ مجھے میں حل کر دونگا۔"

میں تمہیں تنگ نہیں کرنا چاہتی احسان۔" بات منوانے کا دوسرا اصول سامنے والے کی قدر کرنا، مصنوعی قدر۔ اور ویسے بھی احسان جیسے لوگوں کو دوسرے کی مدد کر کے اپنی واہ واہ کروانے کا الگ ہی شوق تھا۔

المیرا بتاؤ مجھے۔" حاکمیا انداز، اب لگا تھا نا تیر نشانہ پر۔

عجیب عورت ہے وہ، مجھے روز ستاتی ہے میں جاتی ہوں تو پیچھے سے گھر لاکڈ کر جاتی ہے۔ آج بھی میں آئی تو کچن کی ہر چیز پر تالہ لگا تھا۔ میرے دیئے کرائے پر مزید کی ڈیمانڈ کرتی ہے۔" گاجر کو ہوا میں لہراتے جیسے وہ کوئی رٹی رٹائی سکرپٹ بول رہی تھی۔ آواز میں مایوسی اور غصہ آنکھوں میں شوخی اور چالاکی۔

"ہزار دفعہ بولا ہے میں تمہیں عیش و آرام والی زندگی دے سکتا ہوں تم ہی اس مشقت کے پیچھے پاگل ہو۔" وہ اونچی آواز میں شکایت کر رہا تھا۔(یہی جملہ دن میں دس لڑکیوں کو بولتے ہو گے، المیرا نے سوچتے ہوئے آنکھیں گھمائیں)

"مجھے اپنی محنت پر غرور ہے۔" اور المیرا کو اپنی کس محنت پر غرور تھا۔کسی اور کے فلیٹ میں بیٹھ کر زبردستی نکلوائے پیسوں سے خریدی گاجریں کھانا اور ساتھ لوگوں کو مانوپلیٹ کرنا۔

"میں تمہیں پک کرنے آرہا ہوں تیار ہو جاؤ!" حتمی لہجہ میں کہتا وہ المیرا کو ہیلو ہیلو بولتا چھوڑ گیا۔کال کٹی تو مسکراتے ہوئے اس نے کان سے فون ہٹایا۔فون کی سکرین پر بڑا بڑا۔

'مجنوں'

لکھا آرہا تھا۔اس نے احسان کا نمبر اسی نام سے ہی تو محفوظ کیا تھا۔

چل بھئی المیرا، ڈنر کا بھی اہتمام ہو گیا۔" وہ مانی پلانٹ کی چھاؤں سے نکلی اور "
اندر بڑھ گئی۔ گاجریں وہی پر تھیں، پانی کی بوتلیں بھی پیچھے چھوڑ گئی۔ اب جب
تک اسے کوئی اور نہیں اٹھا دیتا انہوں نے وہی پڑے رہنا تھا۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

قاہرہ

مصر میں اب عصر قضا ہو چکی تھی۔پرندے بھی اپنے گھروں کو روانہ تھے۔نارنجی اور پیلی روشنی ہر سو پھیلی تھی۔ایسے میں پرندوں کا غول اس کے گھر کے وسیع

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹیرس سے ہو کر گزرا۔ یہ فاطر اسلام کا گھر تھا۔ دو منزلہ خاموش، صاف اور پر سکون سا جو اس وقت بالکل پر سکون نہیں لگ رہا تھا۔

"تم نوکری چھوڑ آئے!!!؟" لیپ ٹاپ کی کھلی سکرین کچن کاؤنٹر پر رکھی تھی۔ اسی سکرین کی مدد سے فاطر ابو لا سلام اینگلیڈ میں بیٹھی اپنی بہن فاریہ اسلام سے بات کر پا رہا تھا۔

"ہاں چھوڑ آیا تو؟" چڑ کر کہتے اس نے اپنی کافی کو مزید زور سے پھینٹنا شروع کیا۔ دور کرڑھا زبیر میں آگے پیچھے چکر کاٹ رہا تھا۔ ایک ہاتھ قمر پر تھا دوسرے کے زریع کان سے فون لگایا تھا۔ وہ مسلسل چینل والوں سے رابطے میں تھا۔ تھوڑی ہی دور ٹیرس کے سامنے لمبے لمبے مخملی صوفے تھے جس پر سے ایک پر گل جان ٹیک لگائے بیٹھی زبیر کو آگے پیچھے جھولتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

فاریہ فاطر سے چار سال بڑی تھی۔اپنی شادی کے بعد وہ اینگلینڈ چلی گئی لیکن وہاں جا کر بھی اپنے چھوٹے بھائی پر نظر رکھنا اور تقریباً روز ہی کال کر کے ٹوکنا نہیں چھوڑا سکی۔

کیوں ! لنگر بٹ رہا ہے نوکریوں کا جو وہ چھوڑ آئے ہو؟" خالص بڑی بہنوں والا لہجہ۔ "بیٹھے بٹھائے اتنی اعلیٰ جاب ملی تھی لیکن تم تو ہو ہی ناشکرے۔" اسکے نقش بالکل فاطر جیسے تھے۔فرق صرف یہ تھا اس کی آنکھیں عام سی بھوری تھیں ورنہ وہ اٹھی ناک، بھوری رنگت اور گھنی بھنویں ویسے ہی تھیں۔فاطر کو اپنی پاکستانی ماں سے ورثہ میں بس وہ آنکھیں ہی ملیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

فاطر نے اپنی بہن کے لہجے پر کلس کر اسے دیکھا۔ "اپنے شوہر اور بچوں پر دھیان دو "، میں اپنا خیال خود رکھ سکتا ہوں۔

میرے شوہر اور بچوں سے زیادہ تو مجھے مصر میں بیٹھا یہ اکتیس سالہ بچہ تنگ کرتا ہے۔" بولتے ساتھ اس نے پیچھے اشارہ کیا شاید کسی کو چپ رہنے کو کہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فاریہ کی شادی اس کی پاکستانی خالہ کی طرف ہوئی تھی اور ہر کال میں اس کے دو بچوں میں سے ایک نے ضرور اپنا کیمیو دینا ہوتا تھا۔

فاطر کی کافی پھینٹی جا چکی تھی، پیچھے مڑا اور گرم پانی کی کیتلی اٹھائی۔ عام سا حلیہ، ڈھیلی ڈھالی شرٹ ساتھ سویٹ پینٹس، بھورے بال البتہ سیٹ تھے۔ لگتا ہے اس آدمی کو اپنے بالوں سے بہت لگاؤ تھا۔ زبیر نے تنگ آتے فون کو صوفے پر مارنا چاہا۔ گل پہلے ہی دونوں ہاتھوں کو ہوا میں اٹھا کر سیلف ڈیفینس کے لیئے تیار ہو گئی۔

"یہ کڑوی کافی کی وجہ سے تمہاری باتیں بھی ناقابل برداشت حد تک کڑوی ہو چکیں ہیں۔" وہ اردو میں بات کر رہی تھی وہ اسے عربی جواب دے رہا تھا۔ وہ عربی میں بات کرتی وہ اسے انگریزی میں جواب دینے لگتا۔ ٹرائے لینگول (تین زبانیں بولنے والا) ہونے کا بھرپور فائدہ۔

کافی میں پانی ڈالا تو بھاپ کپ سے اڑ کر آتی آسمان میں مرغولا سا بناتی غائب ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

تم اپنا کام کرو، نہ یہاں چین ہے نہ وہاں۔"ان میں کبھی دوستی نہیں ہو سکی۔ "

دونوں کو اپنی سنانے کی عادت ہے اور کسی کی سننے کی نہیں۔فاریہ جب ادھر مصر میں بھی ہوا کرتی تھی تو وہ دونوں ایک دوسرے کے بال نوچنے سے کبھی باز نہیں آتے تھے۔ایک میز پر آمنے سامنے بیٹھ کر شکاریوں کی طرح ایک دوسرے کو گھورتے رہنا، موقع ملا تو سامنے والے کی نظر میں ایک دوسرے کو گرا بھی دینا۔

تم چپ کرو۔"اپنے گستاخ بھائی کو اشارہ کیا۔"زبیر!"اور ساتھ ہی زبیر کو " پکارا جو کسی جن کی طرح نازل ہوتا تابعداری سے فاطر اور فاریہ کے درمیان آکر کھڑا ہو گیا۔

جی اختی (میری بہن)۔"فاطر اسے نظر انداز کرتا کافی لے کر آگے بڑھ گیا۔ "

مل گئے یہ بچھڑے ہوئے بہن بھائی، اب آپس میں کرتے رہیں اس کی چغلیاں۔

دھپ سے مخملی صوفے پر بیٹھا۔گل اور وہ آمنے سامنے صوفوں پر تھے لیکن فاصلہ بے تحاشہ تھا۔اس کو تو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آئی تھی وہ یہاں آئی ہی کیوں؟

www.novelsclubb.com

کیا گل بکھیرے ہیں اس نے آج؟" تھیکا لہجہ۔۔۔وار کرنے کے لیئے تیار۔ "

کچھ خاص نہیں بس(اس نے انگلیوں پر گنا)......ایک سیاستدان کو دھمکی دی ہیے لائو شو میں میز اٹھا کر پٹخا ہے،چیئر مین کو اپنی خدمات کی لسٹ گنوائی ہے اور جاب منہ پر مار کر آیا اور ہاں.......آتے وقت دو بھکاریوں کو اپنی شاہی سواری میں بیٹھنے کی آفر بھی دی ہے۔"یوں لگتا تھا چینل پر نیوز بلیٹن چل رہی ہو۔

گل خاموشی سے کافی پیتے فاطر کو دیکھ رہی تھی۔جو بے نیاز تھا جیسے اُسے فرق ہی نہ پڑتا ہو اس نے کیا کیا ہے اگر جو گل نے ایک دن میں اتنے گل کِھلائے ہوتے تو اس کا کیا ہی ہوتا؟

"لے کر جاؤ لیپ ٹاپ اس ہیرو کے پاس۔ "

جی اختی۔"نہایت احترام سے لیپ ٹاپ اٹھایا اور بالکل اپنے دوست کے " چہرے کے سامنے لا کر سجا دیا۔فاطر نے بدمزگی سے اپنے بے وفا دوست کو دیکھا جو لیپ ٹاپ اسے کسی طمغہ کی طرح پیش کر رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فاریہ پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھ رہی تھی۔اینگلینڈ میں اس وقت دوپہر تھی۔

فاطر نے ایک نظر سکرین پر ڈالی اور پھر چہرہ موڑ لیا۔

"ادھر دیکھو!"حکمیہ لہجہ۔فاطر کھسک کر صوفے کے حطے تک گیا۔فاریہ کے تو مانو ہتک سے چہرہ لال ہو گیا۔

"ادھر دیکھو فاطر بن ابولالسلام ظہور!!!!"چیختے ہوئے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"پہلے تم یہ اپنی آنکھیں تھوڑی کم کھولو۔یاخدا تمہارا شوہر تمہیں دیکھ کر ڈرتا نہیں ہے کیا؟"زبیر نے فاطر کو چپ رہنے کا اشارہ کیا جبکہ گل نے ہنسی دانتوں تلے دبائی۔

" FATIR ISLAM DON'T MAKE ME GO THEIR !!!!"

اس کی چیخ کان کے پردے ہلانے والی تھی۔

"آہستہ بولو، بہرہ ہو گیا تو ڈیڈی کی وسیعت میں سے ایک روپیہ بھی نہیں دونگا"۔

"دماغ کی پھرکی تو نہیں گھوم گئی، پہلے نوکری چھوڑی اور اب یہ خدمت خلق کا بھوت بھی چڑھالیا!" فاریہ وہاں پوچھ رہی تھی جبکہ وہ زبیر کے سامنے ہاتھ جوڑ رہا تھا کے بند کردے اسے بھائی، کان پک گئے ہیں اس نائن ٹو فائیو والے شو کو سُن سُن کر۔فاریہ کی پرانی عادت تھی مسئلہ کا حل نکالنے کے بجائے شور مچا مچا کر سب کو کوستے رہنا۔

"اسے کیا دیکھ رہے ہو ادھر مجھے دیکھو!" وہ مذید اونچا بولی۔ دور بیٹھی گل نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیئے۔ یہ اتنا چیختی کیوں تھی۔ واقعی میں اس کا شوہر اس سے ڈرتا نہیں ہو گا کیا؟

اپنی کافی کا خالی مگ اٹھا کر لکڑی کے چھوٹے مگر وسیع میز پر پٹخا۔فاطر کے صبر کی انتہا ہوئی۔

"خدمتِ خلق کا بھوت مجھے بچپن سے ہی ہے، تمہاری طرح میں مغرور اور لالچی نہیں ہوں۔اور نہ ہی تمہاری طرح جھوٹا ہوں جو وہاں نوکری کرتا رہتا۔ ڈیڈی نے ہم دونوں کو اپنے اصول سکھائے تھے لیکن تمہارا حافظہ بچپن سے ہی کمزور رہا ہے ڈئیر سسٹر اسی لیئے اہم باتیں عین موقع پر بھول جاتی ہوں۔"

فاطر نے فاریہ کی سب سے کمزور صفت پر وار کیا تھا۔اس کی بہن کی بھولنے کی بیماری۔

"تمہاری زبان۔" بولتی ہوئی اپنی بہن کے منہ پر لیپ ٹاپ سکرین بند کی اور بیزاری سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔دو منزلہ گھر تھا جہاں اس کا کمرہ نیچے واقع تھا۔زبیر نے ہڑبڑا کر سکرین دوبارہ کھولی مگر کال کاٹی جا چکی تھی۔

دونوں بہن بھائی ہی پاگل ہیں۔‘‘ گل نے اونچی بربراہٹ کی۔ جوابا زبیر نے ’’
ایک سلگتی نگاہ اس پر ڈالی اور پھر بھاگتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

’’چل بہن گل، ایک نئے تماشے کے لیے ہو جا تیار۔ ’’

اپنی مادری زبان میں خود سے کہا۔

یار فاطر تو کیوں نہیں سن رہا کسی کی۔‘‘ کمرے میں اپنے کپڑوں کی الماری میں ’’
منہ دیئے بیٹھے فاطر کو زبیر نے کہا۔ وہ صفائی پسند انسان عادت سے مجبور جلد بازی
میں چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا۔ نجانے الماری میں ایسا کون سا قارون کا خزانہ
چھپا تھا۔

www.novelsclubb.com

فاطر!‘‘ وہ زبیر کو نظر انداز کرتا اپنے سٹڈی ٹیبل تک گیا۔ ترتیب سے رکھیں ’’
چیزیں ادھر ادھر پھینکیں۔ زبیر کے پیچھے اب گل بھی آ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ فاطر
اسلام ان دونوں کی طرف جوش سے مڑا۔

" میں نے سوچ لیا ہے۔""مضبوط عزم۔۔۔""اب میں خود کا چینل کھڑا کروں گا

"، جہاں صرف سچائی ہوگی ،۔۔امن ہو گا اور عوام کی خدمت کی لگن۔

زبیر کا منہ اپنے نیم پاگل دوست کو دیکھ کر کھل گیا۔ جبکہ فاطر نے ایک اور اعلان کیا

۔""اور ہاں اگر تم میرے ساتھ وہاں کام کرنا چاہتے ہو تو موسٹ ویلکم لیکن شرط

you're ۔۔۔ تمہیں میرے اصولوں پر چلنا ہو گا۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو

" ۔۔۔ fired

" تم اپنے دوست کو کیسے فائر کر سکتے ہو۔ وہ بھی ایک ایسی نوکری سے جو میں نے

" ابھی تک شروع بھی نہیں کی۔

" ٹھیک ہے پھر میں تمہاری سیکریٹری کو فائر کرتا ہوں۔""گل کی طرف اشارہ کیا

۔

سنو!""گل متوجہ ہوئی۔"

www.novelsclubb.com

"آج سے تم فائرڈ ہو کام پر مت آنا۔" زبیر نے خود کو سر پیٹنے سے روکا جبکہ گل ہونقوں کی طرح کھڑی رہ گئی۔ یہ اس کا باس نوکری چھوٹ جانے کے غم میں مزید سر پھرا تو نہیں ہو گیا؟

"وہ تمہاری سیکریٹری ہے جاہل۔" فاطر نے تو جیسے اس کی بات سنی ہی نہ ہو۔ شاہانہ ہاتھ لہرایا جیسے دربار برخاست کرتا ہو اور خود کمرے سے ملحقہ واشروم میں غائب ہو گیا۔

پیچھے گل کچھ دیر پہلے ہونے والے واقعہ کو سمجھنے میں مصروف تھی۔ "مجھ۔۔۔ مجھے واق۔ واقعی نکال دیا۔" نیلی آنکھیں پھیلی ہوئیں تھیں اور خشک ہونٹ آدھے وا تھے۔

غسل خانہ کے اندر آؤ۔۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھوری ٹائلز اور بھوری ہی دیواریں۔فاطر اسلام سنک پر جھکا تھا۔ماتھے پر جھولتی لٹ اور باقی بال پیچھے۔گہرے سانس لیتے خود کو کمپوز کیا۔نظریں اٹھائیں اور شیشے میں دیکھا۔سفید بلب کی روشنی اسکے پر کشش نقوش پر گر رہی تھی۔

وہ خوبصورت تھا۔۔۔خوبسیرت نہیں۔زبان دیکھی ہے اس کڑوے انسان کی،اللہ کی پناہ !

فاطر نے آنکھیں بند کیں۔۔۔ایک منظر ابھرا۔کسی فلم کی طرح نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی یادوں کی طرح۔

اس کی بہن کی شادی۔۔۔ہنستے مسکراتے چہرے۔۔۔دور کھڑا سوٹ ٹائے میں اس کا باپ جو سال میں ایک مرتبہ غلطی سے مسکرا دیتا تھا۔۔۔اس کی پاکستانی خالہ جھک کر اسے پیار کرتیں۔۔۔سفید لباس میں اس کی بہن۔۔۔۔شادی کا کیک۔۔۔

اس کی بہن کی عین موقع پر بات بھول جانا۔۔شور۔۔۔ہنگامہ۔۔۔واویلا۔۔۔فاریہ اسلام اپنا شادی کا کیک آرڈر کرنا بھول گئی تھی۔

آنکھیں کھولیں، منظر ختم۔

اس کی خود کو عقلِ کل سمجھنے والی بہن آج تک اس واقع سے کتراتی تھی۔یہی ان کچھ وجوہات میں سے ایک وجہ تھی جو اسے عورتوں سے خار تھا۔اس کا باپ سہی کہتا تھا عورتیں ہوتیں ہی ٹیڑھی ہڈی ہیں۔ایک دفعہ بس اس کی ایجنسی کھل جائے ۔کسی کم عقل عورت کو تو وہاں نوکری بالکل نہیں ملنی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

ملکہ، وہ جو روز نیا سوال کرتی ہے

وہ جوان سوالوں کو جواب بھی دوسروں سے مانگتی ہے

www.novelsclubb.com

الیکسینڈریا، مصر

بھورے رنگ کی پلاٹ فارم ہیلز میں چلتی اس کی چال مضبوط، تیز اور شہانہ تھی۔

کسی ملمع کی حد تک شہانہ۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لابی میں لگے آئینہ سے گزرتی المیر ادروازے سے باہر نکل گئی۔ پیچھے آئینہ میں اس کا عکس ابھرا تھا، کچھ سیکینڈز کے لیئے۔

گہرا سبز منی بلیزر (اتنی گرمی میں) اور ٹخنوں تک آتی بنفشی رنگ کی سلک کی میکسی۔ بال ہمیشہ کی طرح سیدھ میں گردن کی ہڈی تک آتے تھے۔ بیچ کی مانگ نکالے کس کے پیچھے کیئے اور وہی دو لٹیں چہرے پر برابر جھولتی ہوئیں۔

المیرا عنایت محسن اچھی لگ رہی تھی مگر سب سے بڑھ کر وہ اپنی سماجی حیثیت سے بلند لگ رہی تھی۔ جبکہ یہ کوٹ اس نے سستے داموں میں خریدا تھا اور یہ ڈریس آن لائن ایک دو نمبر ویب سائٹ سے آرڈر کیا تھا۔ مگر بقول اسکے۔۔۔

"کپڑوں کی قیمت انہیں مہنگا ظاہر نہیں کرتی آپ کے اوڑھنے کا طرز انہیں مہنگا یا سستا بناتا ہے۔"

وہ عمارت سے باہر نکلی تو بالکل سامنے ایک سیاہ رنگ کی اوڈی کھڑی تھی۔ شیشے نیچے تھے۔ اندر سے جھانکتے احسان بن نوفل نے المیرا کو دیکھتے ہاتھ ہلایا۔

www.novelsclubb.com

وہ ستائیس سال کا خوش شکل نوجوان تھا، بال سیاہ چمکدار، رنگت گندمی اور نقش جیسے عربیوں کے ہوتے ہیں۔ بھرے ہوئے تھیکے۔

”سلام دوارا لشمس !“(سورج مکھی) سیٹ بیلٹ بند کرتی المیرا نے اسے اگنور کیا ۔ہر دو منٹ میں اب احسان اس کا ایک الگ نام رکھے گا۔

احسان سے اس کی ملاقات ایک سال پہلے ایک ڈنر میں ہوئی تھی۔ وہی سے یہ ”میں تم سے محبت کرتا ہوں المیرا، میں مر جاؤں گا تمہارے بغیر“ نامی رٹ اس نے شروع کی تھی۔ المیرا کا پیچھا کرنا۔ اسے کالز کر کے تنگ کرنا۔ میسجز کرنا۔ حد تو تب ہوئی جب اس نے المیرا کے پچھلے فلیٹ کو اس کی پیٹھ پیچھے پھولوں سے بھر دیا۔ اس کی مالک مکان نے ”بی بی! یہ شریفوں کا محلہ ہے“ کہہ کر اسے نکال دیا اور اس کی قسمت پوٹھی جو وہ ایک اچھی رہائش سے نکل کر یہاں آ ٹپکی۔

المیرا اس سے تنگ تھی، بے تحاشہ تنگ۔

وہ تو بعد میں اسے معلوم ہوا کے احسان اس کے علاوہ کئی اور لڑکیوں کے پیچھے بھی یونہی گھومتا ہے۔ جو وہ الجھن تھی اس سے وہ کسی حد تک غائب ہو گئی۔ شاید یہ ڈھارس تھی کے وہ بندہ اس کے لیئے بالکل سنجیدہ نہیں۔ اب اگر ایک آدمی اس کے پیچھے یوں مر رہا تھا۔ اس کی ناں کا بالکل احترام نہیں کر رہا تھا اور سونے پر سہاگا وہ آدمی مفت کا پیسہ اس پر اڑانا چاہتا تھا تو، اب اس میں المیرا بیچاری کیا کرے۔

واپس آتے ہیں ان دونوں پر۔

"ویسے تمہیں یہ گھٹیا عمارت چھوڑ دینی چاہیئے اب۔" گاڑی سٹارٹ کرنے کے بجائے وہ پیچھے ہوئے المیرا کو فرصت سے دیکھ رہا تھا۔ آواز میں فکر عیاں تھی، آنکھوں میں ٹھرک واضح تھی۔

"یہ چھوڑ دونگی تو کہاں جاؤنگی؟" المیرا نے بیک مرر میں دیکھتے اپنا مے کپ درست کیا جو کے صرف ایک جامنی لپ سٹک پر مشتمل تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں ہوتا میں تمہیں اس سے دس گنا بہتر جگہ دلوا سکتا ہوں۔" دل ہی دل میں اس " نے بیزاری سے آنکھیں گھمائیں۔

" صرف دس گنا؟!" احسان کی بولتی زبان کو بریک لگا۔اس نے ساتھ بیٹھ عورت کو دیکھا۔المیرا مسکرا رہی تھی یا پھر چیلنج کر رہی تھی۔" میری حیثیت اور مقام اسی چیز کا ہے احسان تم فکر مت کیا کرو میری۔" ہمیشہ کی طرح اگلے ہی لمحے المیرا کا روپ بدل گیا۔ مسکراتی مکار آنکھیں اب مان اور غرور سے سخت ہو گئیں۔

احسان نے بغیر کچھ بولے گاڑی سٹارٹ کر دی۔اس عورت نے ہر کسی کے سامنے ایک الگ روپ بنایا ہوا تھا۔جیسے زیبا کے سامنے وہ خود کو کا میچور، مفلس اور بے بس ظاہر کرتی تھی اسی طرح احسان کے سامنے وہ خود کو غیرت مند، محنتی اور بے نیاز ظاہر کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوئی بھی نہیں جانتا تھا المیرا کا اصل کیا ہے، کوئی نہیں۔۔۔۔سوائے اب تک کے اس کے سابقہ باس کے جس کے سر پر وہ آج مگ مار کر آئی تھی۔ آج ہی تو اس نے اپنا اصلی روپ دکھایا تھا۔

گاڑی الیکسنڈریا کی سڑکوں پر گامزن تھی۔

ایک طرف سمندر تھا اور دوسری طرف ڈھلتے سورج میں مصروف سڑک۔ آس پاس درخت، اونچی عمارتیں اور ٹھنڈی ہوائیں تھی۔

آنکھیں بند کرتے اس نے چہرہ کھڑکی کے بالکل قریب کر لیا۔ ایسی بڑی گاڑیوں میں ہی تو گھومنے کی خواہش ہے اسے۔ یونہی آزاد فضا میں بے فکری سے سانس لینے کی چاہ ہے اسے۔ اسے سب کچھ چاہیئے تھا۔ بس، فرق صرف یہ تھا کے اس سب میں اسے اپنے ساتھ کوئی مرد نہیں چاہیئے تھا۔ وہ ہوا اور اس کا مقام۔

" آج میں تمہیں ایک نئے ریسٹورنٹ لے کر جاؤں گا میرہ۔" وہ جو آنکھیں موندے ٹھنڈی فضا کو اندر اتار رہی تھی اس نے احسان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

کیا یہ بندہ چپ نہیں رہ سکتا؟

" تمہیں وہ جگہ بہت اچھی لگے گی۔" وہ بول رہا تھا لیکن المیرا اپنی ہی دنیا میں گم تھی۔ ایسی دنیا جہاں اس کے پاس سب کچھ تھا پیسہ، پیسہ اور صرف پیسہ۔

" مجھے نہیں لگتا تم پہلے وہاں کبھی گئی ہو گی۔ وہ جگہ صرف وی آئی پیز کے لیئے ہے۔" کتنا بولتا ہے یہ مرد؟ بیزاری سے آنکھیں گھمائیں اور چہرے پر جھولتی لٹ کو پھونک مار کر پیچھے کیا۔ اچھا بھلا خوش تھی وہ اس کا گیان نہیں رک رہا۔

پسِ منظر میں احسان کی پر جوش آواز ابھی بھی سنائی دے رہی تھی۔

" میں لاسٹ ٹائم بابا کے ساتھ وہاں گیا تھا۔" لو جی! شروع ہو گیا اس کا بابا نامہ۔

www.novelsclubb.com

المیرا کا دل کیا احسان کو دریائے نیل کے پانی میں دھکا دے دے۔ اس آدمی کو اپنے ابا سے بہت پیار تھا۔ صحیح الفاظ میں کہا جائے تو پیار کم اور ڈر زیادہ تھا۔ وہ ایک ڈیڈیز بوائے تھا جس کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا سب اس کے ظالم جابر ابا طے کرتے تھے۔ حیرت ہیں ایسے چنگیزی راج تلے بھی وہ نجانے کتنیوں سے مرضِ محبت میں مبتلا تھا۔

املیرا تو محض سر ہلا رہی تھی۔ خود پر جبر کرتی آخر کو بھوک کا معاملہ اور پیٹ کا سوال تھا۔ وہ اپنی سونے کی مرغی کو ابھی ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتی تھی۔

وہ بولے جا رہا تھا بغیر رکے۔۔۔ بولے ہی جا رہا تھا جب آخرکار (یا اللہ شکر ہے تیرا) اس کا فون بجا۔

برا منہ بنا کر جو اس نے فون اٹھایا تھا کالر آئی ڈی دیکھ کر چیختے چیختے رکا۔ ڈرتے ہوئے فون کان سے لگایا۔ المیرا سمجھ گئی تھی دوسری طرف اور کوئی نہیں اس کے، "کہاں ہو نالائق!" کرخت عربی لہجہ۔ اسکے ابا ہو نگے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

احسان نے روہانسی سی آواز نکالی۔المیرا نے مسکراہٹ دبائی۔

"لائبریری آیا ہوں بَبا۔"ساتھ بیٹھی لڑکی نے صدمے سے اسے دیکھا۔یہ بیچ روڈ کے کونسی لائبریری کھل گئی ہے؟

"فوراً گھر پہنچو!"بغیر اس کی سنے فون رکھ دیا گیا تھا۔احسان بیچارا"جی بابا"کرتا رہ گیا۔

المیرا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی جو کے لمبے لمبے سانس لینے میں مصروف تھا۔ایسا بھی کیا ڈرا اپنے باپ سے۔

"معاف کرنا المیرا۔۔مجھے جانا ہوگا۔"وہ اپنی سیٹ پر مکمل آگے ہوئی۔دس منٹ ہوئے تھے ابھی، صرف دس منٹ۔۔۔

المیرا نے کچھ کہنے کے لیئے منہ کھولا مگر اس سے پہلے ہی وہ ایک طرف کر کے گاڑی روک چکا تھا۔

ہم لوگ کل ملیں گے نا میں بابا سے تمہیں ملواؤں گا۔‘‘المیرا کو معلوم تھا یہ "
بس خالی بہانے ہیں، اتنا وہ جرائت مند۔

اپنا خیال رکھنا، شب بخیر۔‘‘آگے ہو کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور المیرا کو باہر نکلنے "
کا اشارہ کیا۔ وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو المیرا؟‘‘معصومیت سے سوال کیا۔’’تمہیں پتہ ہے "
’’میں اپنے بابا کی بات ٹال نہیں سکتا۔

تم ایسے کیوں ہو احسان؟‘‘اس کی آنکھوں میں جھانکتے آہستہ سی آواز میں کہا۔ "

کیا؟‘‘احسان کے تاثرات سوالیہ تھے۔المیرا کی آنکھوں میں موجود سبز اور "
بھورا رنگ آپس میں گھلا ہوا تھا۔

تم مجھے بیچ راستے میں چھوڑ کر جا رہے ہو، جبکہ مجھے لائے بھی تم ہو۔‘‘یوں لگتا "
تھا وہ پتھر کا ہو گیا ہو اور المیرا کی ہی آواز چاروں طرف گونج رہی ہو۔

تو میں کیا کروں؟""ہیزل آنکھوں والی لڑکی مسکرائی۔۔۔بھرپور طریقہ سے "

۔

" مجھے گھر چھوڑ آؤ!""تھوڑی سی گردن ٹھیڑی کی۔""مگر بابا؟ "

اتنی شام میں اکیلے میں کہاں جاؤں گی۔تم جانتے ہو اس وقت مصر ایک اکیلی "

""عورت کے لیئے کتنا غیر محفوظ ہے۔

لیکن المیر ابا۔""روہانسی سی آواز میں کہا۔ "

he can"گاڑی کا کھلا دروازہ بند کیا اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

www.novelsclubb.com wait "

سہمی ہوئی نگاہ المیر اپر ڈالتے اس نے گاڑی ریورس کی۔"کچھ نہیں ہو گا احسان، تم

اتنا ڈرتے کیوں ہو؟""اس کی ہنسی فضا میں آزبر ہوتی جلد ہی فنا بھی ہو گئی۔

ویسے بھی یہ مرد ہوتے ہی بے وقوف ہیں۔اسکی تیاری کا بیڑا غرق ہو چکا تھا اب اگر احسان اپنے بابا سے تھوڑی ڈانٹ کھالے گا تو کونسا ملکی خزانہ میں کمی آجائے گی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام، شام سے رات۔اس کی مشقت بھری زندگی میں ایک اور دن تمام ہوا۔ مصر میں ایک اور دن گزر گیااور اس دن کے اختتام میں اس نے کیا دیکھا۔۔۔۔۔

گل جان تم ہمیشہ اسی حالت میں رہو گی، کچھ نہیں بدلنے والا۔

تھکے تھکے قدموں سے بمشکل ہی وہ لفٹ سے باہر نکلی۔۔بے تحاشہ بدبو اور گھٹن نتھنوں سے ٹکراتے ہوئے اندر جسم تک پھیل گئی۔اس کے لال ہیلز میں قید پاؤں درد کر رہے تھے۔ملکے سنہری بالوں والی پونی جھکی ہوئی تھی اور چہرے پر لگی نیلی فریم کے پیچھے بے تحاشے ہلکی نیلی آنکھیں اداس تھیں۔

پرس کو زمین پر گھسیٹ کر لاتے اس نے چابی گھماتے اپنے ایک کمرے کے فلیٹ کا دروازہ کھولا۔

یہ قاہرہ کا مڈل کلاس علاقہ تھا۔جہاں گل جان کی رہائش تھی وہاں لوگ زیادہ تر اسی طرح کے فلیٹس میں ہی رہتے تھے اور ایسی عمارات کا باہر دیکھو تو ترس آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کے یہ عمارت کڑھی کیسے ہیں۔

دروازہ کھول کر اندر آئی اور سوچ بورڈ پر واحد بتی جلا دی۔پورے کمرے میں لگا ایک بلب روشن ہو گیا۔

باہر سے جھینگر کے چہچہانے کی آواز اور کمرے میں چھایا اکیلا پن افسردہ تھا۔

کمرہ چھوٹا سا تھا اور اس میں موجود ڈبل بیڈ اس کو اور بھی چھوٹا ظاہر کرتا تھا۔ایک طرف چھوٹا سا واشروم تھا اس کے ساتھ موٹی مگر اندر سے چھوٹی الماری تھی۔بیڈ کی دوسری طرف ایک بالکانی تھی جس میں مشکل سے ہی ایک انسان کھڑا رہ سکتا تھا ۔بالکونی کے ساتھ ایک ٹیبل تھا اور اس ٹیبل سے آگے کچن کا تھوڑا بہت ساز و سامان۔

چیزیں ایک دوسرے پر گر رہی تھیں۔کچھ دیر دروازے میں کھڑے رہنے کے بعد گل نے پاؤں کی مدد سے دروازہ بند کیا۔بیگ کو بیڈ پر اچھالا۔ہیلز زور سے اتاریں۔۔۔ایک بیڈ سے ٹکرائی اور ایک باتھروم کے راستے میں گر گئی۔

تھکے تھکے قدموں سے وہ بیڈ کے قریب آئی اور غصہ سے الٹا لیٹ گئی۔منہ چادر کے اندر تھا اور بازو دونوں طرف پھیلائے ہوئے تھے۔

بالکانی سے جھانکو تو رات کے اندھیروں میں سجا قاہرہ نظر آئے گا، یہ شہر رات کو جیتا تھا۔

لیکن گل کو یہ منظر اپنا گرویدہ نہیں بنا پایا۔

روز تو دیکھتی تھی وہ یہی دھول کا اڑتا غبار، عجیب اونچی عمارات اور ٹوٹی سڑک پر کھیلتے بچے۔

www.novelsclubb.com

اس کو یہ سب ضرور اچھا لگتا اگر جو اسکی زندگی اچھی ہوتی اور سارا مسئلہ ہی یہی تھا ۔۔۔۔زندگی ہی تو اچھی نہیں تھی۔

گل نے چہرہ پھیر کر بالکنی کی طرف کر لیا۔کڑکھی بند تھی،کمرہ خاموش تھا بس پھیپڑوں کو اندر تک جلا دینے والا خمار تھا۔اٹھ کر اس نے کھڑکی کھولی تو سرد ہوا کا جھونکا اسکے چہرے سے ٹکرایا،بالوں سے نکلتیں لٹیں ہوا کے دوش پر اڑیں۔

تھکی تھکی سانس خارج کرتے وہ کڑکھی سے ہٹی۔ نظر ٹیبل پر پڑی۔اِس کمرے کا سب سے پیارا اور سب سے اہم کونا۔جسے فیری لائٹس سے سجایا تھا۔اس میں قطار در قطار کتابیں رکھی تھی۔

کی تمام کتابوں کا کلیکشن اور اس a court of thorn and roses

کے اوپر رکھا ہیری پاٹر کے فیگیر ینز۔

گل آسودگی سے مسکرائی۔ہیری پاٹر کی کتابوں کا کلیکشن وہ ترکی ہی چھوڑ کر آئی تھی اور یہ باقی سازو سامان اس نے یہیں مصر سے خریدا تھا۔اسکی یہ فینٹسی کی کتابیں ہی اس کی کل کائنات تھیں۔

کمرے میں ایک اور چیز بھی تھی۔

اسکی بیڈ کی دیوار پوری کی پوری مارول (marvel) کے پوسٹر زسے بڑھی تھی۔

اداس مسکراہٹ کے ساتھ وہ اپنے لال ناخنوں والی انگلیاں اپنے میز پر پھیرنے لگی ۔سامنے ہی اسکا لیپ ٹاپ تھا جس پر درجنوں ہی سٹکرز چسپاں تھے۔

کچھ دیر تک ہماری کہانی کا کردار یونہی کھڑا ان مادنیات کو سراہتا رہا۔ان چیزوں سے اسکی جان وابستہ تھی لیکن۔۔۔اس سے بھی بڑھ کر اس کی جان ایک اور چیز میں سے بھی وابستہ تھی۔

اداس مسکراہٹ بھی فنا ہوئی۔

نیلی آنکھیں خالی ہوئیں۔

ماتھیں کی سلوٹوں میں اضافہ ہوا۔

اس نے سر اٹھایا۔ ٹیبل کے سامنے والی دیوار اندھیرے میں تھی۔ فیری لائٹس بند تھیں۔ لیکن اتنا ضرور محسوس ہوتا تھا کے وہاں کوئی سافٹ بورڈ لگا ہے۔ گل نے لال ناخن کی مدد سے سوچ دبایا۔ تمام بتیاں ایک لکیر میں جلیں اور پھر ہمیں نظر آتا ہے سچ۔ کہانی کا دوسرا رخ۔

جگہ جگہ اس بورڈ پر بس ایک ہی لڑکی کی تصویر تھی۔ اٹھارہ انیس سال کی معصوم سی دکھنے والی لڑکی۔ اس کے بال لمبے گھنگرالے سنہری تھے اور رنگت دودھ جیسی سفید

۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہ گل جان کی بہن تھی،اس سے چھوٹی اور ان چار بہنوں میں تیسری نمبر والی بہن۔۔۔۔

یاسمین جان، جو تین ماہ پہلے گھر سے بھاگ گئی تھی اور اسے ڈھونڈتے ڈھوندتے اس کی بہن یہاں مصر تک آ پہنچی تھی۔

سوچنے میں مشکل ہو گا، کرنے میں ناممکن اور وہ بھی جب کے آپ کے پاس نہ پیسہ ہو، نہ تعلاقات۔بس ایک خط ہو جو یہ بتائے وہ مصر جا رہی ہے اسے ڈھونڈنے مت آنا۔

پتہ نہیں اس کی بہن کہاں ہو گی؟ تین ماہ ہو گئیں ہیں۔

لال کوٹ والی لڑکی غائب ہوئی تو پیچھے میز خالی رہ گیا۔فیری لائٹس میں چمکتی چیزیں پورے کمرے کو پر رونق بنا رہیں تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اگر غور کریں تو تصویر میں سے دیکھتے اس لڑکی کی آنکھیں خالی تھیں۔ گل جیسی ہی شفاف ہلکی نیلی آنکھیں مگر ان میں چمک ندارد تھی۔

★

ابلتے ہوئے پانی کو انسٹنٹ نوڈلز کے ڈبے میں انڈیلا تو اُٹھ کر آتی جھاگ اس کے چشموں پر ٹھہر گئی۔ فوراً سے اتار کر انہیں صاف کیا۔

ٹیسٹ میکر وہ پہلے ہی ڈال چکی تھی۔ اسی لیئے نوڈلز کو چاپ سٹکز کی مدد سے ہلاتے وہ اوپر نیچے کر رہی تھی۔ اسے لگا تھا اسے بھوک نہیں لگی تھی لیکن نوڈلز کو دیکھتے ساتھ پیٹ میں چوہے دوڑنے لگ چکے تھے۔ صبح کی بس ایک کافی پی تھی اسکے بعد تو بھوک لگنی تھی نا۔ وہ پیسے بچانے کے لیئے کھانے سے گریز کرتی تھی۔ دن میں ایک وقت کا کھانا اور اگر کبھی زیادہ بھوک لگی تو دو وقت کا۔

نوڈلز کو میز پر رکھا، لیپ ٹاپ آن کیا اور کرسی گھسیٹتے بیٹھ گئی۔ آنکھوں کے نیچے سد شکر تھا کے حلقے نہیں بنے تھے، ہاں! البتہ رنگت دودھ جیسی ہونے کے بجائے کمزوری کے باعث زرد پڑ چکی تھی۔

گل جان نے ڈھیلی سی نیلی شرٹ کے نیچے لال سویٹ پینٹس پہنی تھیں، لگتا ہے اسے لال اور نیلا رنگ بہت پسند تھا۔ ہلکے سنہری یا بلونڈ بال ڈھیلی پونی میں قید تھے ۔وہ تئیس سالہ لڑکی اب لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی پوری طرح تیار تھی۔ آج پھر کونسی کرئم تھرلر دیکھی جائے۔

سامنے لگی اس کی بہن کی مسکراتی تصویر اندھیرے میں تھی۔

ال لیگل طریقے سے نٹ فلیکس آن کیا (بھائی غریب تھی وہ!) اور شو کی تلاش میں نکل پڑی۔ پندرہ منٹ گزر گئے اسے پھر جا کر ایک اٹیلین مووی ملی۔ نام کافی عجیب تھا اور اپنی بورنگ زندگی کے تین گھنٹے وہ اسے اندھوں کی طرح دیکھ کر نہیں گزار

سکتی تھی۔اسی لیئے ساتھ گوگل کھولا اور مووی کے بارے میں سرفنگ کرنے بیٹھ گئی۔

نوڈلز پڑے پڑے ٹھنڈے ہوتے گئے۔اس کی بہن کی مسکراتی تصویر ساکت تھی اور وہ لڑکی جو اس مووی کے ریویز پڑھ رہی تھی اب اس مووی کے لیڈ ایکٹر کو سٹالک کرنے میں مشغول تھی۔جہاں سے اسے پتہ چلا اسکا دو مرتبہ ڈرائیوس ہوا ہے اور اب وہ لوگوں کی مختلف رائے پڑھ رہی تھی۔

تھر لر دیکھنے بیٹھی تھی سیلیبریٹی ڈرامہ دیکھے جا رہی تھی۔

اس ایکٹر کی ایکس وائف کو سٹالک کرنے کے لیئے اس نے اسکا نام کی ورڈز میں ڈالا جب کمرے میں فون بجنے کی آواز گونجی۔

ہلکی سی گردن پھیر کر بیڈ پر رکھے اپنی فون سکرین کو دیکھا۔لمحے کے ہزارویں حصہ میں پورے بدن میں بجلی سی دوڑی ایسے جیسے کوئی ماں اپنی بیٹی کو گھر سے جانے سے پہلے کام دے کر جاتی ہے اور اب وہ ماں واپس آچکی ہے اور بیٹی کی کام چوری پکڑی

www.novelsclubb.com

جانے والی ہے۔وہ اٹھی اور بیڈ پر پڑے اپنے فون اٹھایا چھوٹا سا لال رنگ کا آئی فون

۔

بڑی بہن،نرگس جان" کالنگ۔۔۔۔ "

اس کی مسکراہٹ بے اختیار تھی۔

"آبلا،مرحبا کیسی۔ "

میں نے تم سے ہفتہ پہلے کیا کہا تھا۔" سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ "

مسکراہٹ اس کے سوکھے ہونٹوں سے جدا ہو گئی۔

جی آبلاَ۔"اب وہ بولی تو لہجہ مایوس تھا اور آنکھوں میں شرمندگی تھی۔ "

روزی کا ہفتے سے چیک آپ رکا ہے،طبیعت بگڑ گئی ہے اسکی۔" روزالین جان "

،گل جان کی سب سے چھوٹی تیرا سالہ بہن جو دماغی طور پر معذور تھی۔

گل کی زبان تالو سے لگ گئی۔ اگر جو اس نے بتا دیا کے اس کے پاس اب نوکری بھی نہیں رہی پھر تو اس کی بہن سیدھا پہلی فلائٹ کٹا کر اس کی بوٹیاں کرنے مصر پہنچے گی۔

"اس یاسمین (گالی) کے پیچھے تم مصر کی ریت چھاننے پہنچ گئی ہو اور جو ہم یہاں بھوکے مر رہے ہیں اس کا کیا۔" بالکانی پر کھڑی وہ اپنی بہن کی چیخ و پکار گردن جھکائے سن رہی تھی۔ فون کے دوسری طرف گل جان کی سب سے بڑی بہن نرگھس جان تھی۔ وہ گل سے تیرا سال بڑی اور ان کے ماں باپ کے مرنے کے بعد انکا سہارا تھی۔

"میری بات سن لو گل اگر جو تمہیں مزید ایک ہفتے میں اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا نہ تو شرافت سے واپس پہنچوں یہاں۔ میں اکیلی کما اور سنبھال نہیں سکتی تم لوگوں کو۔ تین مہینے کافی ہوتے ہیں گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں کو ڈھونڈنے کے لیئے

www.novelsclubb.com

۔" بالکنی میں کھڑی لڑکی نے ریلینگ پر اپنی گرفت مضبوط کر دی۔اس کی بہن میں احساس مر چکا تھا، نہیں !.......زمانے نے انکے اندر سے احساس مار دیا تھا۔

مزید کچھ بولے بنا کال کٹ چکی تھی، آئیں، اپنی سنائی اور چل دیں۔غالباً وزی نے کچھ گرایا تھا اسی لیئے آخر میں کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز آئی تھی یا پھر وہ اس کے کندھے تھے جو بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک چکے تھے۔مگر کھوکھلے وعدوں کا بوجھ اٹھاتی ہڈیوں کی چٹخنے کی آواز کہاں آتی ہے۔

تم کہاں ہو یاسمین ؟!" مصر کی روشن سڑکوں، عمارتوں اور آسمان کو دیکھتی وہ " ایک بہن تھی جو اپنی دوسری بہن کو ڈھونڈتے تھک چکی تھی۔تین ماہ ہی ہوئے تھے بس! لیکن ان تین ماہ میں اس نے جو جو دیکھا یوں لگتا تھا تین سال کی مسافت تہہ کر لی ہو۔

وہ جینا چاہتی تھی۔۔۔لیکن زندگی جینے کی بھی ایک قیمت ہوتی ہے جو خالی جیبوں سے ادا نہیں ہوتی۔

تھکن زدہ سانس خارج کرتے وہ بالکونی سے ہٹی اور کھڑکی بند کر دی۔ میز پر رکھے اس کی نوڈلز اب ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

★

چاند سورج کے راستے سے ہٹ چکا تھا۔ سیاہی روشنی میں تبدیل ہوئی اور سورج کی کرنیں پورے مصر میں پھیل گئیں۔

گل جان کے کمرے کی بالکونی سے بھی کرنوں نے اندر جھانکا۔ سنہری بالوں کی پونی اور ایک ہاتھ چادر سے باہر تھا۔ وہ ابھی بھی منہ پر چادر ڈالے سو رہی تھی۔ روشنی آہستہ آہستہ اس کے پورے بیڈ پر پھیلی۔ کمرے میں لگے مارول کے پوسٹرز اب صاف نظر آئے۔

ان سے دور رکھی میز آدھی روشنی میں تھی، ہیروئن کا چہرہ آدھا روشن تھا۔

گل کو چہرے پر جب گرمائش محسوس ہوئی تو آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ کوئی کاروائی نہیں کی، نہ کروٹ لی۔ نہ چادر سے آدھا چہرہ ڈھکا۔ نہ شور مچایا کے اسے

www.novelsclubb.com

سونے دیا جائے۔وہ سب پیچھے رہ چکا تھا۔وہ سب وہ والی گل جان کہتی تھی جس کی زندگی میں کوئی مصروفیت کوئی غم نہیں تھا۔

جس دن وہ ترکی کی سرزمین چھوڑ کر یہاں آئی تھی بہت کچھ بدل گیا تھا۔شاید ،کبھی نہ سہی ہونے کے لیئے۔

روشنی اس کی آسمانی نیلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے آئی تو وہ نقاری رنگ کی لگنے لگیں۔

گل لیٹی رہی۔اسکی عینک ساتھ سائڈ ٹیبل پر رکھی تھی۔چھت پر لٹکا پھنکا آہستہ سے جھولتا اونچی غرغراہٹ کر رہا تھا۔قصور اس پھنکے کا نہیں تھا اس بلڈنگ میں ہر پھنکے کا یہی حال تھا۔

! ایک اور دن،دوبارہ

جو ایک واحد چیز اندھیرے میں تھی وہ میز کے سامنے والی دیوار پر لگی یاسمین کی تصاویر اور ان کے ساتھ لگا اس کا آخری خط۔

اس لڑکی کی آنکھیں اس وقت بھی خالی تھیں، نجانے کب سے خالی تھیں۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

www.novelsclubb.com

بادالونہ، سپین

ایک طرف سمندر اور دوسری طرف وہ اینٹوں والی سڑک۔ بادالونہ اپنے مصروف ترین گھنٹوں میں سے ایک کو کاٹ رہا تھا۔ دھول اڑاتی گاڑیاں، ٹریفک میں بکتے جھکتے لوگ اور درمیان میں سے پیدل چلنے والے راہگیر۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہر دن کی طرح آج بھی ویسا ہی تھا۔ مصروف گرد میں لپٹا ہوا۔ بس ایک اس کے لیئے آج کا دن ویسا نہیں تھا۔

فرحان کی فارماسی کے پچھلے دروازے میں بیٹھا دبیر کسی گہری سوچ میں تھا۔ بغیر بالوں والے سر پر نیلی بیس بال کیپ الٹی کر کے کانوں کے پیچھے سے لے جا کر پہنی تھی۔ ایک پاؤں مسلسل پتھریلی روش پر کسی ردھم کی طرح ٹکرا رہا تھا۔ پہلے اوپر، پھر نیچے۔

"دبیر! دبیر!" اندر سے فرحان کی آواز آئی مگر اس کے انہماک میں رتی برابر بھی فرق نہ آیا۔ آنکھیں مسلسل انہیں ہندسوں کو پڑھنے میں مشغول تھیں۔ وہ ہندسے جو اس پیلے اور سفید اشتہار کے ایک کونے میں لکھے تھے۔

"ماہِ ملکہ کروز شپ۔۔۔۔ جہاں قسمت کو آزمایا اور زندگی کو آسان بنایا جاتا ہے!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے اس وقت جاب سے کئی زیادہ ضرورت پیسوں کی تھی۔ان پیسوں کی جو اس کا قرضہ اتارنے میں مدد کریں۔

دبیر! دبیر! تمہیں آواز نہیں آتی۔"فرحان اب اس کے سر پر کھڑا تھا۔" پیسوں کے ساتھ ساتھ اسے کچھ وقت کے لیئے منظرِ عام سے ہٹنا بھی تھا۔

کیا اسے یہاں کال کرنی چاہیئے؟"اپنے ہی خیالوں میں گم، خود سے ہم کلام" تھا۔

فرحان بہت دیر اس کے سر پر کھڑا رہا مگر جب اسے اندازہ ہو گیا آج وہ پھتر کا انسان ٹس سے مس نہیں ہوگا اس پر لعنت بھیجتا وہاں سے چلا گیا۔

ہاں وہ کال کرے گا؟ بالآخر فیصلہ لے لیا گیا۔

فوراً سے اٹھا اور پیچھے ہیٹر پر رکھا لینڈ لائن اٹھایا۔ نمبر ملایا۔ بیل جا رہی تھی۔ دل میں اندر کہیں ایک خوف بھی تھا، چھٹی حس اشارہ جو کر رہی تھی کے کچھ غلط ہے۔

پانچویں مرتبہ بیل گئی،اس کا دل ڈوبنے لگا مگر پھر،

"ماہِ ملکہ کروز شپ کی ہائرنگ سروسز میں کال کرنے کا شکریہ،ہاؤ مے آئی ہیلپ یوں"

امید کی ایک لہر تھی جو اسکے پورے چہرے پر چھا گئی۔آنکھ پر ابھی بھی پٹی لگی تھی۔

ہونٹ ابھی بھی ایک طرف سے پھٹا تھا۔وہ اسی پھٹے ہونٹ سے مسکرانے لگا۔

مسکرانے پر اس کے چھوٹے دانتوں سمیت مسوڑے بھی ہلکے سے نظر آتے تھے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

باب محافظ

ڈاؤن ٹاون قاہرہ میں آتے ہیں۔یہ شہر دو حصوں میں تقسیم شدہ تھا۔ڈاؤن ٹاؤن وہ علاقہ تھاجہاں رہائش کم اور شاپنگ، کھانااور تفریحی سہولیات زیادہ تھیں۔یہ ایک طرح سے مصر کا تجارتی علاقہ تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اگر تم قصرِ ال نائل پر کھڑے ہو تو تمہیں شہر دو حصوں میں بٹا نظر آئے گا اور دونوں ہی سکے کے دو الگ رخ لگیں گے۔ درمیان میں نائل کا بل کھاتا دریا اور دونوں طرف لوگوں سے بھرا ہوا مصر کا دارالحکومت قاہرہ۔

ایسی ہی ایک مصروف سی شہراہ پر آتے ہیں۔ یوں لگتا تھا آپ یورپ کے کسی سڑک پر ہیں۔ اونچی لمبی بھوری اینٹوں کی عمارات اور بھوری سڑکوں کے کناروں پر لگے سیاہ سٹریٹ لیمپ۔

ڈاؤن ٹاؤن قاہرہ کا روزمرہ کی زبان میں ''اسماعلیا'' بھی کہا جاتا ہے۔

گل نے آج گہرے فیروزی رنگ کا بلیزر پہنا تھا۔ سامنے کے تین بٹن بند تھے اور اندر سے وہی کل والی سفید شرٹ جھانک رہی تھی۔

پانچ انچ کی اونچی سیاہ ہیل میں بمشکل چلتے اس نے ایک پھولوں کی دکان پار کی۔ تھوڑا سا آگے آئی تو اس کی منزل تھی۔ ایک قدرے گمنام سا سڑک کا وہ کونا جو باقی عمارتوں کے مقابلے میں کچھ نہیں تھا۔

گل نے بازو پر لٹکائے پرس کو سنبھالا اور اپنی پونی کو لہراتے کیفے کا دروازہ پار کیا۔ ایک منزلہ سفید اور ہلکے سبز رنگ کی عمارت جس کے اوپر بڑا بڑا "یاسمین" لکھا تھا۔

وہ اندر آئی تو کیفے خالی تھا سوائے ایک میز کے جہاں دو دوستیں کانوں میں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔ ایک ہیزل آنکھوں والی دوسری حجابی۔

اپنے نام کی طرح کیفے اندر سے ایک یاسمین کا پھول ہی لگتا تھا۔ دیواریں، فرنیچر حتہ کے برتن بھی یاسمین کے پھول کی یاد دلاتے تھے۔

"گل!" میز کو صاف کرتی یہ چہچہاتی آواز اس کیفے کی مالک کی تھی۔

"اتنے دنوں بعد آئی ہو۔" آگے بڑھتے وہ گل سے بغل گیر ہوئیں۔ چالیس برس کی دکھنے والی وہ فربہ مائل عورت نے چہرے کو حجاب میں ڈھکا تھا۔ عام مصری حجاب جس میں آپ کا چہرہ صرف نظر آئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جبکہ وہ مصری بھی نہیں تھیں۔بس پوری عمر اُس ملک میں رہ کر اس کے رنگ میں رنگ گئیں تھیں۔

"بس مصروفیات زیادہ ہو گئی تھی، بشریٰ!" کیفے کے اندر ہلکی سی دھن بھی چل رہی تھی، کسی ترک گانے کی۔

"آپ سنائیں آپ کیسی ہیں، کیفے کیسا جا رہا ہے۔" اپنے پرس کو اس نے کاؤنٹر پر رکھا اور خود کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"کیفے کا حال تمہارے سامنے ہیں۔" بشری کی ٹھنڈی آہ بڑھنے پر گل نے جھکی نگاہوں کے ساتھ آس پاس دیکھا۔یہاں سب کا یہی حال تھا۔

وہ عورت کاؤنٹر کے دوسرے جانب کھڑی کپڑے سے شیلف صاف کرنے لگی۔ہر کیفے کی طرح یہاں بھی وہی مہک تھی۔۔۔کافی بینز اور چائے۔

"یاسمین کا کچھ پتہ چلا؟" بشریٰ نے عام لہجے میں پوچھا۔ گل کا چہرہ البتہ ویسا ہی رہا مایوس کن، پریشان۔ اس کا چہرہ ہر حال میں ایسے ہی لگتا تھا جیسے وہ پورا سال سوگ میں مناتی ہو، کس چیز کا سوگ؟ سوگ نہ ماننے کا سوگ شاید۔

"کیسے پتہ چلے گا بشریٰ؟" ناگواری سے کہا۔ "پتہ تو تب چلے نا جب جیب میں کچھ ہو۔ اتنے بڑے شہر میں اسے اکیلے تو ڈھونڈ نہیں سکتی۔ ڈیٹیکٹو کو دینے کے لیئے پیسے میرے پاس نہیں اور تو اور۔۔۔۔۔۔۔۔"

بشریٰ سمجھ چکی تھی گل 'ٹراماڈمپنگ' کے موڈ میں ہے اور یقیناً، وہ خالی پیٹ آئی ہے۔ ٹھنڈی سانس خارج کرتے اس نے گل کو درمیان میں ٹوکا۔ "ناشتہ کیے بغیر آئی ہو؟"

گل کی بولتی زبان کو بریک لگا۔ ناچاہتے ہوئے بھی ندامت سے گردن ہاں میں ہلا دی۔

www.novelsclubb.com

شکائتی نگاہ اس پر ڈالتے بشری نے کچن کا رخ گیا۔ ”ہزار مرتبہ بولا ہے خالی پیٹ گھر سے مت نکلا کرو۔“

گل جان اب وہاں اکیلی بیٹھی تھی۔ سوائے ان دو لڑکیوں کے جو اس سے تھوڑی دور اپنی کھی کھی میں مصروف تھی۔

”ایک منٹ! آج تم اس کے والد سے ملو گی؟“ گل عموماً اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔ لیکن اب کانوں میں آواز پڑ ہی رہی تھی تو وہ کیا کرتی۔ سو اس نے تھوڑا غور کر کے سننا شروع کیا۔

”وہ تو نہیں ملوائے گا اس قدر ڈرپوک ہے وہ۔“ آنکھوں کے کنارے سے وہ دیکھ سکتی تھی یہ جملہ اسکے پیچھے بیٹھی لڑکی نے کہا ہے۔

”مگر!“ وہی لڑکی دوبارہ بولی اور اپنے چاکلٹ سموسہ کا نوالہ لیا۔ ”میرے پاس اپنے بھی کچھ طریقہ ہیں۔“ کونسا غم؟ کہاں کا غم؟ گل کی ساری توجہ کا مرکز اب وہ دو لڑکیاں تھیں۔ یہ اتنا اونچا کیوں بولتی ہے ایک؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی دوست تھوڑی دیر خاموش رہی۔اس نے ٹی پنک حجاب پہنا تھا۔"المیرا ۔۔۔"اوہ!تواس سموسہ والی کانام المیرا ہے۔"تم اب کیا سوچ رہی ہو؟"اس کی دوست کی آواز میں خوشی اور جوش سے زیادہ شک اور تفتیش تھی۔

المیرا نامی لڑکی نے اسے کوئی جواب نہ دیا بس ایک گہری خاموش نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی۔اپنا سموسہ اٹھایا اور اسے کھانے لگی۔

گل کی آنکھیں ستائش سے پوری کھلیں اور دیکھتے دیکھتے چمکنے لگیں۔

وائے وائے(واہ!واہ!)۔"یہ لڑکی اسے پراسرار سی لگی تھی۔ "

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد

کیفے میں چلتی مدھم دھن اور دور بیٹھی ان دو لڑکیوں کی کھی کھی کھی سب ویسا ہی تھا سوائے اُوریو ملک شیک کی ہلتیں برفوں کی آواز،وہ پچھلے سین سے ایک اضافی شہ تھی۔

"مجھے یاسمین کا کچھ پتہ نہیں چل رہا بشریٰ۔" سامنے کھڑی عورت نے ملک شیک کا بڑا سا رامگ اور دو چاکلٹ فلڈ کراسانٹ گل کے سامنے رکھے۔ گل کچھ مانگتی نہیں تھی بشریٰ اسے خود ہی پیش کر دیتی تھی۔

وہ جانتی تھی یہ بچی پرائے ملک میں پریشان گھوم رہی ہے اور ویسے بھی اپنی ملک اور زبان کے لوگ جب دیارِ غیر میں مل جائیں تو مانوسیت تو ہوتی ہی ہے۔

"میری بہن کو الٹا لگتا ہے میں یہاں عیاشی کر رہی ہوں، یاسمین کے ساتھ ساتھ میں بھی بھاگ گئی ہوں۔" ہاتھوں میں گراسرا اٹھایا اور سٹرا کی مدد سے ملک شیک کا بڑا سا گھونٹ بڑھا۔

بشریٰ غور سے اس کی بات سننے لگی۔ ہاتھ میں قہوہ تھا اور ایک طرف بقلاوہ رکھا ہوا تھا۔ ان لڑکیوں میں سے ایک نے دوسری کی بات پر قہقہ لگایا۔ بشری نے ایک ناگوار نگاہ ان پر ڈالی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اور تو اور اب تو میری نوکری بھی چلی گئی ہے۔" اگر یہ ملک شیک کا سہارا نہ ہوتا تو ابھی تک اس نے رونا شروع کر دینا تھا۔ اتنی دکھ بھری زندگی کس کی ہوتی ہے بھئی !

"نوکری سے کیوں نکالا ؟" بقالوا اٹھا کر تھوڑا سا کھایا۔ اس کی بات نے گل کے زخم ہرے کر دیئے۔ ایک بھوری رنگت والا کھڑوس چہرا آنکھوں کے سامنے آیا۔ کل سے اسے فاطر سے سو مرتبہ نفرت ہوئی تھی اور ہر بار وہ نفرت پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جاتی۔

"Allah bu kötü babaya sorsun"

(اس خبیث فاطر کو اللہ پوچھے) غصے سے بولتے اس نے بند مٹھی میز پر ماری۔ بشریٰ ساکت پتلیوں کے ساتھ اپنی چائے آدھ لبوں سے لگائے بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے مجھے نوکری سے نکال دیا، اللہ سوال کرے گا اس سے! اللہ سزا دے گا ”

اسے!“ آنسو روکنے کے باعث اس کی ناک آنکھیں چہرہ سب کچھ لال ہو گیا تھا۔

بشریٰ کو اس کی حالت پر ترس آیا۔ کوئی آنسو روکتے ہوئے اتنا برا بھی لگ سکتا ہے؟

ٹشو سے اپنا چہرہ صاف کرتے اس نے دوبارہ اپنے ملک شیک کے مگ کے ساتھ منہ

لگا لیا۔ کراسانٹ ان چھوے تھے۔

کیوں نکالا نوکری سے؟“ ایک کہنی کی مدد سے تھوڑا آگے ہوئیں۔ ”

دماغی مسئلہ ہے اس کا اور کچھ نہیں۔“ ہاتھ کی پشت سے ہونٹ صاف کیئے۔ ”

نیلی آنکھیں نم تھیں۔ فریم ساری گیلی ہو گئی تھی۔ کچھ نظر ہی نہیں آرہا تھا۔ بس

اس کی کسر تھی!

باخدا اس کو کبھی سکون نہیں ملے گا، مجھ جیسے غریب اور مفلس کا حق مارا ہے۔ ”

اس کو بھی اس کا باپ نہیں ملے گا۔“ رونے اور دہائی دینے کے درمیان اسے یاد آیا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ بھوکی ہے۔جذبات میں بہتے ہوئے اس نے کراسانٹ اٹھایااور اس میں دانت گاڑ دیئے۔

بشری نے ایک گہری سانس لی۔وہ اور گل ترک زبان میں ہی بات کر رہے تھے۔ عربی گل کو نہیں آتی تھی انگیریزی بشری کو۔

تواب ؟"کراسانٹ کھاتی گل کے منہ کے ارد گرد چاکلٹ لگی تھی۔"اب تم کیا کروگی؟"چائے کا لمبا سا گھونٹ بھرا۔

گل نے ایک مایوس کن نگاہ بشری پر ڈالی اور پھر دوسرا کراسانٹ اٹھالیا۔بشریٰ کا بقالواہ ویسے ہی رکھا تھا۔

"کیا کرونگی؟۔۔۔نوکری کرنی ہے۔پیسے چاہیئے مجھے،ڈھیر سارے پیسے۔ یاسمین کو نکال کرلے کر جانا ہے۔"نکھوں میں جوش لیئے بولی۔

www.novelsclubb.com

گل !"خالی چائے کا کپ میز پر رکھا۔سارے کیفے میں شیشے کی لکڑی سے "
ٹکرانے کی آواز آئی۔"میری مانو !ترکی واپس چلی جاؤ۔یہاں رہ کر تم صرف خود کو تکلیف دے رہی ہو۔تم نے بتایا تھا نا مجھے کے تمہاری بڑی بہن وہ تمہارے یہاں آنے کے حق میں نہیں تم اپنی مرضی سے اپنی بہن کو ڈھونڈ رہی ہو۔تو پھر فائدہ ؟ "!چلی جاؤ

گل نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش رہی۔لال نیل پالش سے سجے ناخنوں کے زریعے وہ خالی مگ پر لگے ٹھنڈے قطروں سے کھیلنے لگی۔وہ نہیں جاسکتی تھی ؟اس کی عزت کا سوال تھا۔ایک بہن تک وہ نہیں ڈھونڈ سکی اس قدر ناکارہ ہے کیا؟

www.novelsclubb.com

بشریٰ نے اپنے سامنے بیٹھی تیئیس سالہ لڑکی کو بیچارگی سے دیکھا۔وہ سوچ نہیں رہی تھی۔اس کا فیصلہ اٹل تھا۔۔۔وہ کامیاب ہوئے بغیر میدان چھوڑ کر نہیں جائے گی۔

پس منظر میں وہی دھن، ان لڑکیوں کی عربی میں باتیں اور کیفے کے کچن میں چلتے پھٹکے کی آوازیں تھیں۔

★

باہر چلتی ٹریفک، لوگوں کا ہجوم میں شور مچانا، گاڑیوں کا دھواں اڑانا آسان الفاظ میں سماعتی الودگی۔

کیفے کا دروازہ دھکیلتے اس نے اپنی سیاہ ہیلز باہر رکھیں۔ آنکھوں پر لگا یا نیلی فریم کا چشمہ درست کیا۔ ناک ابھی بھی روئی روئی لگتی تھی، جبکہ وہ تو روئی بھی نا تھی۔

سینے پر بازو باندھتے گل نے غصے سے ایک سانس خارج کی۔ آنکھیں میچے وہ وہیں فٹ پاتھ پر کھڑی ہو گئی۔

گل نا چاہتے ہوئے بھی غصہ زیادہ دیر برقرار نہ رکھ سکی۔ اکڑے ہوئے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ آنکھیں کھولیں اور نخوت سے منہ پھیر لیا۔

اب کہاں جائے، سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ کوئی بادل نہیں تھا۔

"آپ نے مجھ سے اب اپنی چھاؤں بھی چھین لی۔" خدا سے شکوہ اور ایسے شکوے وہ روز ہی کیا کرتی تھی۔ کسی اور کے پاس اپنی خواہشات دیکھ کر وہ خدا سے شکوہ کرتی تھی دعا نہیں۔ دعا یقین کو پختہ کرتی ہے، شکوہ ایمان کو گھٹا دیتا ہے۔

"ہمیشہ میں ہی کیوں اللہ تعالیٰ؟" راستے میں پڑے خالی کوک کے کین کو ہیل کی نوک سے ٹھوکر ماری۔ وہ اڑتا ہو سامنے پارکنگ لاٹ میں کھڑی ایک گاڑی سے ٹکرایا۔

پتہ نہیں کیوں لیکن گل کو سکون نہیں ملا تھا۔ عجیب گاڑی سے کیوں ٹکرایا، سر پر لگتا کسی کے۔

وہ آگے آئی اور اس کین کو ہاتھ میں لیا۔ نشانہ سامنے تھا، راستہ صاف تھا۔

کیفے کے ساتھ سینما ہاؤس تھا۔ گل ابھی اسی کے پارکنگ لاٹ میں کھڑی تھی خالی گندا کین اٹھائے کسی بیچارے کو مارنے کے لیئے۔

www.novelsclubb.com

اسی وقت ہلکی سی ہوا چلی۔اس کی نظر گاڑی نے اپنی طرف مبذول کروائی۔گاڑی کے ونڈ شیلڈ کے درمیان ایک کاغذ پھنسا تھا۔

پیلے اور سفید رنگ کا۔گل نے یہ خیال ترک کرتے کے وہ گاڑی کسی اور کی ہے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے کاغذ اٹھالیا۔

کوئی کوپن تھا۔

"ماہِ ملکہ کروز شپ"

ایک ہاتھ میں کین دوسرے ہاتھ میں کوپن۔

اس کی آنکھیں تیزی سے ایک لفظ سے دوسرے کی طرف سفر کررہی تھیں۔

سات دن کے لیئے ہنی مون پروگرام صرف فارئیزز کے لیئے۔لکثری ٹرپ۔

کوپن کے بالکل اوپر ایک سطر بھی درج تھی۔

Where luck is tested and life is made easier

(جہاں قسمت کو آزمایا جاتا ہے اور زندگی کو آسان بنایا جاتا ہے۔)

گل کا ماتھا ٹھنکا۔ تیزی سے پرس کھول کر اندر سے فون نکالا اور اسے ان لاک کیا۔

اسکی بہن کا خط اس میں اس نے نائل کے دریا کا ذکر کیا تھا۔ گل نے اس کی تصویر لے رکھی تھی۔ کین اب زمین پر تھا ایک ہاتھ میں فون دوسرے میں کوپن۔

"مجھے نائل دیکھنے کا شوق ہے۔ پانی کا سنگم دیکھنا ہے مجھے۔ تم تو کیا آبلا بھی میری یہ خواہش پوری نہیں کر سکتیں۔"

کیا اسے کوئی سرا مل گیا تھا، کیا اس کی بہن اس کروز میں گئی تھی؟

پر سوچ نگاہوں اور تیزی سے چلتے دماغ کے ساتھ اس نے فون میں موجود کانٹیکٹ لسٹ کھولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ڈی" کے ہندسے کو دبایا۔ سب سے اوپر ڈیٹیکٹو کا نمبر تھا۔ اس نے کوپن کی تصویر کھینچتے اس کو بھیجی اور ساتھ ایک میسج ٹائپ کیا۔ وائس نوٹس سے اسے سخت چڑ تھی۔

"مجھے لگتا ہے یاسمین اس میں ضرور گئی ہو گی۔ تین ماہ پہلے کی گیسٹ لسٹ میں اس کا نام تو ہو گا نا۔"

وہ پرجوش تھی، پرامید تھی۔ روز ہی ہو جایا کرتی تھی اور جتنی جلدی ہوتی تھی اس سے کئی گنا تیزی سے اداسی اور مایوسی کے بادل اسے گھیر لیتے تھے۔

سینے سے فون لگائے اس نے دعا کے لیئے سر اٹھایا۔ آسمان پر اب بھی کوئی بادل نہیں تھا۔ بہت دیر یونہیں خالی نگاہوں کے ساتھ وہ نیلے آسمان کو دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے فون والا ہاتھ پہلو میں گرالیا۔ سارا جوش جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔ چاہتے ہوئے بھی وہ زبان سے کچھ ادا نہ کر سکی۔ گل جان کی زبان اور دل کو شکوے کرنے کی عادت جو ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

★★★★

باب خادم

قاہرہ، مصر

دو منزلہ گھر کی بالکانی بلکل خاموش تھی۔صاف نیلگے آسمان پر بگلوں کا ایک غول اپنی مخصوص آواز نکالتا اڑ کر اس خاموش بالکانی کے فرش کو چھوتے ہوئے گزرا۔

اوپر والی منزل میں بھی سوئی گرنے تک کی خاموشی تھی۔نیچے والی منزل کا بھی حال کچھ الگ نہ تھا۔بس اس گھر میں واقع کونے میں ایک کمرے تھا۔دروازہ ادھ کھلا اور اندر سے عربی میں بولنے کی آوازیں آرہی تھی۔جیسے ٹی وی چل رہا ہو اور دیکھنے والا شخص ہر گزرتے لمحے آواز کو ایک ایک ہندسا بڑھا رہا ہو۔

”آپ کو کیا لگتا ہے فاطر اسلام نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیوں کیا؟“سفید جلابیہ اور آنکھوں کو سنہرے چشموں سے ڈھکے عزیر بن خلد سے سوال ہو رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فاطر اسلام کا باپ، ابو لا لسلام ظہور جانتے تو ہونگے ہی اسے۔ماضی میں کئی بار " اس نے ہم پر اور ہماری پارٹی پر کیچڑ اچھالا ہے۔ ہم نے کبھی اس پر کوئی جوابی وار نہیں کیا (فاطر طنز سے مسکرایا) میڈیا تو ویسے بھی تہمت اور بہتان لگاتا ہی رہتا ہے ۔"رپورٹرز کے جھرمٹ میں کھڑا وہ سیاستدان خود کا گریبان پاک رکھ رہا تھا لیکن یہ گریبان کتنا میلا اور خون آلود ہے یہ کوئی اس سے پوچھتا جس کے ہاتھ میں اس وقت ٹی وی کا ریموٹ تھا۔ بھورے ہاتھوں کی مضبوط گرفت نے جلد کی رگیں نمایاں کر دیں تھیں۔

ہر گزرتے لمحہ ٹی وی دیکھتے فاطر کی آنکھوں میں سرخی گہری ہوتی گئی، دانت سختی سے آپس میں پیوست تھے اور والیوم کے بٹن پر رکھی انگلی سفید پڑ چکی تھی۔

" سب آپ کے سامنے ہوا ہے۔" عزیر نے بات جاری رکھی۔ "اس نے وہ میز مارا۔۔ نشانہ اس کا میں تھا وہ تو اللہ کا فضل ہے جو میں مرتے مرتے بچا ورنہ یہ تو سیدھا قاتلانہ حملہ تھا۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسی وقت ایک رپورٹر آگے بڑھی اور سوال کیا۔"لیکن سر آپ کو کچھ ہوا تو نہیں، آپ تو بچ نکلے۔"

"تو کیا آپ ایسے شخص کو آزاد گھومنے دیں گے جو یوں لوگوں پر حملہ کرتا ہے۔آج میں بچا ہوں کل کا کیا بھروسہ۔فاطر اسلام ایک خطرناک شخص ہے۔ایسے لوگوں کو صحافت جیسی فیلڈ میں قطعاً ہونا ہی نہیں چاہیئے۔"

رپورٹر نے اسکی بات کاٹنی چاہی تو اس نے آواز اونچی کر لی۔یوں جیسے اس شور میں وہ اپنے اندر تباہی مچاتے طوفان کو خاموش کروانا چاہ رہا ہو۔

"کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا یہ سازش ہے۔سارے مصر کے سامنے سب ہوا ہے۔فاطر اسلام نے لائیو شو میں مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا ہے، مجھے قتل کی دھمکی دی ہے اب اسے عزت مآب عدالت کے سامنے پیش ہونا ہو گا۔"

اِس سے مزید وہ اُس انسان کا مکروہ چہرہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔فوراً سے ٹی وی بند کیا سکرین بجھ گئی، آواز ختم ہو گئی۔خاموشی چھا گئی۔

یہ فاطر اسلام کی سٹڈی ہے یا یہ کہا جائے تو اس کے باپ کی سٹڈی تھی جو چھ سال پہلے سے اس کے زیرِاستعمال میں آئی تھی۔اس کا باپ چھ سال پہلے اچانک سے لاپتہ ہوا تھا۔اس کی گمشدگی آج تک ایک سوالیہ نشان ہے کہ وہ کہاں گیا اور کس نے غائب کروایا؟

سٹڈی ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواریں مصنوعی اینٹوں کے وال پیپر سے سجی تھیں۔ایک طرف صوفہ تھا دوسری طرف الماری کتابوں،ٹرافی،سیر ٹیفیکیٹ، ایزازات،تصاویرات سے بھرپور الماری۔

اپنی رویوالونگ کرسی پر وہ پیچھے ہوا۔ریموٹ ہاتھ میں تھا،چہرہ ہاتھوں میں ڈھانپ لیا۔سب کچھ اس کے ہاتھ سے نکل رہا تھا۔اس کے والد کا چھ سالوں سے کوئی آتہ پتہ نہیں تھا۔اس کی ورک لائف بے کار چل رہی تھی اور تو اور اب اس پر ایک کیس بھی کر دیا گیا تھا۔واؤ !

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک ہاتھ سے بالوں کو سہلاتے اندر دبایا اشتعال یک لخت ریموٹ کو دیوار پر مار کر اتارا۔ ریموٹ کا پچھلا حصہ کھلا اور سیل فرش پر رینگنے لگے۔

اس کے پیچھے کی دیوار بس ایک وسیع کھڑکی پر مشتمل تھی جس سے گھر کا پچھلا لان نظر آتا تھا۔ درختوں کی اوٹ میں چھپا ایک جھولا۔ فاطر کا سر ہاتھوں میں گرا تھا۔ ایک ٹانگ بے چینی سے مسلسل ہل رہی تھی۔ میلی سرمئی سویٹ شرٹ کے ساتھ میرون سویٹ پینٹس۔ وہ انسان بس بالوں پر دھیان دیتا تھا باقی نہ اسے اپنے پہنے کا ہوش تھا اور نہ چہرے کا۔ وراثت میں بس خوبصورتی مل گئی تھی احسان فراموش کو!

www.novelsclubb.com

ماتھے پر ہاتھوں کا جھجھا بنائے وہ اگلا لائحہ عمل سوچ رہا تھا۔ ایک آنکھ کا کونہ اٹھا کر کھڑکی کے پار جھانکا۔

خاموش جھولا، دھوپ سے سایہ دیتے دو درخت۔ ہلتی ٹانگ تھم گئی، دھڑکنیں بھی ساتھ ہی تھمیں۔

ایک منظر ابھرا مگر ٹکڑوں میں۔۔۔ نجانے اسکی یادیں کسی فلم کی طرح کیوں نہیں چلتی تھیں۔

وہ جھولہ۔۔۔ دو بچے ایک لڑکی ایک لڑکا۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کو کہنیاں مار کر پیچھے کرتے۔۔۔ ان کے سروں پر کرخت چہرا لیئے کھڑا ان کا باپ۔۔۔ اپنے باپ کو دیکھتے لڑکی کے چہرہ پر غصہ اور لڑکے کے چہرے پر عقیدت اتر آئی۔۔۔ وہ ایک دوسرے کو کہنیاں مارنا بھول گئے تھے کیونکہ اب ان کا باپ ساتھ کھڑا جھولے کو ہلکا ہلکا آگے پیچھا کر رہا تھا۔۔۔ لڑکی خاموش تھی لڑکے کی آواز نے خاموشی توڑ رکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

منظر ہوا میں تحلیل ہوا۔ آنکھیں بند کرتے وہ کرسی پر پیچھے کو ہو گیا۔ تھکے تھکے انداز میں کرسی موڑی اور لیپ ٹاپ آن کیا۔ سکرین روشن ہو چکی تھی اور وہ اپنے کام میں جتنے والا تھا۔ ایسا کام جو ایک راز تھا جس سے سب ناواقف تھے۔

فاطر اسلام کی دلی خواہش کسی کو نہیں معلوم تھی۔وہ ایک ایسا راز تھا جو بس اسکے اور اسکے لیپ ٹاپ کی فائلز تک محدود تھا۔

فاطر نے مائے کمپیوٹر پر کلک کیا۔

سیو شدہ فائلز پر گیا اور پھر ورڈ کا وہ ڈاکومینٹ کھولا جو دنیا سے چھپا تھا۔جسے وہ روز کھولتا تھا دس منٹ دیکھتا اور پھر مایوسی سے بند کر دیتا۔

اسکی کتاب۔۔۔اسکی شاعری کی کتاب۔یہ تو ساری دنیا ہی جانتی تھی کے وہ اپنے باپ کی طرح ایک اعلی پائے کا صحافی بننا چاہتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا کے وہ شاعری کی دنیا میں بھی اپنا نام منوانا چاہتا ہے۔

فاطر اسلام شاعری کرتا تھا۔۔اسے شاعر بننا تھا مگر کیسے؟پوری کتاب لکھ کر رکھی ہوئی تھی مگر وہ اندیشے جنہیں وہ روز تھپکی دے کر سلا دیا کرتا تھا دوبارہ سے دماغ کے پچھلے حصّہ میں ابھرنے لگے۔

کیا تمہاری کتاب کوئی پڑھے گا؟

کیا لوگ تم پر ہنسے گے نہیں کے فاطر جیسا انسان ایک شاعر ہے؟

شاعر تو رومانوی نہیں ہوتے، تم رومانوی ہو کیا فاطر؟

جھٹکے سے لیپ ٹاپ سکرین کو بند کیا۔ وہ آوازیں اس کا جینا محال کر دیتی تھی۔ اپنی محنت کو دیکھ کر جو روزا سے خوشی ملتی تھی وہ اس امپاسٹر سینڈروم کے ہاتھوں خاک میں مل جاتی تھی۔

وہ جینا چاہتا تھا! مگر بس وہی یہ چاہتا تھا اس کے ارد گرد کوئی اس کے متعلق ایسی رنگین خواہش نہیں رکھتا۔

آنکھیں موندے اس نے ماتھا لیپ ٹاپ پر رکھ لیا۔ قریب ہی میز کے کونے پر ایک تصویر رکھی تھی۔ اس کی اور اس کے باپ کی تصویر جو آدھی اندھیرے اور آدھی دھول میں لپٹی تھی۔

★★★★

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com

باب منصف

بادالونہ، سپین

جھلستے ہوئے سورج نے اس ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ ہمیشہ کی طرح سپین میں شور اور مصروفیت تھی۔ ایسے میں ایک کوّا پر پھیلائے آسمان کے بہاؤ پر چلتا ہوا آیا اور اس بند کھڑکی کے باہر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے دیکھو تو تمہیں اندر ایک مناسب وسعت کا کمرا نظر آئے گا۔ بیڈ پر ایک سفری بیگ کھلا ملے گا اور اسے بیگ میں ایک شخص کپڑے ڈال رہا تھا اور دوسرا اس کے سر پر کھڑا تھا۔

"اب تم کونسی بیوقوفی کرنے جا رہے ہو؟" فرحان مایوسی اور بیزاری کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سموئے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔

دبیر نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ الماری کے نچلے خانے میں سے اپنے واحد دو سنیکرز نکالے۔ دونوں ہی سفید اور دونوں ہی میلے۔

"تم جلد بازی کر رہے ہو دبیر۔ "

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے کب جلد بازی کی ہے تیو(انکل!) "

مصروف ساجواب دیتے وہ باتھروم میں گیااور اپنا کچھ ضروری سامان اٹھا کر لایا۔

بالوں کی جیل تواس سامان میں بالکل شامل نہ تھی۔

تم یہاں رہ کر بھی توکام کر سکتے ہو۔"گہری سانس لیتے وہ پچیس سالہ مرد "

فرحان کی طرف مڑا۔

صرف ایک مہینے کے لیئے جارہاہوں۔میرا ویزاابھی بھی ایکسپائر نہیں ہوااور "

جاب بھی اچھی ہے میرے کافی مسائل اُس سے آنے والے پیسوں سے حل

ہوجائے گے۔"کندھوں پرہاتھ رکھتے وہ یقین دہانی کروارہاتھا۔فرحان اس کے

باوجود بھی کچھ خاصا مطمئن نظر نہیں آیا۔

اس کو وہیں چھوڑتے وہ واپس اپنے سامان کی جانب لوٹا۔

تم چار سال پہلے بھی مصر گئے تھے۔ واپسی پر کیسے لوٹے تھے کیا مجھے یاد کروانے کی ضرورت ہے۔" زپ کھولتے اس کے ہلکے سفید رنگت والے ہاتھ رک گئے۔ اپنے ہی بدن میں ایک الجھن سی ہوئی تھی۔ اسے دوبارہ ڈرگز کی طلب ہو رہی تھی۔

سیدھے ہوتے ہوئے وہ آہستہ سے مڑا اور عین فرحان کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ دونوں مرد قد میں برابر تھے۔ پانچ فٹ پانچ اِنچ۔ مضبوطی سے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھا، اس لمس میں مان تھا بھلے سے اس کا چہرہ کسی بھیگی بلی جیسا لگتا ہو۔ ڈرامائی وقفہ اور بات کا آغاز کیا۔

"میں وہ غلطیاں دوبارہ نہیں دوہراؤنگا۔۔ وعدہ۔" وہ مسکرایا۔ اپنی اسی گمی سمائل کے ساتھ جو دل پھگلا دینے کے لیئے کافی تھی۔ فرحان بھی پگھلا۔۔۔ شاید، کیونکہ جب دبیر نے اسے گلے لگایا تو اس نے کوئی مضاحمت نہ کی۔ آہستہ سے

www.novelsclubb.com

فرحان کی پیٹھ سہلاتے اس کا ہاتھ فرحان کی پینٹ کی پچھلی جیب تک گیا۔ نظریں ترچھی کر لیں۔اس کا چہرہ البتہ خالی رہا۔

“todo ira bien......”

جیب سے والٹ نکالتے اس نے ہلکی سی سرگوشی کی یہ اس کا اور فرحان کا ایک آپس “میں تہہ شدہ جملہ تھا کہ ”سب ٹھیک ہو جائے گا۔

فرحان نے وہی الفاظ دوہرائے ایسے جیسے ایک امن کا پیغام ہو۔ کوئی دعائیہ الفاظ “todo ira bien......”ہوں۔

والٹ سے پیسے نکالتے اس نے والٹ دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیا۔”مجھے معاف کر دینا تیو۔“خود کلامی کرتا وہ الگ ہوا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔”مگر ابھی مجھے “ اس کی تم سے زیادہ ضرورت ہے۔

دونوں نے ہاتھ ملایا۔فرحان کی آنکھیں اداس تھیں دبیر کی آنکھوں میں نمی تھی

!۔۔۔کون جانے کیوں

★★★★

باب ملکہ

وہ جس کی چمکتی نگاہیں ہیں

دل کو پھر بھی بھاتی ہیں

الیکسینڈریا، مصر

www.novelsclubb.com

لبوں پر ہلکی دھن بجاتے وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ گیلے بال تولیہ میں قید تھے اور ڈھیلی سفید شرٹ پر قطرے گر رہے تھے۔ الماری کے دونوں پٹ وا کرنے پر اس نے کپڑوں کی بار کو دیکھا۔

ارد گرد ایک پھنکے کے چلنے کے علاوہ اور کوئی آواز نہ تھی۔

وہ والا!"سیاہ رنگ کا بلیزر ہینگر سمیت اتارتے وہ مسکراتی نظروں سے اس کے " ایک کالر پر سونے کی لگی چینز پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ یہ بلیزر اس کی سب سے پہلی روم میٹ کی طرف سے دیا گیا تحفہ تھا۔ ہاں مانا کے المیرا نے اس سے ایک کالج پارٹی کے لیئے ادھار لیا تھا اور پھر واپس کرنا خود کے لیئے گناہِ کبیرہ سمجھا لیکن۔۔۔ تحفہ تو تحفہ ہوتا ہے۔ پیار سے دیا جائے یا مانگ کر لیا جائے۔

بلیزر سمیت سیاہ پینٹ پہنے اب وہ آئینہ کے سامنے کھڑی تھی۔ گیلے بالوں کو تولیہ سے سکھاتی وہ بیزار تھی۔ بس پیسہ آجائے اس کے پاس خرید لے گی وہ بھی اپنے لیئے ایک ہئیر ڈرائیر۔

بال اب سوکھ چکے تھے اور اپنے ازلی انداز میں بند تھے۔ مکمل سیدھے ہلکے بھورے ریشمی بال۔

اگر اس کے ڈریسنگ ٹیبل پر نظر دوڑاؤ تو تمہیں لپ سٹکز کا امبار ملے گا۔ یہی تھا المیرا کا پہلا شوق رنگ برنگی سرخیاں جمع کرنا۔ اور ان میں سے سب سے نمایا تھیں۔ چینل کی لپ سٹکز۔

اپنے سارے پیسے وہ انہیں میں ہی اڑا دیتی تھی۔ اس جامنی سرخی کو نہ دینے کی وجہ بھی یہی تھی کے وہ چینل کے لمٹڈ کلیکشن میں سے ایک تھی۔

ہلکی بھوری رنگ کی ایک لپ سٹک اٹھائی اور اسے ہونٹوں پر لگایا۔

المیرا عنایت محسن احسان بن نوفل کے بَبا سے ملنے جا رہی تھی۔ یونہی عام حلیہ میں تھوڑی جاسکتی ہے۔ وہ الگ بات تھی کے وہ احسان کی طرف کا سچ تھا۔ وہ جانتی تھی وہ اسے کبھی نہیں ملوائے گا۔ کونسا المیرا وہ واحد لڑکی تھی جس کے پیچھے تھا وہ۔

چھوٹی سی سیاہ ہیل کی سٹرپ بند کرتے اس کے لپ سٹک سے سجے ہونٹوں پر مسکراہٹ رچی تھی۔ باقی سارا چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔

ہیلز کی ٹھک ٹھک راہداریوں میں گونجتی لفٹ میں آکر ختم ہوئی۔ سنہری رنگ کی لفٹ میں اس کے علاوہ ایک ادھیڑ عمر عورت اور اس کا بیس اکیس سال کا بیٹا تھا۔

المیرا کے بازو سینے پر بندھے تھے۔ گردن ہمیشہ کی طرح اٹھی تھی اور ہونٹ وہ کبھی مسکرانا چھوڑتے تھے کیا؟

المیرا کے بائیں جانب شیشہ لگا تھا۔ لڑکا اس شیشے میں بنتے المیرا کے عکس کو دیکھنے لگا۔

وہ اس کی نظروں سے بے نیاز نہیں تھی۔ وہ بس ایسی نظروں کی عادی ہو چکی تھی۔

ساتھ کھڑی عورت مسلسل ہیزل آنکھوں والی المیرا کو دیکھ کر دل میں استغفرُللہ کا ورد کر رہی تھی۔

خاموش لفٹ آخری منزل پر پہنچی۔ ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ دروازے کھلے وہ بغیر اثر لیئے نکل گئی۔ چال ویسی ہی مکار تھی، چہرے پر سجی مسکراہٹ مصنوعی تھی۔

وہ باہر نکلی تو احسان کی سیاہ گاڑی سامنے کھڑی تھی۔

"ہیلو بیوٹیفل!" گاڑی میں بیٹھتے ساتھ احسان نے اسے گلاب کے پھولوں کا بکے پکڑایا۔ پھول المیرا کی محبت تھے۔ جو نسا بھی ہو اس کے دل کے بہت قریب تھے۔

"چلیں!" اجازت تھی یا نہیں وہ گاڑی شروع کر چکا تھا۔ ساتھ بیٹھی المیرا اپنے گلدستہ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کیوں ملنے جا رہی تھی احسان کے باپ سے یہ تو کچھ دیر بعد ہی پتہ چلے گا۔

گاڑی اب الیکسینڈریا کی سڑکوں پر دھول اڑاتی آگے بڑھ رہی تھی۔

★★★★

باب خادم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قاہرہ، مصر

دیوار گیر اس کھڑکی میں سے ڈوبتے سورج کی کرنیں اندر سٹڈی میں آرہی تھیں۔ کمرے کے بیچوں بیچ بیٹھے فاطر نے سیاہ ہڈی کے نیچے گہری سرمئی سویٹ پینٹس پہن رکھی تھیں۔ گلے میں سے سفید شرٹ نمایاں تھی۔ یوں لگتا تھا وہ غالباً جاگنگ یا جم سے ہو کر آیا ہے۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ اندر بیٹھا فاطر اسلام اپنے فون میں مگن تھا یا پھر۔۔۔۔ مگن ہونے کی اداکاری کر رہا تھا۔

یہ کیا مذاق لگا رہا ہے اس نے؟" باہر سے ایک نسوانی آواز آئی۔ "ایک بندہ اس پر کھلے عام قاتل ہونے کا الزام لگا رہا ہے اور یہ آرام سے گھر بیٹھا ہے۔" کمرے میں خاموشی اس وجہ سے تھی کیونکہ سارا شور ہی باہر تھا۔

اس کی بہن اس وقت کال پر زبیر کے کان کھا رہی تھی۔ اور زبیر بیچارا وہ اپنی نوکری سانبھالتا یا دوست کی جان۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اُختی میں کیا کروں؟" زبیر روہنسا ہوا۔ "وہ دروازہ ہی نہیں کھول رہا۔" بے بسی سے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔ فاطر کی بہن اس سے بھی بڑی توپ تھی۔

"دروازہ کھٹکھٹاؤ اس محبوبہ کا۔ ذرا باہر تو آئے نکالتی ہوں میں اس کے اندر سے انصاف کی عاشقی۔" فاطر کے کیس کی خبر پورے خاندان میں آگ کی طرح پھیلی تھی اور کیا یہ ہو سکتا تھا یہ خبر سن کر اس کی جان سے عزیز بہن اپنے قیمتی وقت میں سے اسے کال کر اچھا خاصا ذلیل نہ کرے۔

"فاطر! فاطر!" کمرے کے پاس رکھے فون میں سے اس کی بہن تقریباً چیخ رہی تھی۔ بس چلتا تو ہاتھ باہر نکال کر دروازہ بھی بجا دیتی۔ یا پھر۔۔۔ زیادہ غصہ آتا تو توڑ بھی دیتی۔

اندر بیٹھے فاطر پر رتی برابر جو فرق پڑا ہو۔ اپنی بہن کا نمبر اس نے ویسے بھی بلاکڈ کانٹیکٹز میں ڈالا تھا۔ جب فاطر نے کال نہیں اٹھائی تو اس نے زبیر کا سکون غارت کرنے کا سوچا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنی صاف ستھری ای میل چیٹ کو کھولتے وہ ہونٹوں پر کوئی دھن بجا رہا تھا باہر اس کی بہن یونہی فون میں سے بول رہی تھی۔

فاطر وہ لوگ اتنے بے وقوف نہیں جتنا تم انہیں سمجھتے ہو۔ڈیڈی کو بھی انہوں " نے غائب کیا تھا تو وہ تمہارے ساتھ بھی کچھ کر سکتے ہیں"۔خدا جانے وہ باہر سے آتی اس کی آواز سن بھی رہا تھا یا نہیں۔

فون کی سکرین پر بے مقصد انگلیاں چلاتے اسے ایک ناٹا فیکیشن موصول ہوئی۔

کوئی ای میل تھی۔

کھول کر دیکھی۔

وہ ہونوز اسی انداز میں بیٹھا تھا۔ گردن کندھوں میں جھکائی، کہنیوں کو گھٹنوں پر رکھے۔

اُختی آپ اسے رہنے دیں وہ کبھی بھی نہیں بدلے گا۔''اپنے کانوں کی سلامتی " اسے بھی عزیز تھی لیکن یقیناً فاریہ کو نہیں تھی۔

کیوں چھوڑ دوں میں اسے، یہ بھی غائب ہو گیا تو ڈیڈی کی جائیداد کی تقسیم کا کیا " ''ہو گا۔وصیت تک صرف اسے ہی رسائی ہے۔

اندر وہ ای میل پڑھ رہا تھا باہر اس کی بہن کو جائیداد کی پڑی تھی۔

اسکی امبر آنکھیں ہر ایک لفظ کو پڑھتی آگے بڑھ رہی تھیں۔

ماہِ ملکہ کروز شپ ِ''کی طرف سے دس دن کا لکثری پیکیج تھا۔لکسور سے لے کر " لیمبورگ تک کا ٹور۔نیچے ڈیٹیلز کے لیئے ایک لنک بھی موجود تھی۔

باہر سے آتی آوازیں اب مدھم ہونے لگیں شاید زبیر اب کمرے سے دور جا رہا تھا۔

اندر بیٹھے بھوری جلد والے مرد کے ہاتھوں میں ابھی بھی فون تھا جس میں وہ ای میل کھلی تھی۔

www.novelsclubb.com

ای میل کے آخر میں لکھی سطر کو پڑھا۔

Where luck is tested and life is made easier.

(جہاں قسمت کو آزمایا جاتا ہے اور زندگی کی آسان بنایا جاتا ہے۔)

اسے ایسے ای میلز آتے رہتے تھے جو کے عموماً سکیم ہوتی تھیں۔

"مجھے چھوٹیوں کی کیا ضرورت۔ میرے پاس کرنے کو اور بھی بہت کام ہیں ۔" کہتے ہی اس نے میل کو آرکائیو فولڈر میں ڈال دیا۔ فاطر اسلام کا گھر اب خاموش تھا۔

تھوڑے ہی فاصلے پر میز کے اوپر رکھی فریم آدھی اندھیرے میں تھی۔ سرمئی بالوں والے ابولاسلام ظہور نے اپنا ہاتھ امبر آنکھوں والے اپنے سترہ سالہ بیٹے کے کندھے پر رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

بیٹا کھل کر مسکرا رہا تھا۔اس کے سفید دانت بے انتہا چمک رہے تھے۔اس کے مقابلہ میں اس کے باپ کا چہرہ کرخت تھا۔اگر غور سے دیکھو تو نظر آئے گا باپ اپنی مسکراہٹ پر ضبط کر رہا تھا۔وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ سے اتنا ہی خوش تھا جتنا بیٹا باپ کے ساتھ سے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

ملکہ، وہ جو بغاوت کی آگ سینے میں لے کر چلتی ہے

وہ جو اس آگ کے شعلہ سے ہر کسی کو جھلساتی ہے

www.novelsclubb.com

گیزا، مصر (اہرامِ مصر)

گیزا، قاہرہ کے سامنے دریائے نیل کے مغربی کنارے پر ایک قدیم مصری شہر جو تین عظیم اہرام اور اسفنکس کی سائٹ ہے۔

شام ڈھل چکی تھی۔ مغرب کے نیلے بادل اور ان میں چھپا نارنجی اندھیرا گھلا ہوا تھا

۔ایک عجیب ہی ملاؤ تھا آسمان پر جہاں ابھی تارے بھی مکمل طور سے نہیں سجے تھے

۔گیزا کے اہرام وہ ہمیشہ کی طرح ویسے ہی کھڑے تھے کھر درے، خاموش اور بلند

۔

انہیں اہراموں کی قربت میں تو وہ ہوٹل واقع تھا جہاں المیرا اور احسان گول میزوں

کے ان ہجوم کے درمیان ایک میز کو سنبھالے ہوئے تھے۔

ایک طرف ہوٹل کی چمکتی مصنوعی روشنی، آگے پیچھے وردی میں ملبوس کام کرتے

ملازم اور دور مصری گیت گاتا ایک بینڈ۔ جبکہ متوازی طرف اندھیرے میں ڈوبا وہ

خاموش دنیا کا عجوبہ۔

ہمارے مہمان ان دونوں کے بیچ کھڑے تھے، موت کے سناٹے اور دنیا کی

رونقوں کے بیچ۔

www.novelsclubb.com

اس جگہ کو بنانے میں بابا کا بہت ہاتھ ہے۔"چھری کانٹوں اور گیت کے " درمیان احسان کی آواز آئی۔" یہاں کے جو مینجر ہیں ناوہ بابا کے کلاس میٹ تھے۔ "اپنے باپ کی تعریف کرتے اس کی آنکھوں میں ایک الگ سی چمک تھی۔ خود اس امیر زادے میں بھلے سے اٹھ کر پانی کا گلاس پینے تک کی ہمت نہ ہو مگر باپ کی محنت کو پورے جوش و خروش کے ساتھ بھری محفل میں اِترا کر بتانا تھا۔

جھلملاتے لالٹین کی زرد روشنیاں ماحول کو خوبصورت بنائے ہوئیں تھیں۔ پچھلے ایک گھنٹے سے یہی چل رہا تھا۔ احسان بولے جارہا تھا، المیرا مسکرائی جارہی تھی۔ یا پھر اگر سہی معنوں میں کہا جائے تو اوپر سے مسکرا رہی تھی، اندر سے اپنی قسمت کو رو رہی تھی۔

جس انسان کو صرف اپنے بارے میں بات کرنے کی عادت ہو اس سے کہاں کسی اور کا ذکر برداشت ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

احسان!" بات کرتا ہوا مردر کا اور کانٹیں کی مدد سے پاستا کھایا۔" تمہارے بَبا "
نہیں آئے ابھی تک؟" نہایت معصومیت سے وہ اس کا سکون غارت کرچکی تھی۔

بَبا۔۔؟" اب وہ بات کو گھمائے گا المیرا جانتی تھی۔" آ۔آ جائیں گ۔۔گے "
تم کھانا کھاؤ!" بمشکل مسکراتے ہوئے اس نے المیرا کی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

ضرور!" مسکرانے پر آنکھیں چھوٹی ہوئیں۔(" میسنا کہیں کا!" ناگواری سے "
سوچا اور اپنے پاستا کا نوالہ لیا۔)

ان کی بیٹی سے بھی میرے بڑے اچھے تعلقات ہے۔بیٹے سے بھی ہیں مگر۔۔ "
" بیٹی سے زیادہ ہیں۔

شکر ہے! کچھ تو اپنا کیا اس نے۔

وہ کب تک آئیں گے؟" دوبارہ وہی موضوع چھیڑا۔احسان نے اب تھوڑا چڑ "
کر اسے دیکھا۔

انہوں نے تمہارے کھانے کا بِل دینا ہے جو بار بار پوچھ رہی ہو؟" سیاہ آنکھوں والے اس مصری کے لہجے میں دباد باغصہ تھا۔ المیرا کھل کر مسکرائی اور کھانا کھانے لگی۔

آدھا گھنٹا خاموش رہ کر اس نے اس انسان کو برداشت کیا تھا۔ بس! المیرا اعنایت اس سے زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکتی۔ وہ یہاں جس کام سے آئی تھی اس کے لیئے ضروری تھا وہ احسان کی باتوں کو برداشت کرتی اب اگر وہ بھی تھوڑی سی کر لے گا تو کونسے خزانہ میں کمی آجائی گی۔

"کتھے رہ گیا او بڈھا! (کہاں رہ گیا ہے وہ بوڑھا)" دل میں بولتی المیرا بیزار تھی ۔صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ اس کا پھل کہاں تھا؟ آدھا گھنٹا ہو گیا تھا اس کا پھل لاپتہ تھا اور اگر مزید کچھ دیر ہوئی اس کا صبر بھی گل سڑ جائے گا۔

احسان اب اپنی ہی کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ "عجیب بندہ ہے یہ۔ مجھے کیا یہاں سنانے کے لیئے بٹھایا ہے؟"

المیرا نے اس کی بات کاٹنے کے لیئے لب وا کیئے۔ احسان نے پہلے ہی اسے ٹوک دیا۔

"بَبا کے بارے میں بولنا ہے تو بات کرنے سے گریز کرو!" اٹھی انگلی کے ساتھ تنبیہ کی۔ اب المیرا کو اس کھیل میں مزا آرہا تھا۔ لوگوں کی برداشت کے ساتھ کھیلنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

احسان اب غصہ سے اپنا کھانا کھانے لگا۔ کوئی نہیں! تھوڑی دیر بعد پھر شروع ہو جائے گا۔

اور واقعی وہ تھوڑی دیر بعد دوبارہ سے کہانیاں سنانا شروع ہو گیا۔ جوش سے۔۔۔ ہر لفظ پر آنکھوں سے اشارہ کرتے۔

المیرا جو سر ہلاتے اسے دیکھ رہی تھی دفعتاً چونکنا سی ہوئی۔ ہیزل آنکھوں میں اس وقت روشنی پڑی تو وہ ہلکی بھوری سی معلوم ہوئیں۔ چمکتی ہوئیں نظریں احسان کی پیٹھ پر جمی تھیں جہاں سے کوئی چل کر آرہا تھا۔ کوئی ایسا جس کے نقوش عربی تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لمبا قد اور قدرے کمزور جسامت۔ سرمئی بالوں کا چھجا اور کلین شیو کے ساتھ چھوٹی سی عینک لگائے۔

احسان کا سر جھکا تھا۔ وہ کیچپ کی بوتل میں سے ساس انکالنے میں مشغول تھا۔ بھنویں بنچی تھیں، تاثرات قدرے چڑچڑے تھے۔ بول وہ ابھی بھی رہا تھا جب وہ آدمی احسان کے عین سر پر آ کھڑا ہوا۔

"ہوٹل میں بھلے میرے بَبا نے اپنا ہاتھ بٹایا ہو مگر آپس کی بات ہے کھانا کوئی خاص نہیں۔ مجھ سے مشورہ لیا ہوتا تو آج یہ ہوٹل کامیابی بلندیوں کو چھو رہا ہوتا۔"

"تم سے ابھی مشورہ لے لیتے ہیں بیٹے۔" احسان تقریباً چیختے ہوا کھڑا ہوا۔ میز کو ٹھوکر لگی سارا سامان ہل گیا۔ کچھ لوگوں نے پیچھے مڑ کر بھی دیکھا مگر جب آپ کے سر پر موت کھڑی ہو تو آس پاس کا کہاں ہوش رہتا ہے۔

"ب۔ب۔ا۔" بنا آواز نکالے الفاظ توڑ توڑ کر ادا کیئے۔ پیچھے مڑنے کی ہمت نہیں تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہ تمہارے بَبا ہیں؟" اگر معصومیت کا کوئی تمغہ ہوتا تو المیرا عنایت محسن کو تو " وہ کسی جنم میں نہ نوازا جاتا۔

جی!" نوفل بن احمت آگے آئے اور کرسی کھینچتے بیٹھے۔" میں ہی ہوں اس " حڈ حرام کا باپ۔" چبا چبا کر کہتے وہ اپنی تھیکی نظریں احسان کی روہانسی شکل پر جمائے ہوئے تھے۔ زیرِ لب دعا کرتے اس نے اپنی آنکھیں بھی بند کر رکھیں تھیں ۔

"افتح عینیک یا بنی، ملاک الموت یجلس أمامک۔ "

(آنکھیں کھول لیں بیٹے، سامنے موت کا فرشتہ بیٹھا ہے۔)

ایک آنکھ کا کونا کھولتے اس نے ہلکی سی نظر اپنے باپ پر ڈالی، اپنے پیارے بَبا پر۔

"مر گیا وہ!" اور دوبارہ اپنی کرسی سنبھالی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نظریں بھی نہیں ملا رہا۔۔۔تسک تسک ڈرپوک!" محظوظ ہوتے اس نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔ بھوری لپ سٹک کا نشان گلاس کے کناروں پر چھپ کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر کے لیئے اس لمحے کو یہی روکتے ہیں اور ریموٹ سے وقت ریوائنڈ کرتے ہیں۔

کل رات کا وقت۔

المیرا اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھی تھی۔اس کی مالک مکان پرسوں دوپہر تک لوٹ جائے گی اسی لیئے تب تک وہ آزاد تھی۔

گود میں لیپ ٹاپ تھا اور ساتھ تلے ہوئے فرائز کا ڈبہ رکھا تھا۔(باہر سے لائی تھی وہ غریب!)

لیپ ٹاپ کی چمکتی سکرین پر ایک کلین شیو چہرہ، چھوٹی سی عینک لگائے نظر آسکتا تھا ۔احسان بن نوفل کے بابا نوفل بن احمت کی پروفائل کھلی تھی۔

تم تو مجھے اپنے باپ سے نہیں ملوائوں گے۔(فرنچ فرائز اٹھا کر ساس میں ڈبویا) ”
لیکن میں خود ضرور مل کر پوچھنا چاہوں گی ایسا بیٹا پیدا کر کے آپ نے دنیا پر کونسا احسان کیا ہے۔“اس کے گول مٹول ساس سے لدھے ہاتھ اب تیزی سے ای میل ٹائپ کر رہے تھے۔

“ذرا ابا کو بھی تو پتہ چلے کل انہوں نے مجھ سے ملنے آنا ہے۔ ”

وہ آندھی بازی کھیلنے لگی تھی،دیکھتے ہیں آر ہوتی ہے۔۔۔یا پار۔

ریموٹ اٹھاتے ہیں اور اب فاسٹ فارورڈ کرتے ہیں۔مصر کے اہرام کے پاس وہ ہوٹل۔چمکتا دمکتا مصروف۔تین نفوس ایک میز پر تھے۔ایک سہما ہوا شرمندہ، دوسرا اسے گھورتا ہوا گرجنے کے لیئے تیار، تیسری پاستا کھاتی پر جوش۔اب وقت تھا اس کے بدلہ کا۔بہت سہہ لیا اس نے اس چپکو کو !

چہرہ جھکاتے ہوئے وہ مسکرائی۔انگلی کی مدد سے گلاس پر لگی لپ سٹک کا نشان صاف کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

★

دنیا کا وہ عجوبہ خاموش تھا۔ہزاروں لوگ اُس کا سچ جاننے کو بے تاب تھے مگر عجائب اپنا راز کہاں سب پر فاش کرتے ہیں۔

آس پاس ہر کوئی اپنے کام میں مشغول تھا۔ویٹر آرڈر لے رہے تھے۔گیت گانے والے اب کسی فرنگی جوڑے سے توصیفی کلمات سن رہے تھے۔سارے میزوں کے درمیان بس ایک اس میز پر تناؤ تھا۔احسان المیر آمنے سامنے بیٹھے تھے اور اس کا باپ احسان کی بغل میں۔

جب سے اس کا باپ آیا تھا احسان کو ہر نوالے کے ساتھ پانی پینے کی نوبت آن پڑی تھی۔ہو ہی کچھ ایسا رہا تھا۔اسکی باپ کی چبھتی نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔

ویٹر نے پلیٹ میں سجی کشاری نوفل بن احمت کے سامنے لا کر رکھی۔کشاری مصر کی ایک ڈش ہے جسے چاول، دال، میکارونی اور ساس ڈال کر تیار کیا جاتا تھا۔اپنے

کھانے میں وہ بھی چمچا چلا رہے تھے لیکن بس۔۔ چلا ہی رہے تھے، نوالہ ایک بھی نہیں لیا تھا۔

ان کے برعکس المیرا باپ بیٹے کی حالت کو بھرپور مزے لے کر دیکھ رہی تھی۔

"تم تو ایم ڈی صاحب کے گھر ڈنر پر نہیں جا رہے تھے۔" چھوٹی فریم والی عینک کی مدد سے اپنے "حڈ حرام" بیٹے کو دیکھتے وہ مسلسل کانٹا اپنے کھانے میں اوپر نیچے مار رہے تھے۔

"وہیں جا۔۔ رہا تھا بابا۔" حلق سے بمشکل نوالہ اتارا۔

"تو پھر یہاں کیا اس لڑکی سے دعا کروانے آئے ہو؟" المیرا نے اپنی مسکراہٹ روکی۔ احسان نے جھرجھری لی۔

"کون ہے یہ؟" اونچی آواز میں سوال کیا۔ آس پاس کے شور میں کسی نے کونسا پرواہ کرنی تھی ویسے بھی وہاں اتنی آواز میں بات کرنا ہی صحیح سمجھا جاتا تھا۔

بہن ہے!"احسان نے منمناتے ہوئے جلدی سے کہااور زبان دانتوں تلے "
دے لی۔

المیراتوالمیرانوفل بھی ششدر رہ گئے۔یہ کس اعلیٰ پائے کے گدھے کوپیدا کرلیا ہے انہوں نے؟

"بہن۔۔۔؟"پھٹی ہوئی نگاہوں کے ساتھ المیرا کا لہجہ سوالیہ تھا۔

"نہیں میرا مطلب۔۔۔"وضاحت دینی چاہی۔"بہن نہیں،دوس۔۔دوست ہے!"

"دوست؟"بہن نمادوست نے طنزاً ایک آئیبرو بلند کی۔

"ہاں دوست ہی ہونا،میں میٹینگ کے لیئے جارہا تھابا۔"رخ موڑا۔"راستے میں یہ مل گئی توسوچاپرانی دوست ہے،تھوڑی دیر مل لوں۔ہاہا!"وہ گدھا ہنس کیوں رہا تھا؟بلکہ یہ چھوڑووہ وہاں بیٹھا ہی کیوں تھا؟

"خیر المیرا تم سے مل کر بہت اچھا لگا۔امید ہے آئندہ ہم کسی اچھے موقع پر ملیں۔"

"منگیتر ہوں میں اس کی!" وہ جو میز سے اپنا سامان سمیٹتے کھڑا ہوا رہا تھا۔المیرا کے کہنے پر بے اختیار تھم گیا۔

"ہیں!" آنکھیں تھیں کی حیرت کے مارے کھل گئیں۔آوازیں تھیں جو آس پاس کی بند ہو گئیں۔

"ایک سال سے جانتا ہے آپ کا بیٹا مجھے۔سال سے اس کے آسرے پر بیٹھی ہوں (میرے آسرے پر؟ بہن تم تو میری کال بھی نہیں اٹھاتی)۔اتنی دفعہ وعدہ کیا ہے باپ سے ملوائوں گا، آج نہیں چلو کل، کل نہیں چلو پرسوں۔تھک گئی ہوں میں اس کے وعدوں سے۔(کونسے وعدے!!!)" احسان کے سر پر ایک کے بعد ایک بم گر رہا تھا۔المیرا اس وقت کسی ڈرامہ کی وہ ہیروئن بنی تھی جس پر پورے

سیریل میں ظلم ہوتا رہا ہو اور اب آخری قسط میں وہ خود کے ساتھ ہونے جانے والے ناانصافیاں گنوا رہی ہو۔

"بَبا جھوٹ بول رہی ہے یہ!" وہ ابھی بھی کھڑا تھا جب ایک ویٹر نے آ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "سر بیٹھ جائیں آپ کے شور سے باقی مہمان بھی ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔" ناگوار نگاہ ڈالتے وہ بیٹھ گیا۔

"تو تم چھوڑ کیوں نہیں دیتی اس نالائق کو؟" نوفل نے المیرا کی آنکھوں میں جھانکا۔ وہاں صرف دکھ تھا۔۔ نمی آج بھی نہیں تھی۔

المیرا نے ایک غصیلی نگاہ اپنے منگیتر پر ڈالی۔ احسان نے اسے "ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" والی نظر سے دیکھا۔

"چھوڑ دیتی (چہرے کی سختی میں کمی آئی) اگر اپنا وقت اور پیسہ اس پر برباد نہ کیا ہوتا۔" احسان اس کی بات پر ایک مرتبہ دوبارہ کھڑا ہو گیا۔

"کونسے پیسے؟ کونسا وقت؟ گدھوں کی طرح تمہارے پیچھے میں آتا رہا ہوں۔ تم نے تو ایک مرتبہ بھی مجھے ہری جھنڈی نہیں دکھائی۔" کچھ نخریلے مہمانوں نے اس جذباتی مصری کو نخوت سے دیکھا۔

"سر بیٹھ جائیں آپ۔۔۔" ویٹر کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی جب وہ غصہ سے بیٹھا اور زور سے کرسی آگے کھینچی۔ انگلی اٹھا کر وہ کچھ بولنے والا تھا جب اس کی نگاہ المیرا کی آنکھوں کی جانب اٹھی۔ اس وقت بھوری دکھنے والی وہ آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور المیرا کی آنکھیں کب کب مسکراتی تھیں؟

احسان کی ساری حسیں چوکنا ہوئی مگر۔۔۔ اب بازی ہاتھ سے نکل چکی تھی۔

"تو تم اس لڑکی کا پیچھا کرتے رہے ہو؟" نوفل ہاتھوں کو آپس میں ملاتے میز پر آگے ہوئے۔ احسان نے بچتاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ جذبات جذبات میں وہ کیا بول گیا تھا؟

تم آج بھی لڑکیوں کا پیچھا کرتے ہو؟" احسان سہمی نگاہوں سے میرہ کو دیکھ رہا تھا۔المیرا فاتح نگاہوں سے پیچھے ہو رہی تھی۔ "

"تمہیں شرم نہیں آتی؟ "

نہیں!" بے دھانی میں اس کی زبان پسھلی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے خود کو روک لیا۔"آتی ہے نا!" نوفل خاموش نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔وہ نگاہیں خاموش ضرور تھیں مگر وہ پھر بھی کافی کچھ بول رہیں تھیں۔شرمندگی، نفرت اور مایوسی۔ "

انگھوٹی نکالو!" اپنے باپ کے حاکمیہ انداز میں کہی گئی بات اسے سمجھ نہ آئی۔ نوفل اپنی کرسی پر پیچھے ہوئے اور کوٹ درست کیا۔ "

انگھوٹی؟ بَبا!" الجھن بھڑا سوال تھا۔ "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟''ہلکی سی گھوری پر اس نے نظریں جھکالیں۔''نکالو وہ ''
انگھوٹی جو ہر لڑکی کو بے وقوف بنانے کے لیئے پہناتے ہو۔ایک نا ایک دن تو کسی کو
مستقل طور پر پہنانی ہی تھی نا ''!

بَبا آپ!'' وہ لاجواب ہی تو ہو گیا تھا۔آخر کو باپ باپ ہوتا ہے۔''کیا میں؟ ''
انگھوٹی نکالو اور۔۔۔،آپ کا نام کیا ہے بیٹا؟'' وہ المیرا سے مخاطب ہوئے۔
المیرا عنایت محسن۔''کمر اکڑا اکڑا ایک ادا سے بولی۔''انگھوٹی نکالو اور المیرا ''
کے ہاتھ میں پہناؤ۔''

بباَ!'' وہ صدمے سے دوبارہ کھڑے ہونا والا تھا جب وہ ویٹر پہلے ہی آیا اور اس ''
کے کندھے پر دباؤ ڈالتے نیچے بٹھا دیا۔اس نے غصہ سے ویٹر کو دیکھا،ویٹر نے آگے
سے اور بھی زیادہ غصہ سے گھورا۔یہ آج ساری دنیا اس کی خلاف کیوں ہو گئی تھی؟

شادی میری مرضی سے کرنی تھی نا۔لو میں نے پسند کر لی تمہارے لیئے لڑکی ''
۔پہناؤ المیرا کو انگھوٹی۔''احسان نے ہونقوں کی طرح المیرا کو دیکھا۔وہ کچھ نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کررہی تھی۔نہ مسکرارہی تھی،نہ کچھ سوچ رہی تھی۔یوں لگتا تھا وہ تیار ہو کر آئی ہے۔

"نکالو انگھوٹی احسان بن نوفل!" سختی سے کہا۔احسان کے پاس کوئی راستہ بچتا تھا کیا؟ ہاتھ جیکٹ کی جیب میں ڈالتے اس نے جھجکتے ہوئے ایک مخملی جامنی ڈبی نکالی۔اس کی حرکات سست اور بے دلی لیئے تھیں۔

ایک نظر اپنے باپ کو دیکھا جو اس کو ہاتھ کے اشارہ سے انگھوٹی پہنانے کا بول رہے تھے! دوسری المیرا پر ڈالی جو نظریں جھکائے تھی۔ڈرامہ باز کہیں کی

تمام راستے بند ہو چکے تھے۔اپنی انگھوٹی کو خیر آباد کہنے کا وقت ہوا جاتا تھا۔

ہلکا سا کھنکھارتے احسان نے بند ڈبی المیرا کے سامنے رکھ دی۔

"ایسے نہیں!" نوفل کے ٹوکنے پر اس نے ڈبی پیچھے کسکھائی۔کیا معلوم باپ کا دل نرم ہو گیا ہو۔

ویسے پہناؤ جیسے اپنی محبوباؤں کو پہناتے ہو۔" احسان کی شکل ایسی تھی " جیسے کسی نے اس سے اسکا آخری سہارا بھی چھین لیا ہو۔

غصہ پیتے اس نے ڈبی المیرا کے سامنے کی اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھولا۔ بڑا سا ہیرا المیرا کی رال ٹپکانے کے لیئے کافی تھی۔ فوراً سے ہاتھ آگے کیا۔ اس کی پھرتیاں دیکھتے احسان سمیت نوفل بھی حیران رہ گئے۔ المیرا کا بس چلتا تو انگھوٹی جھپٹ کے خود پہن لیتی۔

احسان نے ٹھنڈی آہ بھرتے بات کا آغاز کیا۔ "وِل یو میری می!" ایک سیکنڈ نہیں لگا تھا اسے جواب دینے میں۔ "یس!" ہیزل آنکھوں میں ہیرے کی محبت کا عکس تھا۔

احسان نے المیرا کا گول مول سفید ہاتھ تھاما اور بائیں ہاتھ کی رنگ فنگر میں وہ چمکتا ہوا ہیرا پہنا دیا۔

اسکی تو جیسے عید ہو گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خوشی اور مسرت کے ایسے جذبات اسے کبھی محسوس نہیں ہوئے تھے۔ بار بار ہر زاویہ سے اپنے ہیرے کو دیکھتی لڑکی بھول گئی تھی وہ کہاں ہے۔

احسان نے آنکھ کے کنارے سے اپنا کھانا کھاتے باپ کو دیکھا اور غصہ سے خالی ڈبی جیب میں رکھ لی۔ اب اسے اپنے شوق کے لیئے ایک اور انگھوٹی پر پیسے ضائع کرنے پڑیں گیں۔ گریٹ !

ہیزل آنکھوں والی لڑکی ابھی بھی خود کو ساتویں آسمان پر اڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی ۔

★

ہلال اپنے پورے حسن کے ساتھ آسمان پر جلوہ آفروز ہو چکا تھا۔ اس کی وہ سرمئی اور سفید روشنی رات کے وقت قصرِ النائل کی مصروف سڑکوں پر پڑ رہی تھی۔ نائل کی سطح اس چمکتے چاند کی وجہ سے روشن تھی۔

ڈنر ختم ہونے پر احسان تو وہاں سے جلد از جلد رفو چکر ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے سسر ہیں نا! ان کے ہوتے ہوئے المیرا رات کے اس پہر اکیلے کیسے جا سکتی تھی۔

نوفل کے کہنے پر احسان نے اسے گھر تک چھوڑ آنے کی حامی بڑھ لی۔ چلو ایک تو فائدہ ہوا اس ہنگامی منگنی کا۔ اس کا فیانسی اپنے باپ کے اشاروں پر چلتا تھا۔

گیزا سے الیکسینڈریا تک کے سفر دونوں نے خاموشی میں کاٹا۔ المیرا کو ویسے بھی اس کی آواز سننے کا کوئی شوق نہ تھا اور اب تو اس کے پاس وقت گزاری کے لیئے ایک اور شہ بھی آچکی تھی۔ بائیں ہاتھ کی چوتھی انگلی میں پہنی وہ ہیرے کی انگھوٹی۔ المیرا عنایت خوش نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔

www.novelsclubb.com

دفعتاً گاڑی کو بریک لگا۔ المیرا کا ماتھا ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ہوئے بچا۔

کیا ہوا ہے؟" "خالص بیویوں والی فکر۔" "اترو میری گاڑی سے۔" باہر دیکھتے ہوئے اس نے عربی میں کہا۔ "

المیرا نے ارد گرد دیکھا۔ یہ تو ''صبا باشا ٹرین سٹیشن'' تھا۔ اس کا اپارٹمنٹ ابھی بیس منٹ کی دوری پر ہے۔

کیوں؟'' یک لفظی سوال۔ ''کیونکہ میں تمہیں مزید برداشت نہیں کر سکتا '' ۔'' اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر خود ہی اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔

المیرا نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کھلے دروازے کو۔ یہ کل بھی اسے نکال رہا تھا! یہ آج بھی یہی کر رہا ہے۔

''سامنے سے ٹرین پکڑو اور نکلو یہاں سے۔''

اس وقت تک ٹرین سٹیشن بند ہو چکا ہوتا ہے۔'' اس نے شکایت کی۔ ''ابھی '' ایک گھنٹا رہتا ہے۔'' اپنی گھڑی والا ہاتھ المیرا کے چہرے کے سامنے لہرایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے دوبارہ ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کھلے دروازے کو۔اسی لمحہ خاموشی کو توڑتی ایک چنگھاڑتی ہوئی آواز آئی۔غالباً سٹیشن پر کوئی ٹرین آکر رکی تھی۔

★

بس کی چلتی آواز اور اندر موجود سناٹا المیرا کو بور کر رہا تھا۔

پیلے رنگ کی کرسیوں پر پیچھے ہو کر بیٹھے وہ آس پاس نظریں دوہرا رہی تھی۔

اس کے کمپارٹمنٹ بس میں دو ہی لوگ تھے۔ایک بوڑھی عورت اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی اونگھ رہی تھیں اور ایک سترہ اٹھارہ سالا لڑکا سامنے بیٹھا ہیڈ فونز لگائے موبائل پر کوئی گیم کھیل رہا تھا۔

المیرا کو خاموشی سے بیزاری ہوتی تھی۔چہرے پر بیزاری اور آنکھوں میں بوریت لیئے وہ سامنے لگی سکرین پر بس کا روٹ دیکھ رہی تھی۔

بدتمیز احسان! اتار کر چلا گیا اسے۔

ابھی مزید پندرہ منٹ تھے اس کے سٹاپ آنے میں۔ وقت گزاری کے لیئے اس نے اپنے بیگ سے فون نکالا۔ زرا ہیرے کی تصویر کھینچ کر دیکھے تو سہی کیسا لگتا ہے ہاتھ پر۔

بائیاں ہاتھ سامنے پھیلاتے اس نے اسے تصویر میں قید کیا۔

تصویر جیسی مرضی آئی ہو کم از کم اس کی ڈئمنڈ کی انگھوٹی تو چمک رہی تھی نا۔

دفعتاً اسے اپنے دائیں کندھے پر ہلکا سا بوجھ پڑتا محسوس ہوا۔ آہستہ سے نظریں پھیر کر دیکھا۔ وہی بڑی عمر کی عورت اونگنے کے بجائے اس کے کندھے کو بطور سرہانا استعمال کر رہی تھی۔

بغیر ہڑبڑائے اس نے آرام سے بڑھیا کے سفید بالوں والے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر اتنے ہی آرام سے سر اپنے کندھے سے ہٹایا۔ مگر مجال ہو جو وہ عورت اٹھی ہو۔ ہلتی ہوئی ٹرین کے ساتھ وہ عورت بھی ہل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

المیرا نے اسے نظرانداز کرتے اب ہیر اوالا ہاتھ چہرے کے ساتھ لگایا۔

ہونٹ مسکرائے تو آنکھیں بھی کناروں سے چھوٹی ہوئی۔ گول آنکھیں مسکرانے پر بادامی لگتی تھیں۔

تصویر کھینچنے کے لیئے اس نے انگلی آگے بڑھائی جب دوبارہ وہ عورت ملتے ہوئے آئی اور اس کے کندھے پر ڈیرا ڈال لیا۔

اس بار تھوڑی بے زاریت اور پچھلی بار سے کم پیار سے اس نے عورت کو خود سے دور کیا۔

پوری طرح اسے کرسی پر صحیح سے لٹاتے اس نے یہ عمل یقینی بنایا کے اب وہ عورت اسے تنگ نہیں کرے گی۔

ملکے بھورے بال اور سیاہ کوٹ والی المیرا دوبارہ سے اپنے فوٹو سیشن میں جُت گئی۔

بمشکل پانچ منٹ بھی نہیں گزرے ہونگے اور بس رک گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیرا نے ایک نظر سکرین پر ڈالی۔اس کا سٹیشن نہیں تھا۔کیوریٹر لڑکی کی مشینی آواز آئی۔المیرا کے ساتھ بیٹھی بڑھیا جیسے تیار تھی۔نیند کی وادیوں سے جھٹکے سے لوٹی اور ترنت کڑھی ہوئی۔

وہ ہکا بھکارہ گئی۔اتنی گہری نیند سے کیسے جاگ گئی۔آؤ دیکھا نہ تاؤ بڑھیا نے اپنا پرس پکڑا،سفید بالوں کو ہاتھ سے درست کیا اور تس کی آواز سے کھلتے دروازے سے باہر ہو گئی۔

المیرا نے ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈالی اور پھر اپنے فون کو دیکھنے لگی۔کن آکھیوں سے اسے کچھ نظر آیا۔جہاں وہ عورت بیٹھی تھی ادھر کچھ کاغذات اوپر نیچے رکھے تھے۔

المیرا نے گردن پھیر کر انہیں دیکھا۔

زرد اور سفید رنگ کے پوسٹر۔

www.novelsclubb.com

آنکھوں میں حیرت اور الجھن لیئے اس نے وہ اٹھائے۔ عورت تو جا چکی تھی اب وہ کاغذات کسے دیتی۔ آگے پیچھے کرتی اس نے ان کا تفصیلی جائزہ لیا۔

"ماہِ ملکہ کروز شپس "

کی طرف سے دس دن مصر کی ٹرپ کا پوسٹر تھا۔ ہر لفظ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں ستائش اور تجسس کے جذبات میں اضافہ ہوتا گیا۔ ٹرپ صرف بیرونِ مصر افراد کے لیئے تھی۔ سات دن کا ٹور جس کی قیمت انتہائی کم اور اس ٹرپ میں مختلف طریقوں سے پیسے۔۔۔ایک منٹ، پیسے؟ ایسا ہو سکتا ہے جہاں یہ لفظ ہو وہاں المیرا عنایت محسن کی آنکھیں نہ چونکیں۔

پوسٹر کے ایک کونے میں انگریزی میں ایک سطر بھی درج تھی۔

Where luck is tested and life is made easier

(جہاں قسمت کو آزمایا جاتا ہے اور زندگی کو آسان بنایا جاتا ہے۔)

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہایت انہماک سے اب وہ دوبارہ شروع سے آخر تک پڑھنے لگی اور وہیں اسکو اپنی جلد بازی کا احساس ہوا۔ آپ پیسے کما سکتے تھے، پیسے حاصل نہیں۔ بدمزگی اسکی ہر ادا میں جھلکنے لگی۔ کما تو وہ کہیں سے بھی سکتی ہے اسے تو کسی چور راستہ کی تلاش تھی۔ سیدھے کاموں میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔

چلتی ہوئی ٹرین اپنے اگلے سٹیشن پر رکی۔ ہلکے بھورے بالوں والی لڑکی نے سر اٹھا کر دوبارہ سکرین کو دیکھا۔ اس کا سٹاپ آچکا تھا۔ فوراً سے اپنا پرس کندھے پر ڈالا اور کھڑی ہوئی۔ گود میں رکھے سارے پوسٹر نیچے گرے۔

پسِ منظر میں لڑکی کی مشینی آواز چل رہی تھی۔ المیرا نے بیزاری سے آنکھیں گھمائیں اور جھکتے ہوئے تیزی سے ایک پوسٹر اٹھایا، کیا معلوم کب ضرورت پڑ جائے۔ کھلے دروازے کی طرف بڑھتے اس نے پوسٹر کو گول مول کرتے اپنے بیگ میں ڈالا۔ پیچھے ٹرین کے دروازے بند ہوئے اور وہ کھلے آسمان تلے آگئی۔

تیز ہوا کا جھونکا آیا اور چہرے پر ہمہ وقت جھولتی لٹوں کو اپنے ساتھ ہلکا سا اڑا کر لے گیا۔

سیاہ بلیزر کی شکنیں دور کرتے وہ آگے بڑھ گئی۔ یہ پوسٹر جو ابھی بیگ میں گیا ہے نجانے اب اس کی قسمت کب جاگے اور یہ کب صبح کا سورج دیکھ سکے۔

★

الیکسینڈریا میں واقع یہ ایک زیرِ تعمیر پُل تھا۔ جگہ جگہ لوہے کے پِلر تھے۔ پُل کی بنیادیں کھڑی ہو چکی تھیں۔ مضبوط بھی اتنا تھا کے اس پر گاڑی چلائی جا سکے۔ مگر پچھلے دو مہینوں سے یہاں کے ٹھیکے دار اور کنسٹرکشن کمپنی کے درمیان جھگڑا چل رہا تھا جس کے باعث پُل عام عوام کے لیئے نہیں کھولا گیا۔

نیچے نائل کا دریا ساحل سے سر پٹخ رہا تھا۔ وہ پُل ریت اور مٹی پر بنایا گیا تھا جس کی بنیادوں پر سمندری سطح صاف نظر آتی تھی۔

اس گمنام پُل پر کوئی ذی نفس نہیں تھا۔ لیکن۔۔۔۔ کب تک۔

اگر غور کرو تو ایک چھوٹے سے قد والی لڑکی دور سے چلتی ہوئی آئے گی۔ قریب آتے سامنے لگے بئیر ئیر اور انڈر کنسٹرکشن کے سائن بورڈ کو بڑے آرام سے پار کیا یوں جیسے روز کا کام ہو۔ وہ لڑکی ہونٹوں پر کوئی دھن بھی گنگنا رہی تھی۔ شاید کوئی پنجابی گانا تھا۔

دونوں بازوؤں کو مزے سے آگے پیچھے ہلاتی وہ زندگی میں مگن تھی۔ گو کہ اسے خاموشی پسند نہ تھی لیکن کبھی کبھار انسان کو کچھ آؤٹ آف کیریکٹر جا کر کر لینا چاہیئے۔

المیرا کھل کر مسکرا رہی تھی، اس کی مسکراہٹ میں اس وقت کوئی مکاری نہیں تھی بس خوشی تھی۔ فتح کے بعد کی خوشی۔

احسان کے کہنے پر وہ گاڑی سے اتر گئی اور ٹرین پکڑ لی۔ وہ اتنی شادماں تھی کے وہ احسان جیسے ڈفر کے ساتھ اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور یہ شادمانی بھلا کس بات کی تھی؟ ہوا میں ہاتھ بلند کیا۔ چمکتے ہوئے چاند کی روشنی اس کے ہیرے پر ٹھہری۔

"مے مر جاواں (میں مر جاؤں!)" چہرہ ہاتھوں میں ڈھک لیا۔ اس کا ارادہ کہیں بھی احسان سے منگنی کرنے کا نہیں تھا۔ وہ تو محض اسے ذلیل کروانا چاہتی تھی۔ اپنی جان جو چھڑوانے گئی تھی الٹا جان کا عذاب لے آئی۔ اوہ ویل! کم از کم اسے ایک اچھا سسر تو مل گیا نا اور۔۔۔ اِس ہیرے کو وہ کیسے بھول جائے!

اللہ جانے آج اس عورت کو نیند کیسے آئی گی۔

خوشی اور مسرت میں بہک۔۔۔، لہک۔۔۔، چہک کر چلتی المیرا کے پاؤں کو اچانک سے بریک لگی۔

چاند کی روشنی کے راستے میں پل کا آدھا جڑا سر آ رہا تھا۔ آنکھیں حیرت سے مکمل وا ہوئیں۔ جبڑا جیسے زمین کو چھونا چاہ رہا ہو۔ بیچ راستے میں کھڑی ہوتے ہوئے کھلے منہ پر ہاتھ رکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

مصر

وہ اپنی منزل تک پہنچ چکا تھا۔ کھلے آسمان پر چمکتے تارے اور چاند اس کو خوش آمدید کہہ رہے تھے یا پھر۔۔الوداع۔ خدا نے رات اتنی خوبصورت کیوں بنائی ہے؟ خدا نے رات میں اتنا سکون کیوں رکھا ہے؟

سفید ٹی شرٹ سے نظر آتے اس کے کمزور بازو آسمان میں پھیلے تھے۔ دبیز السازار کے ایک ہاتھ پر پلستر تھا، ایک ٹانگ پر پٹی اور ایک آنکھ پر آئیڈین میں ڈوبا روئی کا گولہ۔

ساحل سے سر پٹختا سمندر اُس خاموش رات میں واحد آواز تھا۔ ایک لہر آتی تو گیلی مٹی کی خوشبو دبیر اپنے اندر اتارتا۔ دوسری لہر آتی تو وہ پُر سکون ہو کر خود کو اس سحر زدہ شب کے حوالے کر دیتا۔

www.novelsclubb.com

اس کی آنکھیں بند تھیں۔اور خود وہ زمین سے بلند۔

خاموش رات اسے الوداع کہتی تھی۔اپنے ایک چاہنے والے کو۔وہ ہاتھ پھیلائے پُل کے کنارے کھڑا مرنے کو تیار تھا۔یہی لمحہ تھا۔بس اب مزید نہیں۔۔۔اس کی برداشت کی حد ہو چکی تھی۔

بس یہ ایک چھلانگ اور سب ختم۔کوئی دکھ نہیں۔۔کوئی تکلیف نہیں۔۔تمام غموں سے نجات۔۔

اس نے دماغ پر زور ڈالا۔۔مرنے سے پہلے اس کی آخری یاد کیا ہونی چاہیئے؟

ناچاہنے کے باوجود بھی اس کی بند آنکھوں کے پیچھے ایک ہی منظر چل رہا تھا۔

خون میں لپٹی دو لاشیں۔ایک مرد،ایک عورت۔مرد کے ہاتھ میں خون آلود چاقو۔عورت کے قریب خون آلود گولی۔دس سالہ دبیر السازارا اپنے ایڈیکٹ ماں باپ کی لاشوں کے پاس کھڑا تھا۔

ایک آخری لمبی سانس اندر اتارتے وہ تیار تھا۔

شکریہ۔۔۔ ماما، بابا۔۔۔ کبھی کچھ نہ کرنے کے لیئے۔ میری موت آپ کے"

"نام۔

وہ چھلانگ لگانے کے لیئے آگے ہوا جب۔۔۔۔

"رکو!" ' '

★★★★

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 2

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

....فیصلہ ہو چکا تھا وہ یہاں جائے گی

ہیزل آنکھوں میں تکبر تھا۔وہ آنکھیں اپنی صلاحیت جانتی تھیں۔

★★★★

فیصلہ اٹل تھا۔۔۔وہ وہاں جائے گی۔

ہلکی نیلی آنکھوں میں بس اب سوگوار سی امید تھی۔وہ آنکھیں آس لگانے اور خواب دیکھنے کے لیئے ہی تو بنی تھیں۔

★★★★

فیصلہ لے لیا گیا تھا۔۔وہ جائے گا۔

امبر آنکھوں میں تھکن تھی۔وہ آنکھیں اصول توڑ رہی تھیں،خود کے بنائے اصول۔

★★★★

وقت رکا، کئی لمحات یونہی سُن کھڑے بیت گئے اور پھر بے اختیار وقت نے دوڑ۔۔۔ پیچھے کی طرف سفر اس قدر عجلت میں تہہ کیا کے درمیان میں بیشتر مناظر نظروں سے اوجھل رہے۔

وقت بھاگتے بھاگتے رکا، وہی جہاں ہماری کہانی پچھلی مرتبہ رکی تھی۔

www.novelsclubb.com

باب منصف

وہ اپنی منزل تک پہنچ چکا تھا۔ کھلے آسمان پر چمکتے تارے اور چاند اس کو خوش آمدید کہہ رہے تھے یا پھر۔۔الوداع۔ خدا نے رات اتنی خوبصورت کیوں بنائی ہے؟ خدا نے رات میں اتنا سکون کیوں رکھا ہے؟

سفید ٹی شرٹ سے نظر آتے اس کے کمزور بازو آسمان میں پھیلے تھے۔ دبیر السازار کے ایک ہاتھ پر پلستر تھا، ایک ٹانگ پر پٹی اور ایک آنکھ پر آئیڈین میں ڈوبا روئی کا گولہ۔

ساحل سے سر پٹختا سمندر اُس خاموش رات میں واحد آواز تھا۔ ایک لہر آتی تو گیلی مٹی کی خوشبو دبیر اپنے اندر اتارتا۔ دوسری لہر آتی تو وہ پر سکون ہو کر خود کو اس سحر زدہ شب کے حوالے کر دیتا۔

اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اور خود وہ زمین سے بلند۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خاموش رات اسے الوداع کہتی تھی۔اپنے ایک چاہنے والے کو وہ ہاتھ پھیلائے پُل کے کنار کھڑا مرنے کو تیار تھا۔یہی لمحہ تھا۔بس اب مزید نہیں۔۔۔اس کی برداشت کی حد ہو چکی تھی۔

بس یہ ایک چھلانگ اور سب ختم۔کوئی دکھ نہیں۔۔کوئی تکلیف نہیں۔۔تمام غموں سے نجات۔۔

اس نے دماغ پر زور ڈالا۔۔مرنے سے پہلے اس کی آخری یاد کیا ہونی چاہیئے؟ ناچاہنے کے باوجود بھی اس کی بند آنکھوں کے پیچھے ایک ہی منظر چل رہا تھا۔

خون میں لپٹی دو لاشیں۔ایک مرد،ایک عورت۔مرد کے ہاتھ میں خون آلود چاقو ۔عورت کے قریب خون آلود گولی۔دس سالہ دبیر السازار اپنے ایڈیکٹ ماں باپ کی لاشوں کے پاس کھڑا تھا۔

ایک آخری لمبی سانس اندر اتارتے وہ تیار تھا۔

’’شکریہ۔۔۔ماما، بابا۔۔۔ کبھی کچھ نہ کرنے کے لیئے۔میری موت آپ کے نام۔

وہ چھلانگ لگانے کے لیئے آگے ہوا جب۔۔۔

’’!رکو ‘‘

دبیر کا پاؤں بمشکل پھسلتا ہوا بچا۔دل ایک لمحہ کو حلق تک آیا۔خود کو سنبھالتے وہ پیچھے مڑا۔

سنسان پل پر اس کے سامنے وہ کھڑی تھی۔جس کی آواز نے اس کا آخری لمحہ خراب کیا تھا۔کیا تھا جو وہ دو منٹ خاموش رہتی ابھی تک تو ملک ُالموت دبیر کی روح بھی نکال چکا ہوتا۔

سٹریٹ لمپ کی جلتی بجھتی روشنی میں نہائے وجود نے بازو سینے پر باندھے تھے۔ استہزائی مسکراہٹ مگر تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھتے سنہرے بال پونی میں اور نیلی فریم آنکھوں پر موجود تھی۔بے بی پنک شرٹ کے ساتھ لال کھلی سی

کیپری اور گلے میں سلیقے سے پھول دار سکارف لپیٹے وہ ہماری کہانی کا ایک مرکزی کردار ہی تو تھی۔ وہی ترک لڑکی جو اپنی بہن کی تلاش میں نہ اِدھر کی رہی تھی نا اُدھر کی۔

"میری مانو تو اپنی آخری آرام گاہ کے طور پر یہاں قریب میں ہی ایک دوسرا پل ہے، اسے چنو۔ سنا ہے وہاں سے آئے دن لوگ کود کر اس کی شہرت میں اضافہ کر رہے ہیں۔" عینک کو درست کرتے وہ دو قدم آگے آئی اور پُل کی سرخ ریلینگ کے ساتھ ٹیک لگالی۔ "اگر مرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو۔۔۔ ورنہ شوقیہ ہوا کھانے کے لیئے (کندھے اچکائے) یہ جگہ ہی تمہاری آکسیجن کی کمی پوری کرنے کے لیئے کافی ہے۔ بی مائے گیسٹ۔"

لڑکی نے ہاتھ میں دو شاپر بھی پکڑ رکھے تھے۔ ایک میں سوڈا کینز تھے اور دوسرے میں شاید موویز تھیں یا گیم کی سی ڈیز۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹھنڈی ہوا کے وقتاً فوقتاً چلتے تھپیڑے اس لڑکی کے سکارف اور بالوں کو اڑا رہے تھے۔ دبیر کی صرف شرٹ ہوا کے بہاؤ پر اڑنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ گنجے سر کو کیا ہی لہرائے۔

سنہری پونی والی لڑکی کو نظر انداز کرتے اس نے رخ دوبارہ سمندر کی جانب موڑ لیا۔ گہری سانس لی اور بازو ہوا میں پھیلا دیئے۔ ابھی نہیں تو کبھی نہیں۔ دیکھتی رہے یہ لڑکی اُسے کیا۔

"دیکھو یہ کسی فلم کی شوٹنگ تو ہو نہیں رہی جو میں تمہیں روکوں گی اور خود کشی پر ایک آدھے گھنٹے کا لیکچر دونگی۔ اسی لیئے نہ مجھ سے ایسی امید رکھو اور نہ ہی خود کو کوئی مرکزی کردار سمجھو۔ ابھی بھی وقت ہے اتر جاؤ۔" اس لڑکی کی باتیں سر درد تھیں اور چہرے کے تاثرات سے وہ کوئی زہر کی پڑیا لگتی تھی۔

"Cuánto habla esta bruja"

(کتنا بولتی ہے یہ چڑیل)

سرگوشی کی جو اس بے آواز پُل کی وجہ سے بخوبی اس لڑکی کو سنائی دی۔

"کیا! کیا!" اس کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں۔ "یہ تم کس زبان میں میری برائیاں کر رہے ہو؟ میں نے ابھی انگریزی کے علاوہ کوئی اور زبان بولنا شروع کی تو سمجھتے رہنا کیا کہا ہے۔" دبیر نے ضبط کرتے ہوئے آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں اور نظرانداز کیا۔ اسے اپنی ساری توانائی مرنے کے لیئے سنبھالنی تھی۔

وارم اَپ کرتے گردن دائیں بائیں ہلائی، کہنیوں کو ہلکا سا مسلا اور دوبارہ خودکشی کی پوزیشن سنبھالی۔ چاند کو ایک آخری بار محبت پاش نظروں سے دیکھتے اس نے چہرہ سمندر کے رخ موڑ لیا۔ ایک پاؤں آگے، چھلانگنے کے لیئے تیار۔۔۔۔

"ویسے تو مجھے کوئی خاص شوق نہیں انجان لوگوں کو بچانے کا (دبیر نے اندر ہی اندر چیختے پاؤں پیچھے کر لیا) لیکن ایک آخری بات بولوں گی کہ۔۔ ڈرگز کی اتنی مقدار لینے کے بعد یوں پل پر کھڑا ہونا سیف نہیں۔"

پُل پر کھڑا مرد جھٹکے سے مڑا۔ تیزی سے چہرہ پھیرتے اس نے بن بلائے مہمان کو دیکھا۔

گہری بھوری آنکھوں میں سوال اور خوف ہما وقت تھا۔

"تمہیں کیسے۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ میں ڈر گزلیتا ہوں؟" آنکھیں حیرت سے گول ہوئیں۔ لڑکی نے اس کی بات پر ناک چڑھائی اور چہرہ سنسان پُل کی طرف موڑ لیا۔

"تم سے آنے والے بدبو کے بھبھکے چھ فٹ کی دوری سے بھی فضا کو مہکا رہے ہیں میں تو پھر بھی بد نصیبی سے چھ فٹ سے آگے کھڑی ہوں۔"

دبیر جو اسے اچھا خاصا عقلمند سمجھ رہا تھا اپنی ہی عقلمندی پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔ پھولے تنفس سے لڑکی کو دیکھا۔ وہ لڑکی اس کی توجہ پھیر رہی تھی۔ غصہ پیتے اس نے منہ پھیرا، آنکھیں بند کیں اور۔۔۔

"یہ دیکھو میں نے پولیس کو کال کر دی ہے شرافت سے نیچے اُتر آؤ۔" اس بار اس لڑکی کے لہجے میں کچھ اور بھی تھا۔ وہاں طنز کے بجائے دباد باخوف تھا۔ کیا وہ ڈر رہی تھی؟ دبیر نے ایک گہری سوچتی نگاہ اس پر ڈالی۔

پوری آنکھیں وا کرتے اس نے فون کی سکرین کی طرف اشارہ کیا۔ نظریں بے اختیار اس کی آنکھوں تک گئیں۔ آسمان جیسی نیلی مگر رات کی طرح گہری نہیں تھیں۔ وہ چمکتی تھیں۔ یوں جیسے چاندی کے کنارے ہوں اور اندر پانی سے بھرا پیالہ۔

"ایک کلک اور پولیس یہاں!" دبیر نے اس کی آنکھوں سے نظریں ہٹاتے اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہاں سے نظر ہٹی تو ہاتھ کو دیکھا۔

شکست خوردہ سانس خارج کرتے وہ پل کی ریلنگ پر ہی بیٹھ گیا۔ یوں کے ایک ٹانگ اوپر تھی اور دوسری ریلنگ سے نیچے لٹک رہی تھی۔ لڑکی مسکرائی اور فون کندھے پر لٹکائے پرس میں ڈال دیا۔

www.novelsclubb.com

دبیر نے ایک جانچتی نگاہ جلدی سے سر تا پیر اس پر ڈالی۔وہ مصری تو یقیناً نہیں تھی کیونکہ وہ اس سارے عرصے میں عربی کے بجائے انگریزی استعمال کر رہی تھی۔

سرخ بار سے ٹیک لگائے وہ اس سے فاصلے پر کھڑی مسکرا رہی تھی۔چاند کی روشنی اور سٹریٹ لمپ کی روشنی سب ہی اس کے سنہری بالوں کی سایہ دار تھی۔دبیر روشنی سے دور تھا۔

لڑکی نے ایک شاپر سے سوڈا کین نکالا۔اتری ہوئی سرخ نیل پالش کے ناخن سے اسے کھولتے دبیر کی طرف بڑھایا۔

آدھے ہسپانوی نے ایک بے تاثر نگاہ کین پر ڈالی اور پھر سے چہرہ پھیر لیا۔کین کی "آفر ٹھکرا دی۔"مجھے کیوں روکا ہے؟

کیونکہ میرا الائو ایکشن تھرلر دیکھنے کا کوئی موڈ نہیں ہو رہا تھا۔"طنز کرتے " چہرے کے زاویے بگاڑے۔"اور یہ پکڑو زیادہ نخرے مت کرو۔"آنکھیں گھمائیں۔

دبیر نے ایک رسمی نگاہ اوپر سے نیچے تک اس پر ڈالی اور پھر کین تھام لیا۔ لڑکی دوبارہ مسکرائی۔ اپنے کین کو کھولتے اب اس نے اس میں اسٹرا ڈالا۔ پچیس سالہ اڈیکٹ نے دونوں ٹانگیں ریلنگ پر سے لٹکاتے کین کی ٹھنڈک کو ہاتھوں پر محسوس کرنے کی خاطر کین کو دونوں ہاتھوں کے درمیان دبایا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" لڑکی تاروں سے سجے آسمان کو دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

"دبیر۔۔۔"

"پورا نام بتاؤ؟" لہجہ تھوڑا سخت اور مغرور سا تھا۔ حکم جو دیا گیا تھا۔

پی کیپ اور پٹیوں والے وجود نے آنکھیں گھمائیں۔" دبیر السازار۔" اور اپنے سوڈا کا گھونٹ بھرا۔

پُل بے آواز تھا، شاید وہ اب ان دو نفوس کی ملاقات سننا چاہتا ہو؟

www.novelsclubb.com

اور تمہارا نام؟"" کن آکھیوں سے دیکھتے اس سے پوچھا۔ لڑکی نے پہلے سٹرا "
سے گھونٹ بھرا۔

گل۔۔۔ گل جان۔"" خالص ترک لہجے میں بولتی دبیر کو دیکھا۔ خاموش پُل "
کے نیچے بنے ٹرین اسٹیشن سے گزرتی ایک ٹرین کی چنگھاڑتی آواز سارے ماحول
میں سنائی دی۔

چاند سی آنکھوں جیسی گل جان مسکرا رہی تھی۔۔۔ کیا وہ ہر وقت یونہی مسکراتی
تھی؟ دبیر کی نظروں میں یہ سوال اُمڈ چکا تھا اور اب جب تک اس سوال کا جواب
نہیں مل جاتا وہ یونہی اسے دیکھتا رہے گا۔

بغیر رکے۔۔۔ بغیر سوچے۔۔۔

★

لہریں آپس میں ٹکرا کر ایک فسوں سا قائم کر رہی تھیں۔ ہوا کے ٹھنڈے
تھپیڑے اس کی روکھی زرد رنگت سے ٹکراتے اور فضا میں شامل ہو جاتے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوڈا کا کین ختم کرتے اس نے پل پر رکھا۔ پلاسٹک اور بنجر کی زمین کے ٹکرانے کی آواز آئی۔ چاند سے نظریں ہٹاتے اس نے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا وہ پل کی بار سے ٹیک لگائے نیچے زمین پر بیٹھی تھی۔

آ بر وا کٹھے تھے اور ہاتھوں سے وہ باری باری ایک سی ڈی نکالتی، اسے سڑک کی بتی کے نیچے کرتی اور ڈبے پر لکھی ڈسکرپشن پڑھتی۔

خریدتے وقت نہیں دیکھی تھی کیا؟" بے تاثر لہجہ، بغیر دیکھے کہا۔ وہ بھی اب ریلنگ کے سہارے زمین پر بیٹھا تھا۔

گل نامی لڑکی نے اپنی سوچ کے درمیان مصروف نگاہ اس پر ڈالی۔ "کیوں نہیں دیکھی؟ ایک گھنٹا لگا ہے دونوں سی ڈیز کو لینے میں۔

دبیر کی حیرت سے گردن مڑی۔ "لیکن مجھے دکاندار پر بھروسہ نہیں اور اب شاید مجھے اینٹ مین کے بجائے تھوڑ لے لینی چاہیئے تھی۔

دبیر نے کھلے منہ اور نا سمجھ نگاہوں سے اُس دوسری خلاسے آئی عجیب لڑکی کو دیکھا۔"تم فین ہو؟ "

کیوں ! تم نہیں ہو؟""چشمے کے اوپر سے دیکھتے اسے وہ کسی نک چڑھی لائبریرین سے کم نہیں لگ رہی تھی۔اس کی نیلی آنکھوں میں صاف لکھا تھا خبر دار جو میرے شوق کا مذاق اڑایا۔ "

"maldita sea la bruja"

(چڑیل کہیں کی!)

دبیر نے ایک نظر سی ڈیز کو دیکھا اور پھر اسے۔کوئی جواب نہیں۔۔۔وہ اگر مذاق نہیں اڑا سکتا تھا تو نہ بھی نہیں بول سکتا تھا۔یہ عجیب سی چڑیل اسے خاصی شدت پسند لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

دونوں میں دوبارہ خاموشی چھا گئی۔ صرف شاپر کے ہوا سے لہرانے کی آواز اس خاموش پل پر گونج رہی تھی۔

دبیر السازار کی محبوب نظریں آدھے ہِلال پر ٹکی تھی۔ چاند کا راستہ بادلوں سے صاف تھا۔

"تم نے مجھے کیوں بچایا ہے؟" ہونز چاند کو دیکھتے کہا۔

"بہت گناہگار ہو گئی ہوں میں، سوچا آج کسی کی جان بچا کر نیکی کر لوں۔" اپنی مارول کی سی ڈیز کو محفوظ مقام پر رکھتے اس نے چشمہ درست کیا۔ دبیر نے بدمزہ ہوتے کافی فاصلے پر بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔

گل نے اس کے چڑتے ہوئے تاثرات دیکھے اور اپنی بھی کمر ریکنگ کے ساتھ ٹکا دی۔ پُل زیرِ تعمیر تھا اسی لیے جگہ جگہ اینٹیں، ریت کی بوریاں، کنکر اور میٹل راڈ موجود تھے۔

"گیس کرو ایک لڑکی ایک لڑکے کو کیوں بچائے گی؟"

آنکھیں ٹپٹپاتے بیس بال کیپ والا مرد سوچ رہا تھا۔ یا پھر سوچ چکا تھا بولنے کی ہمت چاہ رہا تھا۔

تمہیں دیکھ کر لگتا تو نہیں تمہارا ٹیسٹ اتنا برا ہے۔" گل جان کی آنکھیں مکمل وا ہوئیں۔ منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

استغفرُاللہ!" سینے پر ہاتھ رکھا۔

"میں تو یہاں سے اپنی شاپنگ کر کے گزر رہی تھی۔ دور سے مجھے ایک ہیولا سا نظر آیا۔ انڈر کنسٹرکشن برج پر رات کے اس وقت ایک انسان خودکشی کر رہا تھا۔ اس سے زیادہ بہتر تھرلر مومنٹ کون سا ہو گا؟" آنکھوں میں چمک لیئے وہ لڑکی مزے سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی۔ دبیر کو اس کی دماغی حالت پر خدشہ ہوا۔

پندرہ منٹ پہلے تم نے کہا تھا کے تمہارا کوئی لائو ایکشن مومنٹ دیکھنے کا موڈ "
نہیں اور اب تم کہہ رہی ہو اس سے بہتر تھرلر مومنٹ کون سا ہو گا۔ کوئی دین
ایمان ہے تمہارا؟" گل کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں نمایاں ہوئیں۔

ہین! میں نے کہا تھا؟" خود سے سوال کیا۔ "ہو سکتا ہے! بھول گئی۔" کندھے "
اچکائے جیسے یہ تو روز کا کام تھا۔ تو اس چڑیل کو بھولنے کی بھی بیماری ہے۔ واؤ!
گل اپنی سوچ اس کے گوشِ گزار کرتے خاموش ہو گئی۔ دو انجان لوگ کتنی ہی دیر
بات کر سکتے ہیں اور سونے پر سہاگا جب دونوں ہی انٹروورٹز
بھی ہوں؟ (introverts)

www.novelsclubb.com

گل کا تو پتہ نہیں مگر دبیر کے ذہن میں بس اِک ہی بات گردش کر کے اس کی توجہ
ہٹا رہی تھی۔ نظریں ہلکی سے موڑ کر گل جان کو دیکھا۔ وہ سینے سے بازو جوڑے
چوکڑی مار کر بیٹھی تھی۔ نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ کیوں چمک رہی تھیں؟ دبیر

کی آنکھیں کیوں ہمہ وقت خالی ہوتی تھیں؟ایسا کیا ہے اس لڑکی کے پاس جو دبیر کے پاس نہیں۔

کیا یہ ہر وقت ایسے ہی مسکراتی رہتی ہے؟

گل کو دیکھتے ہوئے اس نے نجانے کیا سوچتے ہوئے بات شروع کی۔

"مصرات کے اس وقت غیر محفوظ ہے۔"اطلاع دی گئی۔

"محفوظ تو قبر بھی نہیں رہی۔"جھٹ سے لاجواب کیا گیا۔

"تم ایک انجان مرد کے ساتھ پچھلے پندرہ منٹ سے بیٹھی ہو۔میں کچھ بھی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔"ڈرانا چاہا۔

"خودکشی کرنے والے لوگ ایسی رنگین خواہشات نہیں رکھتے۔"اس کے جواب دبیر کو زِچ کر رہے تھے۔جوابی وار سوچنے کے لیئے اس نے منہ دوسری طرف کیا۔سوال یاد آنے پر کمینی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر در آئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گھر والوں نے نکال دیا ہے کیا؟""مصنوعی فکر۔۔۔ "

نہیں میں بھاگ آئی ہوں۔""حیرت ہی تو تھی جس نے دبیر السازار کو اس کی جگہ سے جھٹکے سے اٹھا دیا۔گل جان خاموشی سے اس کا کھلا منہ دیکھ رہی تھی۔ "

بھاگ؟ کیا؟ تم کہاں جاؤں گی؟""بندہ اتنا برا بھی نہیں تھا جتنا بن رہا تھا۔ "

گل فاتحانہ مسکرائی۔""اور ابھی کوئی میرے ساتھ غلط کرنے سے خوف زدہ کر رہا تھا۔""گل کے یاد دلانے پر دبیر کے کان سمیت سر بھی شرم کے مارے لال ہو گیا۔

مسکراتے ہوئے وہ ٹوٹی پھوٹی حالت والا مرد چھوٹا سا بچہ لگ رہا تھا۔گل بے اختیار کھل کر مسکرائی۔ہلکی سی ہنسی بھی سنائی دی۔کندھے سے لگے بیگ میں ہاتھ مارتے وہ کچھ ڈھونڈنے لگی تھی۔دبیر بہت غور سے اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا جب بیگ کے اندر سے ہاتھ نکلا اور اسی ہاتھ میں۔۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

۔"خود ہی کہتی دبیر کے سامنے کیا۔" جانتی ہوں دنیا "pepper spray
کیا ہے اور کیا نہیں۔۔۔اتنی بیوقوف بھی نہیں ہوں جتنی لگتی ہوں۔"اس کے
جتانے پر دبیر تھوڑا سا شرمندہ ہوتے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔"اور تم اتنے برے
نہیں ہو جتنا بن رہے ہو۔" بیگ میں سپرے واپس رکھتے اس نے زپ بند کی۔
پندرہ منٹ میں یہی اندازہ لگایا ہے؟" دوبارہ اپنی جگہ پر درست ہوا۔ "
گل نے کندھے اچکائے۔"اب تم چاند کو گھورتے رہو گے اور زبان کا استعمال نہیں
کرو گے تو میں اتنا ہی اندازہ لگا پاؤں گی نا۔"بیس بال کیپ والا مرد خاموش رہا۔
وہ کم گو تھا یا بنا دیا گیا تھا مگر جو بھی تھا وہ اپنی اسی خاموشی میں خوش تھا۔

★★★★

باب ملکہ

ملکہ، وہ جو بغاوت کی آگ سینے میں لے کر چلتی ہے

وہ جو اس آگ کے شعلہ سے ہر کسی کو جھلساتی ہے

الیکسینکڈریا میں واقع یہ ایک زیرِ تعمیر پُل تھا۔ جگہ جگہ لوہے کے پلر تھے۔ پُل کی بنیادیں کھڑی ہو چکی تھیں۔ مضبوط بھی اتنا تھا کے اس پر گاڑی چلائی جا سکے۔ مگر پچھلے دو مہینوں سے یہاں کے ٹھیکے دار اور کنسٹرکشن کمپنی کے درمیان جھگڑا چل رہا تھا جس کے باعث پُل عام عوام کے لیئے نہیں کھولا گیا۔

نیچے نائل کا دریا ساحل سے سر پٹخ رہا تھا۔ وہ پُل ریت اور مٹی پر بنایا گیا تھا جس کی بنیادوں پر سمندری سطح صاف نظر آتی تھی۔

اس گمنام پُل پر کوئی ذی نفس نہیں تھا۔ لیکن۔۔۔۔ کب تک۔

اگر غور کرو تو ایک چھوٹے سے قد والی لڑکی دور سے چلتی ہوئی آئے گی۔ قریب آتے سامنے لگے بیریئر اور انڈر کنسٹرکشن کے سائن بورڈ کو بڑے آرام سے پار کیا یوں جیسے روز کا کام ہو۔ وہ لڑکی ہونٹوں پر کوئی دھن بھی گنگنا رہی تھی۔ شاید کوئی پنجابی گانا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دونوں بازوؤں کو مزے سے آگے پیچھے ہلاتی وہ زندگی میں مگن تھی۔ گو کہ اسے خاموشی پسند نہ تھی لیکن کبھی کبھار انسان کو کچھ آؤٹ آف کیریکٹر جا کر کر لینا چاہیے۔

المیرا کھل کر مسکرا رہی تھی، اس کی مسکراہٹ میں اس وقت کوئی مکاری نہیں تھی بس خوشی تھی۔ فتح کے بعد کی خوشی۔

احسان کے کہنے پر وہ گاڑی سے اتر گئی اور ٹرین پکڑ لی۔ وہ اتنی شادماں تھی کے وہ احسان جیسے ڈفر کے ساتھ اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اور یہ شادمانی بھلا کس بات کی تھی؟ ہوا میں ہاتھ بلند کیا۔ چمکتے ہوئے چاند کی روشنی اس کے ہیرے پر ٹھہری۔

"مے مر جاواں (میں مر جاؤں!)" چہرہ ہاتھوں میں ڈھک لیا۔ اس کا ارادہ کہیں بھی احسان سے منگنی کرنے کا نہیں تھا۔ وہ تو محض اسے ذلیل کروانا چاہتی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنی جان جو چھڑوانے گئی تھی الٹا جان کا عذاب لے آئی۔اوہ ویل! کم از کم اسے ایک اچھا سسر تو مل گیا نا اور۔۔۔اِس ہیرے کو وہ کیسے بھول جائے!

اللہ جانے آج اس عورت کو نیند کیسے آئی گی۔

خوشی اور مسرت میں بہک۔۔۔،لہک۔۔۔،چہک کر چلتی المیرا کے پاؤں کو اچانک سے بریک لگی۔

چاند کی روشنی کے راستے میں پل کا آدھا جبڑا سر آرہا تھا۔آنکھیں حیرت سے مکمل وا ہوئیں۔جبڑا جیسے زمین کو چھونا چاہ رہا ہو۔بیچ راستے میں کھڑی ہوتے ہوئے کھلے منہ پر ہاتھ رکھا۔

اکیلے پُل پر رات کے اس وقت اگر کوئی بھی شریف اور مہذب انسان وہ منظر دیکھ لیتا جو المیرا دیکھ رہی تھی یقیناً وہ تو شرم سے ڈوب مرتا۔

www.novelsclubb.com

اس سے کافی فاصلہ پر ایک لڑکی لڑکا ساتھ بیٹھے (حالانکہ وہ ایک دوسرے سے دور تھے) سوڈا کین پی رہے تھے۔ لڑکی کا چہرہ روشنی میں ہونے کی وجہ سے صاف نمایاں تھا۔ سنہری پونی اور نیلی فریم۔ وہ سینے پر بازو باندھے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس لڑکی کو جانتی تھی۔ یہ وہی اس دن والے کیفے کی لڑکی تھی۔ وہ جوالمیرا کی باتیں سن رہی تھیں۔ وہ تو نیند میں بھی اپنے ماحول سے انجان نہیں رہتی، کجا کے اسے یہ معلوم نہ ہو کے کون اسے سن رہا ہے اور کون نظرانداز کر رہا ہے۔

لڑکے کا چہرہ ابھی بھی وہ نہیں دیکھ سکی تھی۔ اندھیرے میں بیٹھا وہ لڑکی سے بات کر رہا تھا۔۔ شاید۔ وہ سن نہیں سکتی تھی وہ صرف دیکھ سکتی تھی اور جو اس نے دیکھ لیا تھا وہ آنکھوں کی پتلیاں کھولنے کے لیئے کافی تھا۔

لڑکے نے چہرہ پھیرا، دور کھڑی المیرا عنایت محسن نے کبھی خواب میں بھی یہ تصور نہیں کیا تھا کے وہ اس شخص کو یہاں دیکھے گی۔ عرصے بعد کسی شناسا چہرے کو دیکھنے

کا احساس اور چہرہ بھی وہ جو آپ کے لیئے ہمیشہ بَلی کا بکرا بنا ہو۔۔۔تو خوشی اور حیرت کس کو نہ ہو گی۔

دبیر السازار""؟بے یقینی ہی تو تھی۔ "

تم یہاں!""وہ اندھیرے میں تھی ورنہ ہونٹوں پر آہستہ سے آتی شیطانی "مسکراہٹ ضرور نظر آتی۔

عجلت سے بیگ سے فون نکالتے وہ بجری کی بوریوں کے پیچھے ہوئی۔وہ کیا کرنے والی تھی اور کیوں؟برائے مہربانی ایسے سوال اس عورت سے مت ہی پوچھے جائیں تو بہتر ہے کیونکہ اسے خود بھی نہیں معلوم ہوتا وہ کیا کر رہی ہوتی ہے اور کیا نہیں۔

ہو جاتا ہے۔ go with the flow کے چکر میں plan

دبیر اور وہ ترک لڑکی آپس میں بات کر رہے تھے۔حیرت ہے شکل سے تو اس لڑکی کا ٹیسٹ اتنا برا نہیں لگتا۔

خودکشی کیوں کرنے والے تھے۔" دبیر نے غیر آرام دہ ہوتے پہلو بدلا۔ اتنا "سیدھا اور اچانک سوال۔ "مر کر پری بننے کا ارادہ ہے؟ "

" نہیں بھوت! "

حالت سے تو لگ رہا ہے کوئی تم پر یہ تجربہ کر چکا ہے۔" گل کا اشارہ اسکے پلستر " والے بازو، پٹی والی ٹانگ اور زخمی آنکھ کی طرف تھا۔ آدھے ہسپانوی نے نخوت سے چہرہ پھیر لیا۔ گل کے اشارہ کرنے پر اسے کافی دیر بعد ہاتھ میں درد ہوا تھا۔

بروحا (چڑیل!)" منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ (ھسپانوی میں 'ج' کو 'ح' کی آواز " سے پڑھا جاتا ہے۔)

کیا تم بھی گھر سے بھاگے ہو؟" رازداری سے پوچھا۔ دبیر کو تو اس کے ہر انداز " پر ہی ایک الگ روپ دیکھنے کو مل رہا تھا۔ کیا تھی یہ بندی؟ کس سیارے سے آئی تھی؟ کیا اس جیسے اور لوگ بھی پائے جاتے ہیں؟

"تمہیں واقعی مجھ سے ڈر نہیں لگ رہا؟" حیرت کی انتہا ہو چکی تھی۔ کون سی لڑکی رات کے اس پہر اکیلے پل پر ایک نامعلوم شخص کے ساتھ بیٹھ کر اپنے روشن خیال کا تبادلہ کر رہی ہو گی۔

"اب تم خود کو بھوت مانتے ہو تو میرا کیا قصور۔"

ان سے دور کھڑی شریف شہری نے فون کا بیک کیمرہ آن کیا اور ان دونوں 'لوّ برڈز' پر زوم کیا۔ یوں کسی کی بغیر اجازت تصویر بنانا اخلاقی جرم ہے المیرا۔ سویا ہوا نفس سو سالہ نیند سے جاگا۔ رات کے اندھیرے میں نامحرم سے ملنا مذہبی جرم ہے۔ بہت پیار سے نفس کو اگلے ایک سو ایک سال کے لیئے سلا دیا۔

"تمہیں جانا چاہیے۔" التجا یا مشورہ سے زیادہ یہ بپھرا ہوا حکم تھا۔

"تا کہ تم دوبارہ اس پر چڑھ کر سمندر کی سطح ناپنے کے لیئے کودنے لگو۔ نو تھینکس!" دبیر نے بولنے کے لیئے منہ کھولا مگر جب کچھ الفاظ نہ نکل سکے تو لب دوبارہ سی لیئے۔

کیوں بیٹھی ہو یہاں؟ اتنی اچھی تو تم لگ نہیں رہی جو کسی کی جان کی پرواہ کر کے بیٹھی رہے۔" اس کی بات پر سامنے والی نے بتیسی کی پوری نمائش کی۔

"ایک سوال؟۔۔۔۔خودکشی کیوں کرنے والے تھے؟ "

سمندر کی سطح ناپنی تھی۔اب جاؤ!" وہ اس چڑیل سے تنگ آ رہا تھا۔ "

" !کیا یار بتاؤ تو سہی "

ہائے کو الٹی تصاویر اتارتے اس نے فخر سے موبائل کو دیکھا۔اتنا مسکرا رہی تھی گھر جا کر بتیسی درد کرے گی۔

مجھے جاننا چاہ رہی ہو خود کے بارے میں بتاؤ۔تم مصر سے نہیں ہو رائٹ؟ "

"کہاں سے ہو تم؟

کچھ وقت تک اپنے گھر سے تھی اب نکال دینے کے بعد بس اللہ کی زمین سے ہوں۔" غمگیں انداز میں دہائی دی۔ "

کیا تم سیدھا جواب دے سکتی ہو۔" تنگ آتے ہوئے کہا۔ "

گل نے تھک کے سانس خارج کی۔ "نو فن ایٹ آل۔۔۔۔۔اچھا بتاتی ہوں۔۔۔

میں گل جان ہوں۔ ترکی میں رہا کرتی تھی۔ اب یہاں رہتی ہوں۔ مارول اور ہیری

پوٹر کی فین ہوں۔ کرائم ڈاکومینٹریز میرا کھانا اور فینٹسی کی کتابیں میرا پینا ہیں۔ دنیا

سے بیزار ہوں مگر۔۔۔(ڈرامائی وقفہ) سوسائڈل نہیں۔" آخری جملے پر زور دیا اور

"دبیر کی طرف دیکھا۔ "اب تم بتاؤ دبیر بے، تم کون ہو اور کہاں سے ہو؟

پٹی والے ہاتھ کو مسلتے اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔

دبیر السازار، مصر سے نہیں ہو۔ یہاں ضروری کام کی غرض سے آیا ہوں۔ "

نشئی ہوں، ایڈیکٹ ہوں۔ رات سے محبت ہے۔ سر پر بال نہیں اور ہاں (ڈرامائی

وقفہ) میں سوسئڈل ہوں۔" اپنا تعارف ختم کرنے کے بعد گل کو دیکھا، وہ

مسکرائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ابھی بھی بوریوں کے سائے میں چھپی تھی۔دبیر اور گولڈن گرل (واہ! کیا نام رکھا ہے) نے اسے ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔سیدھا کھڑے ہوتے اس نے بالوں میں انگلیاں پھیر کر سلوٹوں کو دور کیا۔تھوڑا سا کھانس کر آواز کا ہونا چیک کیا۔اتنی دیر سے خاموش تھی خدانخواستہ قوتِ گویائی تو نہیں چلی گئی۔سیاہ بیگ کندھے پر ڈالا اور چھلاوے کی طرح بوریوں کے پیچھے سے نکلی۔

المیر اعنایت کی گھڑی میں لوگوں کا سکون برباد کرنے کا وقت ہوا چلا جاتا ہے۔

"کس ضروری کام سے؟" پُل کے ساتھ اکڑوں بیٹھی عظیم ہستی کی زبان چلی۔

"میں نے پوچھا تم سے کہ گھر سے کیوں نکالا ہے؟" گل نے بیزاری اور بوریت سے آنکھیں گھمائیں۔

"تمام تمام!" دفاعی انداز میں ہاتھ اٹھائے اور آنکھیں گھمائیں۔

"بیلا بلا در! (مصیبت ہی مصیبت)"

کیا کہا...؟"اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ "

دبیر!"اس نے ہڑبڑاتے ہوئے آواز کے رخ کی طرف سر اٹھایا۔"تم زندہ ہو ؟"نسوانی آواز میں کسی نے قریب آتے اسے پکارا۔ "

وہ کسی شناسا چہرے کو بہت عرصہ بعد دیکھنے کا احساس اور چہرہ بھی وہ جو آپ کے لیئے منحوس ثابت ہوا ہو۔۔۔یہ وہ احساس تھا جو دبیر السازار اس وقت اپنی رگ رگ میں محسوس کر رہا تھا۔

خود با خود وہ بیٹھا ہوا وجود آہستہ سے کھڑا ہوا۔بے یقینی تھی کے کم نہ ہو رہی تھی۔۔۔منہ تھا کے بند نہیں ہو رہا تھا۔

المیرا عنایت محسن!"بے یقین سی سرگوشی۔ایسے جیسے سامنے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو مگر پھر المیرا بھی کیا کسی بھوت سے کم تھی! "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھوں میں خوشگوار حیرت اور لہجہ میں فکر مندی سموئے وہ اب ان کے سروں پر کھڑی تھی۔ نظریں دبیر کے چہرہ پر تھیں مگر رکن آنکھیوں سے وہ گولڈن گرل کے الجھے ہوئے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

المیرا نے آنکھوں کو گول کرتے مہربان بنایا۔"تم مصر میں ہو؟ مجھے لگا مر ور گئے ہو۔"

ترک لڑکی نے پہلے دبیر کو دیکھا پھر المیرا کو۔

"آپ ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟"کافی دیر سے خاموش کھڑی گل نے سوال کیا۔

"ہاں نا! دبیر میرا بیسٹ فرینڈ اور کلاس فیلو ہوا کرتا تھا۔"بیسٹ فرینڈ کے لفظ پر دبیر نے باقاعدہ خود کی طرف اشارہ کیا۔ گل نا سمجھی سے دونوں کو دیکھے گئی۔

www.novelsclubb.com

"خیر چھوڑو سب۔یہ دیکھو!"اس کے زخموں کو نظر انداز کرتے اپنا بائیاں ہاتھ چہرے کے ساتھ انگوٹھی والا ہاتھ لگایا تھا۔کس قدر "tada!!!"آ گے کیا۔ نور تھا۔۔۔چہرے نہیں ہیرے میں۔

"یہ کس کی چرائی ہے؟"المیرا کا سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔بدمزگی سے ہاتھ نیچے کیا۔

"لعنت ہو تم پر۔۔جب بھی بولنا فضول بولنا۔۔چرائی نہیں ہے(گالوں پر ہاتھ رکھتے شرمانے کی اداکاری کی)آئیم انگیجڈ!"

"نعوذ باللہ!"دبیر کی کھانسی بے اختیار تھی۔گل کی مسکراہٹ البتہ پورے سوچ بچار کے بعد نمایا ہوئی تھی۔

"جلتے رہو تم!"زور سے اس کے زخمی کندھے پر تھپڑ مارا۔وہ کراہتے ہوئے دور ہوا۔

المیرا اگل کی طرف مڑی، مسکرائی۔۔آنکھوں کے کناروں میں لکیریں نمایاں ہوئیں۔

"تم جیل سے کب نکلی؟""لو جی! ہو گیا کباڑا۔"

دبیر کے تفتیشی لہجہ پر اس کے چہرے پر ایک پل کو سایہ سا گزرا جیسے کسی راز کے افشاں ہو جانے کا ڈر ہو مگر۔۔وہ پل اس قدر مختصر سا تھا کے گل تو کیا دبیر بھی المیرا کے بدلتے ہوئے تاثرات نہ دیکھ پایا۔

"بالکل اسی طرح جیسے تمہیں جیل میں ہونا چاہیئے تھا۔"اس کی تپا دینے والی مسکراہٹ پر دبیر نے کھڑے کھڑے ہی پہلو بدلا۔"کیونکہ جامعہ میں منشیات بیچتے تم پکڑے گئے تھے میں نہیں۔"بہت سکون سے سور پھونکا گیا۔کان کی لو کو مسلتا دبیر اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔پُل پر ایسا سناٹا تھا جیسے بات نہیں بم گرایا ہو۔

دبیر المیرا کو دیکھ رہا تھا حیرت، صدمے اور بے یقنی سے۔المیرا دبیر کو دیکھ رہی تھی معصومیت، خوشی اور جوش سے۔۔۔اور اس تکون کا آخری سرا گل دبیر کو دیکھ رہی تھی شاک، طنز اور حقارت سے۔۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم ڈر گز بیچتے ہو؟" گل کے لہجے میں چھپی حیرت یوں لگتی تھی جیسے کوئی بہت بڑا دھوکہ ملا ہو۔

"کیوں تمہیں نہیں معلوم؟" سیاہ کوٹ والی ملکہ گل جان کی طرف مڑی جو بے یقینی سے ابھی بھی دبیر کو دیکھ رہی تھی۔

"اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو۔۔ بتایا تو تھا ایڈ یکٹ ہوں۔" بہت آرام سے بہانہ پیش کیا۔ نظریں چراتے، پلستر والا بازو مسلتے۔

"لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کے تم ڈر گز بیچتے بھی ہو۔" طیش سے لہجہ بلند ہوا۔ دبیر نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ المیرا کا ہاتھ اپنی گال تک گیا۔

رئیلی! اس نے نہیں بتایا۔" گل نے آہستہ سے نہیں کہا۔ "پھر تو اس نے یہ بھی نہیں بتایا ہو گا۔۔۔ یہ بنک مار مار کر لیب میں چھپ کر جائونٹ (چرس والا سگریٹ) پھونکتا تھا۔" گل اب ایک قدم پیچھے ہوئی، سوالیہ نگاہوں سے دبیر کو دیکھا جس نے جواباً کندھے یوں اچکائے جیسے اس کے نزدیک یہ کوئی جرم نہ تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آدھا یونیورسٹی اس کی بیچی گئی ڈرگز پر عیش کرتا تھا۔" جلتی پر تیل چھڑکنا ہو تو کوئی المیرا عنایت سے سیکھے۔

دبیر نے لاپرواہی سے اپنا پلستر شدہ بازو دیکھا، اسکو دوبارہ پٹی کر لینی چاہیئے۔

"اپنے گھر میں یہ بتا کر آیا تھا کہ یہ یونی کے ساتھ ساتھ ریحیب سینٹر بھی جارہا ہے مگر یہ سینٹر کی فیس کے پیسے بھی نشہ میں اڑا آتا تھا۔"

دبیر نے جمائی روکی، گل تو ہر نئے دھماکے پر ہکا بکا ہو رہی تھی اور المیرا، اسکو یہ سب کر کے تسکین شاید نہیں البتہ تفریح اچھی خاصی مل رہی تھی۔

"مجھے تم سے یہ توقع نہیں تھی۔ تم نے ((perezoso تسک تسک پریسو ہو اپنی گرل فرینڈ سے بھی اتنی بڑی بات چھپائی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"گرل فرینڈ!" دو لوگوں نے یکجا ہو کر کہا۔ جہاں وہ بھوری آنکھوں والا مرد پریشان ہوا وہیں نیلی آنکھوں میں بھی الجھن اتری۔ ہیزل آنکھوں نے باری باری دونوں کو دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو دونوں؟" اسکے ہاتھ اپنے دفاع کے لیئے پہلے ہی بلند تھے۔

"کس گرل فرینڈ کی بات کر رہی ہیں آپ؟" گل نے دوٹوک سوال کیا۔

"میری تو منگنی ہو چکی ہے اور تم دونوں کے علاوہ یہاں کوئی اور موجود نہیں تو۔۔۔" اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی۔

گل کے چہرہ تن گیا، اپنی طرف مسکرا کر اشارہ کرتی لڑکی کو دل کیا پُل سے دھکا دے دے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سنیے مِس۔۔۔۔" بولتے بولتے رک گئی،اسے کچھ یاد آیا یا جیسے کچھ پہچان لیا ہو۔

"ایک منٹ! ایک منٹ!" گل نے آنکھیں چھوٹی کیں۔"تم تو اس دن کیفے یاسمین میں نہیں آئی تھی؟" اوپر سے نیچے تک دیکھا۔اب سب سمجھ آچکا تھا۔چہرہ پر طنزیا مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔دل کیا قہقہ بھی لگا دے۔

"تمہاری باتوں سے تمہارے کیلیبر کا اندازہ لگا لیا ہے میں نے۔۔۔یہ منگنی زبردستی کی ہے تم نے؟" گل انتظار کر رہی تھی ابھی یہ عورت شرمندہ ہو گی، جھوٹ بولے گی،دل کیا تو بات بھی بدل دے گی۔۔۔۔لیکن اس کا انتظار انتظار ہی رہا۔

المیر اعنایت محسن گل جان کی بات سن کر کھل کر مسکرائی۔۔۔فخر چہرہ پر چمک رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گل کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔۔۔یہ سامنے کھڑی عورت کیا چیز ہے؟میں اسے ذلیل کر رہی ہوں یہ آگے سے مسکرا رہی ہے۔

تو میرا اندازہ درست تھا تم واقعی اس دن میری باتیں سن رہی تھی۔"گل نے اپنے دفاع کے لیئے منہ کھولا۔"کوئی نہیں میں بھی تمہیں ہی سن رہی تھی۔۔۔کیسی جا رہی ہے زندگی۔۔۔بہن ملی ہے یا نوکری کی طرح وہ بھی پہنچ سے دور ہے؟"

ترک لڑکی مٹھی بند کیئے ضبط کر رہی تھی۔۔بے تحاشہ دل چاہ رہا تھا اس عورت کو مکا مار دے مگر وہ ان مداخلت کرنے والے خیالات پر عمل ہی تو نہیں کر سکتی تھی۔

فاطر اسلام تھوڑی ہے وہ!

یہ واقعی میں تمہاری دوست ہے؟"دبیر کو بیزاری سے دیکھتے ہوئے انگریزی میں کہا۔

جی الحمداللہ !"" المیرا مسکرائی۔ دبیر نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ اللہ معاف کرے المیرا اور اس کی دوست۔۔ وہ اس پیشکش سے پہلے ڈرگز کی زائد مقدار لے کر مرنا پسند کرے !"

"برداشت کیسے کرتے ہو اسے ؟"" المیرا کی خرانٹ ہنسی نے ایک پل کے لیئے دونوں کو ڈرا دیا۔ گل کو اس کی دماغی حالت پر خدشہ ہوا۔ کونسا لطیفہ سنایا ہے میں نے ؟

"جیسے یاسمین تم لوگوں کو کرتی تھی۔"" کچھ تھا جو تھما تھا یا تو وہ گل کی دھڑکن تھی یا نیچے بہتے سمندر کی لہریں۔

"یاسمین ہی نام ہے نا تمہاری بھاگی ہوئی بہن کا؟"" المیرا دونوں بازوؤں کو باندھے ہلکے ہلکے قدم لیتے اس کی دوسری طرف آئی۔ اس عورت کی یاداشت خطرناک تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس وقت گل نے شدت سے دعا کی کاش وہ اپنی ہیلز پہن آتی تو یہ پانچ فٹ ایک اِنچ کی آفت سر اٹھا کر اسے دیکھ رہی ہوتی۔

اسکی نظروں میں استہزاء اور حقارت جھلک رہی تھی۔ گل سن کھڑی تھی۔ دبیر ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔ کسی بھی دلچسپی کے بغیر۔

"جب کسی کی باتیں سنتے ہیں نا' آنسہ گل' تو بالکل پتھر کا ہو کر نہیں بیٹھ جاتے۔"

گل اس کی آواز میں چھپی باریکی بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ خاموش پُل پر وہ اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی۔ المیرا کی آنکھوں کا رنگ تبدیل ہوا۔ زمرد میں بھورا رنگ گھلا۔ گل ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"تم۔۔۔ تمہاری آنکھیں۔۔"

"حسین ہے نا، جانتی ہوں!" بال لہرائے۔ اس کی ادا پر گل کا ڈر خوف سب ہوا میں اڑ گیا، غصہ دوبارہ غالب آ گیا۔

خوفناک ہیں!" سختی سے چبا کر کہنے پر المیرا کا چہرہ مرجھا گیا۔نیچے جھکتے ہوئے "

گل نے اپنے شاپر اٹھائے اور سیدھی کھڑی ہوئی۔

پہلے دبیر کو دیکھا، جو پلستر کھولنے میں مصروف تھا پھر المیرا کو دیکھا اس نے

مسکراتے ہوئے پلکیں لہرائیں۔

" bir aptal bir aptal çizer "

(بیوقوف بیوقوف کو کھینچتا ہے۔)

دونوں پر ایک ناپسندیدہ نگاہ ڈالتے وہ بغیر کوئی دعا سلام کیئے وہاں سے جانے لگی۔

قدم تیز اور بپھرے ہوئے تھے۔

'یہ کیا بول کر گئی ہے؟" غصہ میں دور جاتی گل کی پیٹھ کو دیکھتے اس نے '

رازدارانہ انداز میں دبیر سے اردو میں کہا۔

www.novelsclubb.com

میں کیا ہوں، گوگل ٹرانسلیٹر؟'' چڑ کر اردو ہی میں جواب دیا۔ المیرا نے ' '

میں نے بھی کس سے پوچھ لیا والی نگاہ اپنے ہاتھ کو دباتے مرد پر ڈالی اور چہرہ پھیر

لیا۔

اندھیری رات اور روشن چاند اب اس انجان پُل پر اپنے اصل سے روٹھے ہوئے دو

انسانوں کو دیکھ رہی تھی۔ نجانے ان کی کہانی کی کڑی کب اور کہاں جا کر ملنی تھی؟

★

اگلا دن

چاند آہستہ آہستہ سورج کے راستے سے ہٹا۔ تاروں سے سجے آسمان سے اب روشنی

کی کرنیں پھوٹ کر آرہی تھیں۔ اگلے دن کی صبح کا آغاز ہو چکا تھا۔

الیکسینڈریا میں واقع سورج میں دمکتی وہ سفید ستونوں والی عمارت آج لوگوں کے

لیئے کھولی گئی تھی۔

زیزینیا میں واقع یہ رائل جیولری میوزیم تھا۔

زیزینیاالیکسینڈریاشہر میں موجود ایک متمول محلہ ہے۔جہاں آپ کو مشہور وکلاء، ڈاکٹرزاور بزنس ایگزیکٹوز کے گھر ملیں گے۔

یہ جو آج میوزیم ہے کسی زمانہ میں محل ہوا کرتا تھا جسے کافی عرصہ عام عوام کی پہنچ سے دور رکھا گیا ہے۔

اینٹوں کے بنے وسیع اور کشادہ صحن کے بیچو بیچ گھاس ایک گول دائرے میں سجاوٹ کے لیئے لگائی تھی۔اس محل کو انفرادی طور پر یورپی طرز تعمیر کی نمائش کے لیے مصر میں قیمتی سمجھا جاتا ہے۔

بار کو پار کروں تو سامنے شاہانہ سیڑھیاں اندر کو لے جائیں گی۔دیواریں اور چھتیں مختلف تاریخی مناظر اور قدرتی مناظر کی عکاسی کرنے والی آئل پینٹنگز سے مزین ہیں۔ محل کی کھڑکیاں سیسہ پلائی ہوئی شیشے کے آرٹ ورک سے مزین ہیں جو یورپی طرز کے تاریخی مناظر کو بھی پیش کرتی ہیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لکڑی کے فرش کو لال قالین سے سجائے یہ میوزیم واقعی محل لگتا تھا۔جگہ جگہ لٹکے فانوس،اونچی فرنچ کھڑکیاں اور دروازے جن سے آتی صبح کی کرنیں اندر رکھے ہیرے جواہرات کی چمک بڑھا رہی تھی۔

میوزیم میں شاہی خاندان کے اہم زیورات اور آرٹ ورکز کو دنیا کی نظروں کے لیئے سجا کر رکھا گیا ہے۔

ٹولیوں کی صورت میں لوگ رک رک کر شیشے کے ڈبوں میں مقید ہیرے،تاج، انگھوٹیاں دیکھتے۔متاثر کن تاثرات اور ستائشی نظریں۔

"المیرا!"شیشے میں سجے ہار کے سامنے تنہا کھڑی لڑکی مڑی۔پیچھے سے آتی دھوپ اس کے بھورے بالوں کو روشن کر رہی تھی۔آنکھوں کا رنگ اس وقت بالوں جیسا ہی تھا۔زیبا کو دیکھ کر مسکراتے،آنکھوں کے کنارے بھی مسکرائے۔ بایاں ہاتھ ہوا میں بلند کیا۔

"یہ دیکھو۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" المیرا کی بات کو کاٹتے زیبا دبی آواز میں بولی۔ ایک نظر آس پاس دوڑائی۔ دونوں طرف مین ہال کے دروازے تھے اور مین ہال میں ہی تو اس کے ہیڈ سپر وائزر اور سارے سیاح موجود تھے۔

المیرا نے اس کے ڈرے ہوئے تاثرات کو جان بوجھ کر نظرانداز کیا۔

"چھوڑو نہیں۔" زیبا کا رخ اپنی طرف موڑا۔ اس مصری نے آج ہلکے سبز رنگ کے حجاب میں اپنے بال اچھے سے ڈھکے تھے۔ کانوں میں سے لٹکتے آدھے تربوز کی بنی بالیاں البتہ گردن کے ساتھ ہی نمایاں تھیں۔

"یہ دیکھو!!!!" دیکھو کو لمبا کرتے اس نے ایک مرتبہ مزید بایاں ہاتھ زیبا کے چہرے کے سامنے آہستہ سے لہرایا۔ شوخی کہیں کی!

انگلی سے بڑے ہیرے کو دیکھتے زیبا نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"یہ کہاں سے چرایا ہے؟" "تیزی سے سرگوشی کی۔("یہ کس کی چرائی ہے؟" کانوں میں ایک مرد کی آواز گونجی۔)

"کہیں تم نے یہاں سے کوئی ہیرا تو نہیں اٹھایا؟" زیبا کی آنکھوں میں ڈر تھا۔ نوکری چھن جانے کا ڈر۔ المیرا نے چڑتے ہوئے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔

"ہٹو پیچھے!۔۔۔ تم بھی اس گنجے کی طرح جب بھی بولنا منحوس ہی بولنا۔" اپنے ہیرے والے ہاتھ کو پیار سے مسلتے شکایت کی۔

زیبا نے ایک سہمی نگاہ دوبارہ ہال میں ڈالی۔ سیاح کو شیشے کے پیچھے رکھے تاج کی تاریخ بتاتا اس کا سپروائزر اسی پر نظریں گاڑے بیٹھا تھا۔ یہ زیبا کے ڈیوٹی آورز تھے اور اس وقت وہ امریکہ سے آئی ایک ٹیم کو میوزیم ٹور کروا رہے تھے جب اسے المیرا کا میسج موصول ہوا کہ وہ وہاں آ رہی ہے۔ باتھ روم بریک کا کہہ کر وہ ابھی تک ہال کے باہر ہی کھڑی تھی۔

"اُف زیبا اتنا ڈر و مت! اب تمہاری بہن کے پاس پیسہ ہی پیسہ ہو گا۔ جان چھڑوا دو نگی تمہاری میں یہاں سے۔" سبز ہیلز میں عجلت سے آگے پیچھے ہوتی زیبا رکی۔ تفتیش سے اپنی دوست کو دیکھا۔ اوپر سے نیچے جائزہ لیا۔

یہ دوست امیر کروائے گی اسے؟

پینٹ وہی تھی جس کا رنگ اڑ چکا تھا۔ گلے میں مفلر بھی وہی ستر نگی سا تھا جسے نجانے کب ہی آخری مرتبہ دھلنے کا شرف ملا تھا۔ بس اندر پہنی سفید بٹن شرٹ جو گھٹنوں تک آتی تھی وہ صاف ستھری لگ رہی تھی اور اس پر پہنی آسمانی رنگ کی شرٹ جس کے بازو ملکے سے موڑ رکھے تھے وہ مہک رہی تھی۔

لگتا ہے المیرا نے سال کی پہلی لانڈری کر لی ہے۔

"کیا مطلب ہے تمہاری بات کا؟" بھورے بالوں والی نے زیبا کے تفتیشی لہجے پر آبرو اٹھائی۔

گیس کرو؟" وہ مسکرائی اور دوبارہ سے رخ شیشے میں رکھے ہار کی طرف کر لیا۔ چاندی کے بنے ڈھانچے میں لگے نیلم کے وہ حسین پتھر المیرا کی گردن پر کتنے بھلے لگیں گے۔ زیبا غور سے اپنی دوست کو ہی دیکھ رہی تھی۔ "

شیشے پر دونوں کا عکس نمایاں ہوا۔ پیچھے کھڑی فکر مند زیبا، آگے کھڑی مطمئن المیرا اور زیبا جانتی تھی جب جب اس کی دوست یوں پوری بتیسی کی نمائش کرتی ہے کچھ گڑ بڑ ضرور ہوتی تھی۔

میرہ!" غصہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔ ("یہ انگوٹھی کہیں تم نے میوزیم سے تو نہیں چرائی؟") "

یہ الفاظ صرف سوچے جا سکتے تھے انہیں ادا کرنے کی ہمت فل وقت زیبا اپنے اندر نہیں رکھتی تھی۔

www.novelsclubb.com

المیرا نے وہی انگوٹھی والا ہاتھ بالوں میں نزاکت سے پھیر کر آنکھیں ٹپٹپائی۔

"آئم انگیجڈ!" جہاں زیبا کے ہوش اڑے تھے وہی المیرا نے شرماتے ہوئے چہرہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

کون سی ٹیم، کہاں کا کام۔ اسے سب بھول گیا تھا یاد تھا تو صرف یہ کے المیرا کسی معصوم کے سر پر مسلط کی جانے والی ہے۔

المیرا!" شانوں سے پکڑا تیزی سے اپنی طرف موڑا۔ "تم نے کس کو بلیک میل کیا ہے؟"

بلیک میل!" نا سمجھی سے دیکھا ایسے جیسے یہ لفظ ہی پہلی بار سنا ہو۔"

یہ انگوٹھی کہاں سے آئی ہے؟" بازو جھٹکے سے خود پر سے ہٹائے۔ کمر اور گردن اکڑاتے وہ زیبا کی دوسری طرف آہستہ سے چل کر آئی۔ اب اس کا چہرہ مین ہال کی جانب تھا اور زیبا اس کے دوسرے رخ پر شانہ بشانہ تھی۔

"احسان کے بابا۔"

"واٹ؟ تم نے اس کے بابا سے منگنی کرلی۔" سارے ہال نے اس کے اونچے لہجے پر مڑ کر اسے دیکھا۔ کانوں کو پکڑتے سوری کہا۔

"نہیں اوئے پوری بات تو سن لے۔" المیرا فوراً سے اس کی طرف مڑی۔ زیبا کی بھونیں نا سمجھی سے اکٹھی ہوئیں۔

"احسان کے بابا نے میری اور اس کی منگنی کروادی ہے۔" سورج کی دھوپ سبز کھڑکی سے آتی اس کے چہرہ پر سایہ کررہی تھی۔ ایک فسوں سا تھا، ہیزل بھوری آنکھوں میں جھانکتی وہ سبز روشنی۔

"لیکن کیوں؟" معصومیت سے کہا۔

"کیا مطلب کیوں؟" انگوٹھی کو گھماتے ہوئے اس نے شیشے سے ٹیک لگانی چاہی جب زیبا نے اسے پہلے ہی پکڑ کر پیچھے کر دیا۔ المیرا کے سبز قدم کا اسے اچھے سے اندازہ تھا۔

"تم تو احسان سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی، پھر یہ تبدیلی کیسے؟" المیرا نے افسردگی سے سانس خارج کی۔

"اب میں اس قدر بھی ظالم نہیں کسی کے پُر خلوص جذبات کو ٹھکرا دوں۔" دھیمے لہجہ میں بولتے ہوئے وہ اپنے بالوں میں بھی انگلیاں پھیر رہی تھی۔ زیبا نے اس کا چہرہ پڑھنا چاہا۔ وہ کہیں اور ہی گم نظر آتی تھی۔

کافی دیر خاموشی سے اسے سمجھنے کے بعد سوال کیا۔

"تو کیا تم۔۔۔ احسان سے شادی کر لو گی؟" آواز میں خدشہ تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر تم نے میرے لیئے اس سے زیادہ امیر آدمی دیکھ رکھا ہے تو آئی کین ریکانسڈر مائی چوائس۔" زیبا ترنت سیدھی ہوئی۔اب آئی تھی نا اصلی بات۔

"تم اس کے پیسے کے لیئے اس سے شادی کر رہی ہو؟" خاموش راہداری میں سے گزرتے ایک فرنچ کپل نے زیبا کے اونچے لہجے پر ناگواری سے اسے دیکھا۔اس نے دوبارہ معذرت کی۔المیرا کا رنگ چڑھ چکا تھا۔

"کیوں تمہیں لگا میرا دل آگیا ہے اس پر؟" زیبا نے گردن آہستہ سے ہاں میں ہلائی۔المیرا قہقہہ مار کر ہنسی اور وہ قہقہہ اس قدر خوفناک اور بلند تھا کے وہاں کے "لوگوں کو تو چھوڑو مردہ بھی کفن سے اٹھ کر ہاتھ جوڑے کہ" بہن آہستہ ہنس۔

زیبا کا دل ایک لمحہ کے لیئے دہل گیا۔

"اتنا وہ خوش قسمت!" سرگوشی کی۔جھکی نظروں سے وہ اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی۔

وہ انگوٹھی کسی کے لیئے عہد ہوگا، کسی کے لیئے ناسور مگر۔۔۔المیرا کے لیئے وہ آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔

"دل ہے، کسی پر بھی آجائے مگر دماغ۔۔۔دماغ ہر چمکتی چیز اور ہر امیر آدمی کو دیکھ کر بس ایک ہی اشارہ کرتا ہے، catch it if you can Almira (نگاہیں اٹھائیں، زیبا کو دیکھا۔"اس کے دودھیار نگت پر موجود پیسے کی حرص، ہیزل آنکھوں میں چمکتی لالچ اور ہونٹوں پر سجی خوشامد کرتی مسکراہٹ کسی کو بھی اس کے ارادوں سے خوف زدہ کرواسکتی تھی اور یہاں تو سامنے اس کی اپنی دوست تھی، اس کی خیر خواہ وہ کیوں ناپریشان ہوتی؟

"اور ویسے بھی جتنا بڑا ہیر اا تنا خوبصورت ہاتھ۔"شیشے کوٹریس کرتے ایک ادا سے کہا۔

"اس کے ابا کیسے مانے؟"لہجہ مستحکم رکھ کر سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے ابا کا ماننا ضروری تھا یا میر امانا۔" (تم تو پیسوں کی خاطر مرنے کے لیئے بھی مان جاؤ پھر ایک منگنی کیا بلا ہے؟) یہ بھی زیبا نے صرف دل میں سوچا، کہنے کی ہمت کہاں تھی۔ "

مِس زیبا۔" شیشے کے قریب کھڑی لڑکی ابھی کچھ اور بھی پوچھنے والی تھی جب اپنی نام کی پکار پر وہ ہڑبڑا کر مڑی۔اس کے ماتحت ایک ان ٹرن لڑکا اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ "

آپ کو سپر وائزر سر اپنے آفس میں بلا رہے ہیں۔" زیبا کا مانو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔آنکھیں میچتے اس نے المیرا کو دیکھا۔چہرہ پر غصہ اور خوف تھا۔ "

مبارک ہو۔" بغیر آواز کے کہا۔المیرا نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر داد وصول کی۔ "

زیبا نے ناگواری سے اسے دیکھا پھر اس ان ٹرن کے ساتھ جانے لگی۔

"اچھا سنو!" المیرا کے پکارنے پر رکی۔

"اپنے فلیٹ کی چابی دے جاؤ۔ میری مالک مکان آج واپس آرہی ہے اور میرے پاس اور کوئی ٹھکانا نہیں۔ میں کچھ دن تمہارے فلیٹ میں رک سکتی ہوں؟" پل میں تولا، پل میں ماشا والا حساب تھا اس عورت کا۔ ابھی کیسے گھمنڈ سے کھڑی تھی، اب کیسے معصومیت سے مانگ رہی ہے۔

زیبا کچھ تذبذب کا شکار ہوئی۔

"پلیز بس کچھ دن کی بات ہے۔۔۔ ایک بار شادی ہو جائے تمہیں ایک اچھا سا فلیٹ دلوادونگی۔" الفاظ درخواست کرنے جیسے تھے مگر پھر بھی اس کے چہرے سے لگتا نہیں تھا وہ ناں سننے کے موڈ میں ہے۔ چابی لینے کے لیئے ہتھیلی پھیلائے۔

"میری روم میٹ کا کیا کروگی۔" وہ بات الگ تھی کے اسکی سرے سے کوئی روم میٹ ہی نہ تھی۔

"مجھے روم میٹ کے نام پر مچھر، چھپکلی یہاں تک کے کروکاڈائل سے بھی لڑنا آتا ہے۔" مسکرا کر کہا۔ "اب دے بھی دو نا چابی!" اس کا بس چلتا وہ زیبا کی جیب سے خود ہی چابی نکال لیتی۔ زیبا نے مدد کے لیئے آس پاس دیکھا۔ وہ انکار کرنا چاہتی تھی لیکن المیرا کی حکم دینے والی نظریں اس کے ننی کلی جیسے دل کو جکڑے ہوئی تھیں۔

"دیکھو زیبا تمہارا کوئی بوائے فرینڈ وغیرہ تو ہے نہیں جس کے پتہ لگ جانے کے ڈر سے تم مجھے چابی نہیں دے رہی (وقفہ لیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا) یا پھر ہے کوئی؟"

"استغفر اللہ کرو۔" بے اختیار کہا۔ دل پر پھتر رکھتے اس نے پلیڈڈ پینٹ کی پچھلی جیب سے فلیٹ کی چابی نکالی۔ ہتھیلی پر رکھتے اس نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا۔ آخری بار جب المیرا اس کے فلیٹ میں رہنے آئی تب اس کے ناز نخرے اٹھاتے اٹھاتے اس کی خود کی کمر ادھاروں میں جھک گئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چابی المیرا کی طرف بڑھائی جو اس نے بیچ راستے میں ہی جھپٹ لی۔ فاتحانہ نظروں سے بھالو والی کی چین سے لٹکی چابی کو دیکھا۔

شکران زیبا! یور دا بیسٹ۔" پیار سے کہتے وہ آگے آئی۔ زیبا کے گال سے گال ٹکرائے۔ "

اب تم جاؤ۔ میں تمہیں گھر پر ہی ملوں گی۔" نزاکت سے ہاتھ ہلاتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ رہنے کا انتظام ہو چکا تھا اب وہ یہاں کھڑے ہو کر کیا زیبا کو دیکھتی؟ "

مس!" ان ٹرن نے پکارا۔ "چلیں!" گھور کر اس لڑکے کو دیکھا۔ تھوڑی دیر چابی کا دکھ بھی نہیں منانے دیا ظالم نے۔ "

★★★★

باب محافظ

رہائشی عمارات سے سجی اس تنگ سی گلی میں بچے ایک دوسرے کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

راستے سے کچھ راہ گیر پیدل چلتے ہوئے گزرے مگر اُن بچوں کے جوش اور انہماک میں رتی برابر بھی فرق نہ آیا۔

ان بچوں کی شور کی آواز گلی کی گردونواح میں پھیلی تھی۔ آواز کا راستہ ٹریس کرو تو وہ آواز بلند ہوتی اس بالکنی تک بھی پہنچ رہی تھی۔ جس کے شیشے کے پار کوئی پردے نہ تھے اور ڈبل بیڈ والے کمرے میں اس وقت کوئی پھٹکے سے لٹکا اس کی میل اتارنے میں مشغول تھا۔

آج گل جان کا کمرہ اس کی صفائی کے ہاتھوں چڑھا تھا۔

کھڑکی سے آتی دوپہر کی دھوپ اس کی پیٹھ جھلسا رہی تھی۔اس کھڑکی پر نجانے پردے لگانے کی استطاعت اسے کب نصیب ہو گی۔

بھوری بیڈ شیٹ کے اوپر چھوٹا سا تین پاؤں والا سٹول رکھے وہ ترک لڑکی میل اور صفائی کی جنگ لڑ رہی تھی۔

ہلکے سنہری بالوں کو پھولدار سکارف کی مدد سے ترک انداز میں لپیٹے، چہرے پر سرجکل ماسک اور آنکھوں پر بھورے چشمے لگائے وہ گندگی کا صفایا کرنے کو تیار تھی۔(نیچے اس نے اپنی نیلی فریم پہن رکھی تھی۔)

گل جان کوئی رسک لینے کو تیار نہ تھی۔اگر جو یہاں سے کوئی کیڑا یا دھول کا مرغولہ اس کی آنکھ میں گھس گیا۔پھر اس کی آنکھ خراب ہو گئی اور وہ اندھی ہو گئی یا پھر بد تر۔۔۔۔اسے سرجری کروانے کے لیئے پیسے جمع کرنے پڑے تو۔۔۔گل جان کیا کرے گی؟

ویسے بھی احتیاط علاج کی ماں ہے۔

زور سے کپڑے کو پنکھے کے ہتھے پر رگڑتے اس نے مٹی اور دھول کو ہٹایا۔نیچے سے بچے یونہی عربی میں اونچا اونچا بول رہے تھے۔اوپر وہ اٹھنے والی دھول کی وجہ سے کھانس رہی تھی۔

ایک تو وہ پنکھا پہلے ہی زمین سے اتنی اونچائی پر لگا تھا اوپر سے اس کا سٹول بھی زمین کے اتنے ہی ساتھ چپکا تھا۔بازو لمبا کر کر کے تھک گیا تھا۔

بہن کو ڈھونڈنے آئی تھی،صفائی والی بن کر رہ گئی تھی۔

ایڑیوں کے بل کھڑے ہوتے اس نے پنکھے کے سر کو صاف کرنے کے لیئے ہاتھ آگے کیا جب کمرے میں اچانک سے فون کی جھنگارتی ہوئی آواز نے خلل ڈالا۔

بمشکل سے گردن ہلکی سی موڑ کر بستر پر پڑا اپنا فون دیکھا۔

ترچھی نظروں اور سٹول پر سے پھسلتی ایڑیوں کے ساتھ بمشکل اس کو جلتی بجھتی سکرین پر

(بشریٰ یاسمین کیفے کالنگ) نظر آیا۔

بھوری عینک کے پیچھے نیلی فریم میں چھپی اس کی نیلی آنکھوں میں خوشگوار حیرت ابھری۔ سب کچھ بلائے طاق لاتے ہوئے وہ جھپٹنے والے انداز میں فون تک گئی جب ایڑھیاں مڑی، ایک پاؤں ہوا میں گیا دوسرا سٹول پر مضبوطی سے جما ہونے کی وجہ سے سٹول کے ساتھ بستر پر لڑکھا اور یہ گل جان سیدھا بازو کے بل بستر پر ڈھاہ۔

آہ!" کراھتے ہوئے اس نے کمر پر ہاتھ رکھا۔ فون ہونز بج رہا تھا جب کے اسے " اپنی دنیا گھومتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔ دوپہر میں ہی ان گنت تارے نظر آ گئے۔

اس کا پاؤں سٹول سے پھسلا یا پھر سٹول بستر پر پھسلا کچھ کہہ نہیں سکتے۔

"Bu binanın yanmasına izin verin!! "

(آگ لگ جائے اس عمارت کو !!!)

حلق کے بل چلاتے وہ کہنی کے سہارے سیدھی ہوئی۔ سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی پھر احساس ہوا چہرہ کسی کورونا کے مریض کی طرح ڈھکا تھا۔

فوراً سے ماسک ہٹایا اور گہرے سانس لیئے۔ فون اب خاموش ہو چکا تھا مگر اس کی کمر تو ٹوٹ چکی تھی نا۔ بیڈ کے بیچوں بیچ بیٹھے اس کے سنہری بال ڈھیلے ہوئے سکارف سے نکل کر باہر آ چکے تھے۔ ساری دنیا بھوری لگ رہی تھی۔ وجہ لگنے ولی چوٹ نہیں، کمال ان چشموں کا تھا۔

فون دوبارہ بجنے لگا۔ غصہ سے گل نے چشمہ اٹھا کر دور پھینکا اور فون ہاتھ میں لیتے کال اٹھائی۔

"مرحبا!"" پیٹھ کے بل لیٹے وہ اپنے ٹوٹے ہوئے کندھے کو مسل رہی تھی۔ سرمئی شرٹ اور لال سویٹ پینٹس دھول اور مٹی میں لپٹی تھیں۔

"کہاں ہو؟"" بشریٰ کے لہجے سے یوں لگتا تھا وہ سرگوشی کررہی ہیں۔ مگر گل نے زیادہ دھیان نہ دیا۔اس وقت اس کے دماغ کے تمام پرزے حِل چکے تھے اور سوچنے کے لیئے دماغ ہی تو چاہیے تھا۔

"جہنم سے چار قدم دور، آپ بتائیں ریس لگانی ہے کیا؟"" سسکیوں کے درمیان کہا اور کندھا سہلانے لگی۔ پورے بدن میں درد کی ٹیس اٹھ رہی تھیں۔

"نوکری ہے تمہارے لیئے۔"" پہلے لفظ پر ہی گل کی آنکھیں پوری واہ ہوئی۔ جھٹکے سے اٹھ کر سیدھی بیٹھی۔ سکارف پیچھے گر گیا۔

"نوکری؟"" نیلی شفاف آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ہلکے گلابی ہونٹ مدھم سا مسکرائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہاں میری ایک مصری دوست کو اپنے ریسٹورنٹ کے لیئے ایک ویٹرس چاہیے "

"۔فوراً کیفے پہنچو وہ یہاں آئی ہوئی ہے۔

گل جو بڑی خوشی سے سب سن رہی تھی آخری کے حکم پر اس کی چہرے کی جوت بجھ گئی۔آنکھوں میں سستی اتر آئی۔اطراف میں نظر دوہرائی، جہاں ایک طرف لانڈری والے کپڑوں کا ڈھیر لگا تھا، سر پر لٹکا پنکھا آدھا گندا تھا اور الماری بکھری ہوئی تھی۔

ابھی یہ سب بھی رہتا ہے۔تھک کر وہ دوبارہ پیٹھ کے بل ڈھے سی گئی۔

آپ مجھے ان کا نمبر فارورڈ کر دیں بشری میں خود بات کر لونگی اس وقت میں "

! بہت مصروف ہوں۔" کر ہی نہ لے وہ کاہل عورت بات

تمہاری مصروفیت کیا ہے؟ جہنم جانا۔۔۔بے فکر رہو جہنم میں تم جیسے "

بیوقوفوں کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔مگر اس دنیا میں تم جیسے بیوقوفوں کی کمی ضرور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہو جائے گی اس لیئے اٹھو اور کیفے آؤ۔اپنی بہن کو ڈھونڈنا ہے یا نہیں!“ یہ ایک حکم تھا کیونکہ دوسری طرف یاسمین کی مالک اب کال کاٹ چکی تھی۔

گل نے ناگواری سے فون کو دیکھا۔(سید ھامنہ پر کال کاٹی ہے)اور پھر آس پاس دیکھا۔یہ اتنا کام کون کرے گا!

کاش دو ہفتوں کی صفائی ساتھ کر لی ہوتی۔غصہ سے وہ بستر پر رکھے سرہانے کو مکے مارنے لگی۔ایک مکہ مارا پھر دوسرا اور تیسرے کے لیئے ہاتھ بلند کیا ہی تھا جب کندھے میں اٹھنے والے مروڑ نے اس کی چیخ نکال دی۔

آہ!!!!“اب اس ٹوٹے ہوئے بازو کے ساتھ کہاں جائے وہ۔"

“Bu binanın yanmasına izin verin!! ”

(!!! آگ لگ جائے اس عمارت کو)

اس کی چیخ باہر سے گزرتی ایک بوڑھی عورت کے کانوں میں بھی پڑی۔وہ لاٹھی کے سہارے چلنے والی عورت رک گئی۔

یہ کس کی پکار تھی۔۔۔آس پاس تو کوئی نہیں تھا۔کیا اس عمارت پر آسیب کا سایہ ہے؟دل ہی دل میں ورد کرتی اس نے لاٹھی کی مدد سے چلنے کا نظام دوبارہ شروع کیا۔

★

ڈاؤن ٹاؤن قاہرہ ہمیشہ کی طرح پُررونق، مصروف اور خوبصورت تھا۔اس علاقہ کو تعمیر کرنے والے شخص اسمعیل پاشا کی سیاہ مورتی شان سے کھڑی ارد گرد گھومتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔

سورج کی کرنیں اس کے مٹیالے وجود سے ٹکرا کر اسے نارنجی ظاہر کر رہی تھیں۔

کونے میں بنا"یاسمین"آج بھی باقی مصر سے الگ تھلگ لگتا تھا۔

اندر عام دنوں کی نسبت زیادہ رونق تھی۔

www.novelsclubb.com

درمیانی میز پر ایک سیاہ بالوں والا دبلا پتلا آدمی اپنی کافی پی رہا تھا۔ اسکے ایک کان میں آئیر پوڈ تھا جس سے مسلسل وہ کافی کے چھوٹے گھونٹ لیتا کسی سے عربی میں بات کر رہا تھا۔ اس سے دور دو لڑکیاں ایک میز پر تھیں اور اس آدمی کے مخالف سمت ایک بھاری بھر کم فربہہ عورت بیٹھی زلابیہ (مصری ڈونٹ) سے لدا پیالہ نوش فرما رہی تھی۔

کیفے میں آج بھی ایک ترک گیت ہلکی سی آواز کے ساتھ چل رہا تھا اور آج بھی بشری سکارف باندھے جھاڑو سے دھول اڑا رہی تھیں۔ اس کے علاوہ خاموشی تھی، بشری کے جھاڑو مارنے کی ہلکی ہلکی سی آواز اور اس آدمی کی عربی میں کہے جملوں کے علاوہ۔

"میں آگئی!" زور سے کیفے کا دروازہ کھولتے ایک وجود اندر داخل ہوا۔ کیفے میں سب ایک لمحے کو ڈر گئے۔ آمد انتہائی غیر متوقع تھی۔ اس عورت نے دہل کر دل پر

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہاتھ رکھ کر استغفار کہا۔ان دو لڑکیوں نے بس ایک ناگوار نگاہ دروازے پر ڈالی مگر میز پر بیٹھا آدمی اس کے منہ سے کافی کسی فوارے کی طرح باہر نکلی۔

دروازے پر کھڑی گہرے گہرے سانس لیتی گل جان کا حلیہ کہیں سے بھی ایک بزنس میٹنگ یا پہلے تاثر کے حساب سے قابلِ قبول نہیں لگتا تھا۔فیروزی رنگ کا بلیزر جس کی کہنیوں پر داغ لگے تھے، سفید رنگ کی گول گلے والی شرٹ اور بال اپنی کلاسک پونی میں ہونے کے بجائے کیچر میں آدھے قید چہرے کے اطراف میں بکھرے تھے۔

بے ہنگم ہوتی سانس پر قابو پاتے ہوئے اس کا سر جھکا تھا اور ہاتھ ہینڈل پر دھرا تھا

۔

کہاں ہے وہ عورت؟""اپنی مادری زبان میں کہا اور ایک نظر اطراف میں " گھمائی۔اس نے ایک قدم آگے بڑھایا۔۔۔بیچ راستے میں ہی رک گئی۔نیم بند

www.novelsclubb.com

آنکھیں پہلے حیرت سے مکمل وا ہوئی۔ دو قدم آگے بڑھائے، کہیں یہ خواب تو نہیں۔ انہیں مسلا لیکن منظر وہی رہا۔ نہیں یہ خواب نہیں۔

حال صرف گل کا یہ نہیں تھا بلکہ کافی کے فوارہ نکالنے والا وہ آدمی بھی حیرت سے منہ کھول کر گل ہی کو دیکھ رہا تھا۔

تم!" ایک لفظ، دو آوازیں۔ "

دروازے پر کھڑی فیروزی بلیزر اور سفید شرٹ والی گل جان کی آواز۔

میز پر بیٹھے سیاہ بٹن شرٹ اور آئیر پوڈ والے زبیر کی آواز۔

یاسمین میں موجود چاروں لوگ سامنے چلتی فلم کو دیکھ رہے تھے۔ دونوں ساکت بیٹھے تھے جب کہیں سے زبیر! زبیر! کی پکار سنائی دی۔

وہ حال میں لوٹا اور اپنے آئیر پوڈ پر انگلی رکھی۔

میں تمہیں تھوڑی دیر بعد کال کرتا ہوں۔"دوسری طرف والا شخص یقیناً " اس کو بے عزتی کے زمرے میں لے چکا ہو گا مگر تب تک زبیر نے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔

تم... یہاں.... کیا کر رہے ہو؟"غصے سے انگریزی میں پوچھا۔ "

ایک کیفے میں بیٹھ کر کیا کیا جاتا ہے؟"سوال کے بدلے سوال لیکن تھوڑے " میٹھے لہجے میں۔ایک جانچتی نگاہ اوپر سے نیچے تک اس پر ڈالی۔ مسکراہٹ تو نہیں البتہ اس نے ناک ضرور چڑھائی تھی۔

"البتہ تمہیں دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تم کسی کیفے میں آئی ہو۔"

اس کے کہنے پر نیلی آنکھوں نے اوپر سے نیچے تک خود کو دیکھا۔ گل کا چہرہ ہلکا سا شرم سے لال ہوا۔اسے تھوڑی معلوم تھا سامنے اس کی ایکس نوکری کا ایکس رائول موجود ہو گا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فیروزی بلیزر کے نیچے سفید گول گلے والی شرٹ غیر استری شدہ تھی۔ چہرہ میک اپ سے پاک تھا اور ٹوٹے ہوئے پاؤں میں چھ کے بجائے تین انچ کی سیاہ ہیلز تھیں۔

بیوٹی اِز پین!

آنکھیں چراتے ہوئے اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

کیفے ہے یہ!'' بال پیچھے کیئے.''کوئی بھی آسکتا ہے یہاں۔ تم بھی تو آئے ہو ''۔''کندھے اچکاتے ہوئے اس نے اپنا دفاع کیا۔ بچکانہ اور فضول طریقہ سے ہی سہی مگر کیا ضرور تھا۔ ساتھ ساتھ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اپنی دائیں جانب بیٹھی عورت کی طرف بھی لے رہی تھی۔

کٹہرے میں کھڑا تو تم نے ہی کیا ہے مجھے۔''آنکھیں گھماتے اس نے کافی کا کپ اٹھایا جو غلطی سے اب خالی ہو چکا تھا، ساری کافی سامنے میز پر گری تھی۔

چہرہ بجھ گیا۔ وہ مصری عورت بہت غور سے ان دونوں کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

گل نے بولنے کے لیئے لب وا کیئے۔

گل ادھر آؤ۔ "بشری نے اس عورت کی نگاہیں سمجھتے اسے اپنے بازو کے حالے میں لیتے دروازے سے ہٹایا اور دھپ سے اس عورت کے سامنے بٹھادیا۔"

وہ عورت گل کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے مریخ سے اترا کوئی ایلین ہو۔ بشری اس کے کان کے پاس جھکی۔

یہ ناجیہ ہے، میری دوست۔۔۔ اپنا کاروبار ہے مٹھائی کا۔ قاہرہ سے تھوڑا باہر نکل کر دکان ہے اس کی، وہاں تمہیں نوکری لگوادونگی۔ بس تم اچھے سے بات کرنا "اس سے۔"

کندھے کو داد دیتی بشری نے گل کو بولنے کا اشارہ کیا۔ وہ مسکرائی اور اوپر سے نیچے تک اس عورت کو دیکھا۔ جھریوں زدہ چہرہ، ہلکی سرمئی آنکھوں پر گول چشمے، سفید

بالوں کے جھبے میں سرخ رنگ کی ہائی لائٹس۔کھلا سا سرخ گوٹے والا کافتان اور موٹے ہاتھوں میں سونے کا بڑا سا کنگن۔

دیکھنے میں تو اچھی خاصی امیر لگ رہی ہے۔سرخ نیل پالش نئے نئے مانیکیور کی علامت تھی۔چہرے کا نور کسی تازہ تازہ فیشل کی داستان سنا رہا تھا۔

"مرحبا!" مسکرا کر سلام کیا جس کا ناجیہ نے سر کے خم سے جواب دیا۔وہ اپنے کھانے کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھی۔

زلابیہ پلیٹ سے اٹھاتی اس عورت نے ایک جانچتی نگاہ اس پر ڈالی۔

"تو تم ہو وہ جسے نوکری چاہیے؟" گل نے بشریٰ کو دیکھا۔اسے عربی نہیں آتی تھی۔یہ عورت اس سے عربی میں سوال کر رہی تھی۔

بشریٰ نے ہاتھوں کے اشارے سے ناجیہ کو بات سمجھانا شروع کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسی وقت گل کو خیال آیا جب اس عورت کو ترکش نہیں آتی اور بشریٰ کو عربی نہیں تو یہ بشریٰ کی دوست کیسے ہوئی؟ یہ دونوں کیسے بات کرتے ہونگے۔

بلکہ۔۔۔وہ کیسے بات کرے گی۔

اشارے کرتی بشریٰ کا کندھا گل نے کھینچ کر اپنے چہرہ کے قریب کیا۔

"یہ آپ کی دوست کیسے ہو سکتی ہے بشریٰ؟" سرگوشی میں اچھا خاصا غصہ تھا۔

بشریٰ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"دوستیاں زبانوں سے نہیں دل سے کی جاتی ہیں کم عقل لڑکی۔" طنز کرتے سے اس کا گال تھپکا۔

گل نے کندھا آزاد کر دیا۔ایک تو وہ ٹوٹے جسم کے ساتھ یہاں دوڑ کر آئی تھی اوپر سے اب ایک گھنٹا اسے بات سمجھانے میں لگ جائے گا۔

کیا تھا جو یہ مصری انگریزی سیکھ لیں۔

www.novelsclubb.com

سر پیٹتے ہوئے اس کا دل کیا وہ رونے لگ جائے۔بشریٰ ابھی بھی ناجیہ کو اشاروں میں کچھ بتا رہی تھی اور سفید سرخ بالوں والی وہ عورت زلابیہ منہ میں ڈالتے بس سر ہلا رہی تھی۔ سمجھ اسے کچھ آئے نہ آئے مگر پیٹ تک جاتا کھانا لذید تھا۔

دو دیواریں آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔

تمہیں مدد چاہیے ؟""انگریزی میں کہے جانے والے جملے پر گل نے سر اٹھایا "

۔دور بیٹھا زبیر جو کافی دیر سے یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا اس سے اب مزید رہا نہیں گیا۔اٹھ کر ان کے سروں پر آ گیا۔

گل کو حیرت ہوئی۔"ایکسیوز می!""زبیر اور اس کی مدد کر دے۔آج سورج کیا مغرب سے نکلا تھا؟

میں فارغ ہی ہوں اور تمہیں دیکھ کر لگتا ہے اس عورت سے ملنے کسی ضروری "

کام سے آئی ہو۔تو میں تمہارا ٹرانسلیٹر بن سکتا ہوں۔""گل کی سمجھ میں بات ابھی

www.novelsclubb.com

بھی کچھ خاص نہ آئی تھی۔زبیر سے مدد مانگنا مطلب اَنا پر پیر رکھنا۔۔نہیں کسی مرد سے مدد مانگنا۔۔۔مطلب اپنی زنانہ انا پر پیر رکھنا۔

"ہاں اگر تم کسی رشتہ میٹنگ کے لیئے آئی ہو تو ابھی بھی وقت ہے چلی جاؤ ورنہ ،پوری عمر یونہی گزر جائے گی۔۔۔بات سمجھاتے، بات سمجھتے۔"اپنے طنز پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔گل نے اسے سئیر یسلی والی نگاہوں سے دیکھا۔

بشریٰ اور ناجیہ کو دیکھتے اس نے گہری سانس خارج کی۔گھر جا کر اسے کپڑے بھی دھونے تھے وہ پورا دن اِن عورتوں کے ساتھ ضائع نہیں کر سکتی تھی۔

"بشریٰ!" دونوں عورتوں نے اس کی طرف دیکھا۔"آپ جائیں زبیر میری مدد کر دے گا۔" جھکی نظروں کے ساتھ اس نے ساتھ کھڑے مرد کی طرف اشارہ کیا۔

بشریٰ کو صدمہ سا لگا، ایک تو میں اس کی مدد کر رہی ہوں اوپر سے یہ مجھ پر کسی اور کو فوقیت دے رہی ہے۔ بشریٰ نے زبیر کو دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تاکہ ماحول کا تناؤ کم ہو۔ بشریٰ کو وہ سر تا پیر تک کالے رنگ میں ڈوبا مرد کچھ خاص پسند نہیں آیا۔

بے دلی سے پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے زبیر کے لیئے کرسی کھینچی۔ دل تو کیا تھا اسے گرا دے۔

وہ جانے والی تھیں جب زبیر نے کھنکھار کر انہیں روکا۔

" ایک ایکسٹرا املک والی سٹرانگ سی کافی۔" اس کی فرمائش پر کیفے کی مالکن گندا سا مسکرائی۔ زبیر کی مسکراہٹ کم ہوئی۔ "فری کی نہیں مانگ رہا پیسے دونگا۔" بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں۔

بشریٰ آرڈر لیتے کچن میں غائب ہو گئی۔ دور بیٹھی وہ دو لڑکیاں اپنا بل ادا کرنے لگیں۔

"تو کیا کام ہے تمہیں ان سے؟" ہاتھوں کو باہم ملاتے میز پر رکھا۔

"بشریٰ نے بتایا ہے یہ کسی مٹھائی کے ریسٹورنٹ کی مالک ہیں۔ بس وہیں ویٹرس کی نوکری چاہیئے۔" زبیر کے کھلے لب بند ہوئے۔

"ویٹرس؟" آواز سے لگتا تھا اسے یہ نوکری خاصی پسند نہ تھی۔ گل جان نے سر ہلایا۔ "اب تم ایک ویٹرس کی نوکری کرو گی؟"

"مجبوری۔۔۔ اگر تمہارا وہ اینگری برڈ دوست مجھے نوکری سے نہ نکالتا تو گل جان پر کبھی اتنے برے دن نہ آتے۔" سینے پر بازو باندھتے اس نے غصہ سے شکایت کی۔

www.novelsclubb.com

زبیر نے چہرہ پھیر لیا۔ تھکن زدہ سانس خارج کرتے اس نے پیشانی مسلی۔

"فاطر تمہیں نوکری سے نکالتا یا نہ نکالتا فرق نہیں پڑنا تھا کیونکہ پروڈکشن ہاؤس نے تمہیں اس ہی کے لیئے ہائر کیا تھا۔ فاطر نوکری چھوڑ کر چلا گیا مطلب اب

تمہاری بھی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔(گل جان کے تناؤزدہ چہرہ ویسا ہی رہا)اور دوسری بات تمہیں ویسے بھی وہ فائر کرنے والے تھے کیونکہ تم ایک نان ایجیپشن تھی۔''اس نئے انکشاف پر گل تیزی سے آگے ہوئی۔آنکھیں سوچ میں پڑ گئی۔

لب حیرت سے واؤ میں ہلے۔

''وائے بے (واہ مسٹر)اور پھر بھی تم مجھ سے پوچھ رہے ہو میں ویٹرس کی نوکری کرونگی کیا؟ جب تم لوگ باہر سے آنے والے لوگوں کی نوکریاں نہیں دوگے تو یہی سب کرنا پڑے گا نا نہیں۔''

''تو یہاں کے لوگوں کے پاس کونسی نوکریاں ہیں۔''زبیر کا لہجہ عادتاً بلند ہوا۔'' تمہاری بیوقوفی ہے کے تم ایک ترقی یافتہ ملک چھوڑ کر ادھر نوکری کی تلاش کرنے آئی ہو۔''

گل کو برا لگا تھا، مگر وہ چھپا گئی۔۔۔اب اسے کیا بتائے وہ نوکری کے بجائے مصر کیا ڈھونڈنے آئی ہے۔

"نوکری کے لیئے نہیں آتی تھی میں یہاں۔" گل محسوس کر سکتی اس کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھی۔اپنی انا اونچی رکھنا آسان تھوڑی ہوتا ہے۔

"پھر کیا آم لینے آئی تھی؟" طنز آمیز پر تھوڑا آگے ہوا۔(مصر اپنے آم کے تہوار کے لیئے کافی مشہور تھا۔)

"نہیں بتا سکتی۔" مٹھیاں بھینچتے وہ اپنی جگہ پر پیچھے ہوئی۔زبیر نے دائیں بائیں سر ہلایا اور غیر شرمندہ نگاہوں سے دیکھا۔

ہلکا سا چہرہ موڑتے اس نے گل کے سامنے کا میز کھٹکایا۔۔

"تمہیں نکالنے کے پیچھے ایک وجہ تمہاری کارکردگی اور تعلیمی ریکارڈ بھی تھا۔"

اس مرتبہ اسے حقیقتاً برا لگا تھا۔پوری عمر ٹاپ کرتے رہنے کے بعد یہ آدمی اسے بول رہا ہے تمہارا تعلیمی ریکارڈ اچھا نہیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"گل میں نے یہاں تمہیں گپے ہانکنے کے لیئے نہیں بلایا۔" کافی کا کپ میز پر رکھتے بشریٰ نے ترکش میں اس سے کہا۔ وہ زرا سا بھوکلائی اور پھر زبیر کو بولنے کا اشارہ کیا۔

مرد نے آنکھیں ڈرامائی انداز میں گھماتے کپ اٹھایا۔

"سلام!" ناجیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ شکر ہے کوئی ہم زبان ملا۔

"میں نے سنا ہے آپ کا کوئی مٹھائی کا ریسٹورنٹ ہے۔" کیفے میں اب ایک کونے میں چار افراد موجود تھے۔ آمنے سامنے بیٹھی گل اور ناجیہ، ایک طرف بیٹھا زبیر اور اس کے پیچھے کھڑی بشریٰ۔

آخری زلابیہ کھاتی اس عورت کا ہاتھ رکا۔

"ریسٹورنٹ؟" گول چشموں کے پیچھے سرمئی آنکھیں حیران ہوئیں۔

"کیوں آپ کا ریسٹورنٹ نہیں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مٹھائی کی دکان ہے میری شہر سے باہر۔"سفید اور سرخ بالوں والی اس عورت کے جواب پر زبیر کی آنکھیں تفتیش سے چھوٹی ہوئیں۔

"دکان اور وہ بھی شہر سے باہر۔"اس عورت نے شیریں سے بھری انگلیوں کو دیکھا۔

"! تم کام بتاؤ نا"

"آپ لوگ ہائیرنگ کر رہے ہے کیا۔"عورت نے اپنی عینک کے اوپر سے اسے دیکھا۔

"ہم مردوں کو وہاں کام نہیں کرواتے۔"زبیر کی آنکھیں ناگواری سے چھوٹی ہوئیں۔

"میں اپنے لیئے نہیں اس کے لیئے (گل کی طرف اشارہ کیا) پوچھ رہا ہوں۔"

عورت نے اب چہرہ تھوڑا بلند کیا اور عینک کے پار سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔

" نا اسے ہم نہیں رکھ سکتے۔۔۔ شکل سے ہی لگ رہا ہے مٹھائی کے نام پر کڑوا زہر بنائے گئ۔" ناک چڑھا کر کہا زبیر نے بمشکل مسکراہٹ روکی۔

کاروائی دیکھتی گل کی سمجھ میں بس اتنی بات آئی تھی کے یقیناً اس کی برائی کی گئی ہے۔ ایک تو یہ الگ زبان میں بات کرنے والے لوگوں سے اسے سخت نفرت تھی۔ زبیر کا کندھا ہلاتے اشارہ سے پوچھا۔ 'میری بات ہو رہی ہے کیا؟' زبیر نے اسے چپ رہنے کا کہا۔

" نام کیا ہے آپکی دکان کا؟" اپنی کافی کا گھونٹ بھرا۔ انداز یوں تھا جیسے سامنے حراست میں لیا کوئی ملزم بیٹھا ہو۔

" السکر!" کافی حلق میں اٹکی، کھانستے ہوئے اس نے کپ نیچے رکھا۔

بشری نے اس کی پیٹھ سہلانا شروع کی۔" ایں کھانس مت، ابھی صاف کیا ہے یہ میز!" کھانستے کھانستے اس کی آنکھوں میں پانی آگیا۔ بشری کی بولی اسے کہاں سمجھ آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

عینک اور دو رنگی بالوں والی ناجیہ کو حقیقتاً پریشانی ہوئی۔

زبیر ابھی بھی ہونز کھانس رہا تھا۔ گل نے میز پر رکھی پانی کی بوتل کھول کر اس کی طرف بڑھائی۔ (بھائی پہلے میرا کام کر دے پھر شوق سے مر جائیں۔)

"میں نے کیا کچھ غلط کہا؟" ناجیہ نے ناسمجھی سے تینوں نفوس کو دیکھا۔

"السکر (کھانسی) السکر۔۔۔ کی مالک ہیں کیا آپ؟ (کھانسی)" چھاتی مسلتے اس نے پانی کا گھونٹ بھرا۔ یا تو کافی میں کچھ تھا یا ناجیہ کی بات میں کچھ ایسا تھا جو وہ کھانس کھانس کر آدھ موا ہو رہا تھا۔

"نہیں بس اس برانچ کی مالک ہوں۔۔ (تھوڑا سا رکی اور زبیر کو دیکھا) تم کیوں اتنا پوچھ رہے ہو؟" زبیر نے کوئی جواب نہ دیتے ہلکی سی ہچکی کے بعد پانی پیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ماحول میں بڑھتے تناؤ پر گل آہستہ سے آگے آئی اور سرگوشی کی۔ ''کیا کچھ ہوا ہے؟'' سیاہ آنکھوں نے نیلی آنکھوں میں جھانکا۔ گل نے آئبرو اچکاتے بات دہرائی۔

''کیا تم واقعی یہ نوکری کرنا چاہتی ہو؟'' زبیر نے بھی سرگوشی میں سوال کیا۔

''کیوں کیا یہ ایک دکان کے نام پر آنڈر گراؤنڈ بزنس چلا رہی ہیں۔'' زبیر کے بیزار چہرے سے صاف نظر آرہا تھا گل کی بات نے اسے بالکل متاثر نہیں کیا۔ ''پلیز کہہ دو یہ سچ ہے؟'' منت والا انداز۔

''یہ زندگی ہے۔۔۔ تین گھنٹے کی کرائم تھرلر نہیں جس میں سب غلط ہونے کے بعد بھی تم بچ جاؤ گی۔'' مایوسی سے چھوٹے بچے کی طرح گالیں پھلا لیں۔

''یہی تو مسئلہ ہے۔۔۔ اسی لیئے تو زندگی اتنی بورنگ ہے۔''

ساتھ بیٹھے مرد نے ترحم سے گردن دائیں بائیں ہلائی۔

"اگر تمہارا مزید کوئی کام نہیں تو میں پھر میں چلتی ہوں۔" اپنا پرس سنبھالتے ناجیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ گل کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"نہیں نہیں!" ۔۔۔۔زبیر کا کندھا ہلایا۔ "روکو نا نہیں۔"

"کیا تمہیں واقعی یہ نوکری چاہیئے؟" اس بار وہاں شک نہیں تھا وہاں ایک وارننگ تھی، جیسے کسی کو ڈوبنے سے پہلے ایک آخری بار بچایا جاتا ہو۔

"کیا تمہارے پاس کوئی بہتر اپشن ہے؟" زبیر نے گہری سانس لی۔ یہ جواب تھا کہ نہیں۔

عربی میں اس عورت کو بیٹھنے کا بولا۔

وہ عورت مسکرائی اور خوشی خوشی زلابیہ کی ایک اور پلیٹ منگواتے بیٹھ گئی۔

★

یاسمین کے ساتھ موجود سینما ہاؤس دھڑادھڑ لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ڈاؤن ٹاؤن قاہرہ کی یہی رونق ہی تو تھی جو سیاحوں کو کھینچتی تھی۔عربی ملک میں یورپی ٹچ۔۔۔۔۔

“Çok mutluyum” “

(میں بہت خوش ہوں)

گمنام اور خاموش کیفے یاسمین کا دروازہ کھلا اور خوشی اور جوش سے بیگانہ ہوتی ایک لڑکی بولتی ہوئی باہر نکلی۔

فضا میں ہاتھ بلند کیئے وہ بند آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔کل یہاں کھڑا ہو کر یونہی آسمان کی طرف سر اٹھا کر اس نے شکوہ کیا تھا اور آج۔۔۔۔ آنکھیں کھولی اور آسمان کی طرف دیکھا۔آج بھی کوئی بادل نہیں تھے۔آج بھی آسمان اسے چھاؤں نہیں دے رہا تھا۔دعا کے لیئے لب وا کیئے،دماغ خالی تھا،زبان سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

تم جانتی بھی ہو السکر کو؟" پیچھے سے آتی آواز پر گل ایڑیوں کے بل گھومی۔ "جیب میں ہاتھ ڈالے زبیر کی آنکھیں روشنی کی وجہ سے چھندیائی ہوئیں تھیں۔

گل کے ہاتھ اب پہلو میں گرے تھے۔زبیر کے سوال پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔ چہرے پر بکھرے بال بھی ہلے۔

السکر۔۔۔اس کی کل ملا کر بارہ برانجس پورے مصر میں موجود ہیں۔ پچھلے " آٹھ سال سے اس کے اوپر کوئی پندرہ دفعہ ہیلتھ اتھارٹیز پرچہ کاٹ چکی ہیں۔ جانتی ہو کیوں؟" گل نے گردن نفی میں ہلائی۔اس سے سیریل کلرز کا پوچھو، فینٹسی کی کتابوں کا پوچھو یہ کیا مٹھائیوں کا بزنس کھول کر بیٹھ گیا ہے۔

زبیر نے بیزار ہوتے ہوئے ناک مسلی۔"کبھی کوئی اخبار بھی پڑھ لیا کرو خاتون ۔۔۔(گل نے بڑا مناتے ہوئے آنکھیں گھمائیں) السکر اپنی مٹھائیوں میں ایڈکٹو ڈرگز استعمال کرنے کے لیئے مشہور ہے۔" گل کی تو جیسے تین اِنچ کی ہیلز کے نیچے سے زمین نکل گئی ہو۔

!فوراً سے آگے آئی۔ یہ کہانی تو کسی تھرلر سے کم نا تھی

تو وہ ابھی تک کام کیوں کر رہے ہیں؟" قدرتی طور پر اسے اس وقت پریشان " ہونا چاہیئے تھا لیکن وہ تو یوں کھلکھلا رہی تھی جیسے ورلڈ بینک کی چابی ہاتھ لگی ہو۔

یہی تو مسئلہ ہے ان کے پیچھے ایلیٹز اور بڑی مسندوں پر بیٹھے لوگ ہیں جن کی " انوسٹمنٹ کی بدولت ہی تو وہ چل رہے ہیں۔ ہر بار پر چہ کٹنے پر وہ کچھ عرصے کے لیئے منظر عام سے غائب ہوتے ہیں اور پھر وہ سائیکل دوبارہ سے شروع۔۔۔ کسی نئی جگہ پر، کسی نئے مقام پر۔" سامنے کھڑی لڑکی کا چہرہ پُر سوچ تھا۔ آنکھوں میں ابھی بھی چمک تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ سینیما سے دوسرے رخ پر جارہی تھی۔

تھوڑی دیر کی خاموشی اور سوچ بچار کے بعد ترک لڑکی کی آواز آئی۔

یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے!" زبیر نے گردن موڑی۔ "

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر السکر کی قابلیت اتنی شکی ہے تو کوئی مالک اتنا پاگل نہیں ہو گا کے منہ اٹھا کر کسی کو بھی نوکری دے دے۔" جی بالکل! گل جان کو بطور ویٹرس وہاں نوکری مل چکی تھی۔ حیرت کی بات تو ہے کے ایک مٹھائی کی دکان میں کونسی ویٹرس۔

"کیا بولے چلی جا رہی ہو گل!"

"لوگ بیوقوف ہوتے ہیں زبیر بے۔" تھوڑی مسلتے وہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔

"وہ عورت اصلی السکر کی مالک نہیں۔ اس نے اپنی دکان کے لیئے نام بس چرایا ہے۔"

"کونسا بیوقوف کسی خراب ایمیج والی کمپنی کا نام چرائے گا۔" گل کی بات اسے بہت بے ڈھنگی لگی۔

www.novelsclubb.com

"وہی بے وقوف جو کسی اچھے ایمیج والی کمپنی کا نام نہیں چرا سکتا۔" زبیر کے چہرے پر صاف ڈھیر سارے سوال لکھے تھے۔ گل کا اُستانی موڈ آن ہو چکا تھا۔

"چھوٹی سی مثال لو۔۔۔ کتنی بڑی بڑی کمپنیز ہوتی ہیں جو عام لوگوں کی پہنچ سے دور ہوتی ہیں۔ لوگ اس کمپنی کا بنایا گیا پروڈکٹ استعمال کر کے یا تو اپنی واہ واہ بنوانا چاہتے ہیں، اگر تو وہ ایک برانڈ اور ہائی پروفائل کمپنی ہے اور۔۔۔۔ اگر وہ السکر جیسی کانٹروورشل کمپنی ہے تو یہ بات یاد رکھو انسان اسی چیز کی طرف آٹریکٹ ہوتا ہے جس پر نو اینٹری کا لیبل لگا ہو۔ مشکل سے حصول والی چیز مزید پر کشش لگتی ہے۔"

"تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے یہ ایک دو نمبری دکان ہے جو بڑا نام استعمال کر کے کسٹمرز اٹریکٹ کر رہے ہیں۔" گل کے الفاظ ہضم کرتے اس نے ٹھوری پر ہاتھ رکھا۔

www.novelsclubb.com

ایکزیٹلی!" زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔" اِس سے السکر کو کوئی بھی نقصان نہیں ہو رہا البتہ ناجیہ اور اس کی دکان کو فائدہ ہے۔ لوگ انہیں اصلی والی کمپنی سمجھ کر ان کی مٹھائی خریدے گے۔ انہیں کیا معلوم اصلی السکر کی مٹھائی کیسی ہے۔ وہ تو اپنی لالچ میں سستے یا مہنگے داموں میں ایک نقلی تیار کردہ پراڈکٹ لے لیں گے اور فائدہ کسے ہو گا؟" اپنی بات ادھوری چھوڑی۔

"ناجیہ کو۔" کسی خواب کی سی کیفیت میں کہا۔ اس کی چہرے پر آنے والی مسکراہٹ فتح کا اعلان تھی۔ ایک طرف سینما کا شور تھا دوسری طرف ان کا تعلیمی سیشن چل رہا تھا۔

"لیکن ان لوگوں کا کیا جنہوں نے اصلی السکر کی مٹھائی کھائی ہوئی ہے؟"

"وہ ایک دفعہ بے وقوف بنیں گے بار بار نہیں۔ لیکن اس ایک بار میں بھی ناجیہ کو پیسے تو مل جائیں گے نا۔" ناچاہتے ہوئے بھی وہ تھوڑا سا متاثر ہوا تھا۔ یہ لڑکی اتنی بے وقوف بھی نہیں جتنی نظر آتی ہے۔

لیکن۔۔۔۔۔"اس بار اس کی سوال پر گل نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ "

""کاپی رائٹ کلیم اس کا کیا؟۔۔آپ کسی بھی رجسٹرڈ کمپنی کا نام نہیں چرا سکتے۔

یہی تو گیم ہے."گل ہاتھوں کو باہم ملاتے آگے آئی۔"دو نمبر کمپنی خود کو "

رجسٹرڈ نہیں کرواتی اور وہ ان دو غلی رجسٹرڈ کمپنی کا نام اسی لیئے چرا لیتی ہے کیونکہ

ان کے پیچھے خود عام عوام ہاتھ دھو کر پڑی ہوتی ہے اور اگر اتھارٹیز ان کو پکڑ لیں تو

رفو چکر ہونا کونسا مشکل کام ہے۔"ستائشی نظروں سے دیکھتے اس نے آہستہ آہستہ

سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

یا سلام (کمال کر دیا) تمہارے پاس تو گل واقعی میں دماغ ہے۔"لڑکی نے "

اپنے نادیدہ کالر جھڑکے۔""لیکن۔۔۔ایک بات تو بتاؤ؟"وہ رازداری سے آگے

آیا۔""تمہیں اتنا سب کیسے معلوم؟""زبیر کے لہجے میں چھپا طنز اس کی نظروں سے

چھپا نہیں رہ سکا۔سلگا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بھی رازداری سے آگے

ہوئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیونکہ میں اپنی کمپنی کو خوش رکھنے کے بجائے ان کا اخبار پڑھنے سے بہتر آن لائن اپنے علم میں اضافہ کے لیئے آرٹیکلز پڑھنا پسند کرتی ہوں۔" زبیر کے ہونٹ نیچے مڑ گئے۔ گھوری سے نوازتی گل پیچھے ہوئی اور عینک درست کی۔ پرس کو سنبھالتے وہ وہاں سے جانے کے لیئے مڑی۔ تھوڑا سا آگے ہی گئی تھی جب کچھ یاد آیا۔ بیچ راستے میں رکتے وہ پیچھے مڑی۔

"اور میرا تعلیمی ریکارڈ سو بٹا سو رہا ہے تمہاری طرح مجھے سفارش سے نوکری نہیں ملی۔" زبیر کا چہرہ ایسا ہوا جیسے کسی نے جوتا مارا ہو۔ اِسے کیسے معلوم ہوا اسے نوکری فاطر کی وجہ سے ملی ہے؟

ہیل کی ٹک ٹک پر خوشی خوشی آگے بڑھتے گل جان اب ایک نئے سفر کے لیئے کارواں تھی۔ دیکھتے ہیں اب اس کی خوش قسمتی کتنے عرصہ تک برقرار رہتی ہے اور کب وہ شکوہ شکایت پر واپس لوٹتی ہے۔

★★★★

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باب خادم

قصر ال نائل کو پار کرتے مین قاہرہ شہر میں واپس آتے ہیں جہاں رہائشی عمارات کے ساتھ ساتھ ہماری کہانی کے ہیرو فاطر ابو السلام صاحب کا بھی گھر موجود ہے۔

"اس نے مجھ پر کیس کر دیا تو میں چپ کر کے بیٹھا رہوں۔" کافی پیٹھنے کی آواز اوپر والے پورشن میں گونج کر اس کے کان میں لگے آلہ سے ہوتے دوسری طرف جا رہی تھی۔

"تو میرے دوست تمہیں کون کہہ رہا ہے چپ کر کے بیٹھو۔" دوسری طرف سے کافی کا گھونٹ بھرا گیا۔ "تم بولنا، شوق سے بولنا مگر عزیر بن خلد کے گھر جا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر۔" کیفے میں بیٹھا زبیر پیار سے اپنے دوست کو سمجھانے کی کوشش میں تھا لیکن وہ فاطر اسلام ہی کیا جو سن لے۔

"کیا!!!!!!" کافی کا مگ زور سے کچن شیلف پر مارا۔ زبیر کے آئیر پوڈ میں سنائی دیا۔

اس نے بمشکل آلہ کان سے ہٹایا۔

"اب میں اس فالتو انسان کے پاس جاؤں۔۔۔وہ بھی اس کے گھر؟" کپ اٹھاتے اب پہلے سے بھی زیادہ زور سے پیٹھنا شروع کیا۔ فاطر اسلام اس وقت اپنے روز کے ڈھیلے ڈھالے سے حلیہ لیکن سلیقہ سے بنائے گئے بالوں کے ساتھ کچن میں آگے پیچھے ٹہل رہا تھا۔

"دیکھ۔۔۔" زبیر نے مدافعانہ انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

”میں نے نہیں دیکھنا کچھ۔“ زبیر کی بات زور سے کاٹی۔ ”فیصلہ اٹل ہے دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے فاطر اسلام اس سے ملنے نہیں جائے گا۔“ ہاتھ اٹھا اٹھا کو وہ اپنی بات پر زور دے رہا تھا۔

”اس کا مطلب اگر دنیا اِدھر ہی رہے گی تو تو چلے گا ملنے۔“ زبیر کا مسکراتا چہرہ وہ میلوں دور بیٹھے بھی آنکھوں کے سامنے دیکھ سکتا تھا۔

”بکواس نا کر۔“ اس کے چڑنے پر زبیر ہلکا سا ہنسا۔ فاطر اپنی بلیک کافی میں اُبلا ہوا پانی ڈالنے لگا۔

”دیکھ بھائی، سر نے عزیر بن خلد سے بات کر لی ہے تو نے بس ملنے جانا ہو گا۔۔۔ ہم کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کریں گے۔۔۔ کچھ تم معافی مانگنا کچھ وہ۔“

”معافی۔“ کافی کا پہلا گھونٹ فوارے کی طرح نکلا۔ اس کے چیخنے پر زبیر کو کانوں سے خون رستہ ہوا محسوس ہوا۔ ایک تو یہ آدمی بات بات پر چیختا تھا اور اوپر سے اس کی آواز میں غرغراہٹ بھی اتنی تھی۔۔۔ کان کے پردے ہل جائیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آہستہ بول لے میرے دوست۔" درخواست کی گئی جسے سرے سے ہی اگنور کر دیا۔

"میں۔۔! فاطر اسلام۔۔! اب اس سے معافی مانگو گا؟" اپنے ٹیرس پر کھڑے وہ دور سے نائل کا دریا دیکھ رہا تھا۔

"غالباً میں بھی آدھے گھنٹے سے یہی کہہ رہا ہوں کے آپ! فاطر اسلام! آپ ہی معافی مانگیں گے۔" فاطر کا دوست تھا، طنز کرنے سے پیچھے کیسے رہتا۔

"میں کوئی پانچ سال کا بچہ ہوں جسے تم 'دوستی میں برکت ہے' کا پہاڑا حفظ کروا رہے ہو۔ میں اکتیس سال کا اچھا خاصا عقل رکھنے والا (بہت زیادہ! زبیر نے آنکھیں گھمائیں۔) نوجوان ہوں مجھے اچھے سے معلوم ہے میرے لیئے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔" وہ اگر آہستہ بھی بول رہا ہو تو یوں لگتا تھا لڑ رہا ہے۔

نیچے کھڑے اپنی گاڑی دھوتے اس کے ہمسائی نے بھی فاطر کے شور شرابہ سے تنگ آکر اونچی آواز میں اسے آہستہ بولنے کا کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

!لیکن وہ سنتا کہاں ہے کسی کی

"میری یہ مجال میں تمہیں کچھ سکھاؤں۔بس ہمیں غلطی سے تمہاری فکر ہو رہی ہے۔اس نے کیس کیا ہے تم پر۔۔ سمجھتے ہو نا کیس۔"

"ہاں ہاں معلوم ہے!" ناگواری سے سر جھٹکا۔کڑوی کسیلی کافی کا گھونٹ بھرتے ریلنگ کے ساتھ ٹیک لگائی۔آج موسم کافی خوشگوار تھا۔وقتاً فوقتاً چلتی نم ہوائیں اور بادلوں کی اوٹ میں چھپا سورج بہت بھلا معلوم ہو رہا تھا۔

"وہ تمہیں اندر کروانے کی صلاحیت رکھتے ہیں فاطر ابو الاسلام۔وہ جب ظہور انکل کو اغوا کروا سکتے ہیں تو تم کس کھیت کی مولی ہو؟" فاطر نے ایک لمبا سا گھونٹ بھرا۔

"تم مجھے ڈر کر جینے کا کہہ رہے ہو۔"

"نہیں میں تمہیں سنبھل کر جینے کا کہہ رہا ہو۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ڈیڈی کہتے تھے مرد وہی ہے جو رسک لے کر جیتا ہو اور الحمدللہ مجھے عورتوں سے جتنی خار ہے میں بطور مرد ہی ٹھیک ہوں۔“ مسکرا کر طنز کیا۔ دوسری طرف بیٹھا زبیر اوپر سے نیچے تک سلگ گیا۔ اتنا ڈھیٹ انسان ہے یہ!

”فاطر کبھی تو سیدھی طرح سے سن لیا کرو۔ تمہاری کریڈیبلٹی اور جان دونوں خطرے میں ہیں۔“

”تم فاریہ مت بنو۔ پہلے ہی وہ زہر لگتی ہے مجھے۔“ آسمان پر سے ایک بگلوں کا غول اڑتا ہوا ٹیرس کے فرش کو چھو کر گزرا۔ کڑوے کریلے جیسا فاطر بھی قدرت کا حسن دیکھ کر مسکرانے لگا۔

”وہ بھی تمہاری فکر ہی کرتی ہیں۔۔۔“ اس نے دفاع کرنا چاہا۔

”فکر تو بس اسے اپنے جائداد کے حصہ کی ہے۔“ نخوت سے سر گردن ہلائی۔

www.novelsclubb.com

ایسی بھی اب کوئی۔۔۔۔"بولتے بولتے زبیر کی آواز اچانک کسی فوارے کی " آواز سے تبدیل ہوئی۔فاطر نے بے اختیار کان سے آئیر پوڈ نکالا۔

یہ اسے کیا ہوا۔کچھ سیکنڈز بعد دوبارہ کان میں آلہ لگاتے اس نے دوسری طرف کی آوازوں پر غور کیا۔

پیچھے شور سا تھا۔۔۔پھر اچانک خاموشی چھا گئی۔پھر کسی لڑکی کی آواز آئی اور۔۔۔ پھر سے سکوت چھا گیا۔

زبیر!زبیر!"اس نے آوازیں دینا شروع کی۔ "

"زبیر! "

میں تمہیں تھوڑی دیر بعد کال کرتا ہوں۔"اچانک سے کہا۔وہ آوازیں دیتا رہ " گیا مگر تب تک کال کٹ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

فاطر نے صدمے سے اپنے آئیر پوڈ کو دیکھا۔اس نے میری کال کاٹ دی۔امبر آنکھوں میں اتڈی حیرت زبیر کی اس ہر براہٹ کو اپنی بے عزتی سمجھ رہی تھیں۔

غصہ سے اپنے آئیر پوڈ کو اپنی مٹھی میں قید کیا۔

اذھب إلى الجحيم !""(جہنم میں جائے !)اونچی آواز میں نعرہ لگایا اور کافی کا آخری گھونٹ بھرتے ٹیرس پر سے غائب ہو گیا۔

اس کے جانے کے بعد نیچے کھڑے اس کے ہمسائی نے سر اٹھا کر اس کا گلہ بند ہونے کی ڈھیر ساری دعائیں کی۔

لیکن اس پر کسی کا اثر کہاں ہوتا ہے!

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

وہ اس آگ سے ہی تو بنی ہے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جل کر امر بھی خود کو کہلواتی ہے

یہ قاہرہ کا ایک نجی علاقہ تھا۔ ٹوٹے مکان، سیلین زدہ دیواریں جہاں انسان سے زیادہ کاٹھ کباڑ تھا۔ کوڑادان کے باہر موجود گند کا ڈھیر۔ کونے میں واقعہ جامنی اور نیلی روشنیوں سے سجے اس موٹل کی طرف بڑھتے ہیں جس کی سب سے اوپری منزل کی کھڑکی کھلی تھی۔ وہ گوشہ سنسان سا تھا جب۔۔۔۔۔

کیچ!" "شیشے کی بوتل میں موجود فالسے کا شربت زیبا کے ہاتھوں میں اچھلتے "ہوئے گرتے گرتے بچا۔ بیڈ پر آکر ڈھیر ہوتی اپنی دوست کو گھوری سے نوازتے اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا۔

یہ زیبا کا اپارٹمنٹ تھا۔

چھوٹا سا کمرا جس کے ایک طرف تھوڑے سے خانے میں کچن تھا اور بیڈ کی دوسری طرف باتھروم کا بند دروازہ۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ لوڈشیڈنگ کی عنایت۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھڑکی سے تھوڑے ہی دور ایک قد آمد سٹریٹ لائٹ لگی بے حد چمک رہی تھی۔ اسی ہی کی تو نارنجی روشنی تھی جو کھڑکی کے ذریعہ اندر آرہی تھی۔

"تو تمہاری منگنی احسان کے والد نے کروائی ہے؟" زیبا بیڈ کے ساتھ نیچے ٹیک لگا کر بیٹھی جوس پی رہی تھی۔ بیڈ پر چت لیٹے المیرا کی مسکراتی نظریں باہر لگی سٹریٹ لائٹ پر ٹکی تھی۔ مچھر دونوں کے سروں پر اپنی گرینڈ پرفارمنس دے رہے تھے۔

"ہوا تو کچھ یونہی تھا۔" زیبا کے بجھے انداز میں رتی برابر بھی فرق نہ آیا۔

"تو کیا تم واقعی ہی احسان سے شادی کرلوگی؟" جب سے زیبا اپنے کام سے واپس آئی تھی یہ سوال وہ چار سو پچاسی مرتبہ المیرا سے پوچھ چکی تھی اور ہر بار کی طرح المیرا اسے ایک ہی جواب دیتی تھی۔

"اگر تمہارے پاس میرے لیئے کوئی بہتر رشتہ ہے تو وہ دکھا دو۔" اور بہتر سے مراد امیر اور دولت مند تھا۔ زیبا کا کھلتا منہ فوراً بند ہوگیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیرا نے گردن ڈھلکائی ہوئی تھی۔ گہرے سبز رنگ کی کھڑکی پوری طرح روشن تھی۔

اگر فرض کر لو کوئی اور نہیں ملتا تو۔۔۔۔" زیبا نیم رخ پر مڑی۔ "تو کیا تم "

"احسان بن نوفل سے ہی شادی کرو گی؟

کمرے میں مچھروں کے ساتھ اب دیگر کیڑے مکوڑوں کی بھی آوازیں آنے لگیں۔ انہیں آوازوں میں ایک جاندار قہقہے کا اضافہ ہوا۔

ہنستے ہوئے المیرا کہنی کے بل زیبا کی طرف مڑی۔ "تمہیں لگتا ہے احسان بن نوفل جیسا مرد مجھ سے شادی کرے گا لیٹ الون شادی بھی کرے گا؟" زیبا نے دانستا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اس وقت اپنی دوست کی تھیوری سننا چاہتی تھی۔ المیرا واپس اسے پوزیشن میں آئی مگر اب وہ بند پنکھے کو دیکھ رہی تھی۔ چوڑی سفید پیشانی پر پسینہ کے ننے قطرے تھے۔

"میرے اندازے کے مطابق وہ ٹھیک ایک ہفتہ بعد مجھے کال کرے گا اور کسی ایسی جگہ بلائے گا جہاں میں اس رشتہ سے بالکل انکار نہ کر سکوں۔" زیبا کو کن اکھیوں سے دیکھا اور آنکھ دباتے مسکرائی۔

"فلحال کے لیئے تو اس نے مجھے بلاک لسٹ میں ڈال دیا ہو گا اور اگر نہیں بھی ڈالا تو یقیناً وہ میری کال نہیں اٹھائے گا" بازوؤں کا تکیہ بناتے سر کے نیچے رکھا۔

"تم ایک دفعہ کر و تو سہی کال۔" زیبا التجا کرتے گھٹنوں کی بل بیڈ کے قریب کھڑی ہوئی۔

"کیوں بھئی؟" المیرا کی آنکھیں بند تھیں۔

"کنفرم کرونا اس سے کے وہ تم سے ہی شادی کرے گا یا نہیں۔" المیرا نے بے اختیار آنکھیں کھولیں۔ کچھ سیکنڈز زیبا کو دیکھا اور پھر جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔

ہنگامی عمل پر زیبا ہڑبڑا گئی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ بدلے بدلے لگتے ہیں حالاتِ دل۔۔۔ صنم کی یاد کیا اس قدر تڑپاتی ہے۔۔۔" المیرا کے لہک کر اردو میں بولے جانے والے شعر پر زیبا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ شاعرہ کا سارا موڈ خراب ہو گیا۔

"ایک تو تمہیں اردو بھی نہیں آتی۔ خیر۔۔۔ (دوبارہ سے عربی)۔۔ کال کرنے پر اتنا زور کیوں دے رہی ہو کہیں تم احسان کو پسند تو نہیں کرتی؟" آنکھیں مٹکاتے وہ مسکرا رہی تھی۔ زیبا کی گالیں اچانک لال ہوئیں، شرم سے نہیں۔۔۔ غصہ سے۔

"شرم کرو، میں تمہارے لیئے کہہ رہی تھی۔" المیرا نے آنکھیں گھمائیں اور سائڈ ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھایا۔ کانٹیکٹ لسٹ کھولی اور مجنوں کے نمبر کو دبایا۔ یہ سب وہ زیبا کے کہنے پر نہیں اپنی عقلمندی ثابت کرنے کے لیئے انجام دے رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیل جا رہی تھی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔ سپیکر پر رکھے فون پر زیبا کی پریشان اور المیرا کی جتاتی نظریں تھیں۔

آپ کا مطلوبہ نمبر فلحال بند ہے۔ برائے مہربانی۔' آپریٹر لڑکی کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ہیزل آنکھوں والی لڑکی کال کاٹ چکی تھی۔

بیڈ پر دوبارہ کمر کے بل لیٹتے اس نے گردن پیچھے کی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

زیبا مایوس ہوتے دوبارہ نیچے بیڈ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ فالسے کا شربت آدھا پیا ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ وہ کھوئی ہوئی تھی اور المیرا وہ خیالی پلاؤ بنانے میں مشغول تھی۔

ہوا سے ہلکی سی کھڑکی کے پٹ ہلے۔ لمحوں کا کھیل تھا المیرا کی آنکھوں پر روشنی پڑی۔ وہ سبز رنگ اب بھورا سونے جیسے لگا اور پٹ دوبارہ جگہ پر آ گئے۔

گہری سانس اندر کھینچتے اس نے فضا میں خارج کی۔

آخر کار زیبو (زیادہ پیار آرہا تھا اُس وقت) تمہاری دوست کو کسی ریاست کی ملکہ بننے کی اب ضرورت نہیں۔اب پیسہ ہو گا، دولت ہو گی اور میں۔۔۔عیاشی کرونگی۔"

"تم آگ سے کھیل رہی ہو المیرا۔۔۔اور آگ سے کھیلنے والے ہمیشہ جلتے ہیں۔"

زیبا کے پست لہجے کے پیچھے چھپی فکر المیرا کی دولت شناس نظریں کہاں دیکھ سکتیں تھیں۔

بغیر اس کی بات کا اثر لیئے جھٹکے کو دیکھتی لڑکی نے کہا۔

"میرے ابا کہتے تھے۔۔۔(وہ رکی،۔۔۔پھر سوچا،۔۔۔نہیں وہ بات کر سکتی ہے اپنے باپ کے بارے میں)۔۔۔میرے ابا کہتے تھے رسک لے کر جینے والا ہی تو اصل انسان ہے اور ویسے بھی (آنکھیں زیبا کی طرف موڑیں)۔۔۔آگ سے کھیلنے والے آگ سے بنے ہوتے ہیں۔"المیرا کی آنکھوں میں لالچ چھپائے نا چھپتی تھی۔زیبا چاہ کر بھی اس پر ترس نہ کھا سکی۔وہ عورت بالکل پاگل تھی۔

"یہ لائٹ کب تک آئے گی۔" ہاتھ سے خود کو ہوا دینے لگی۔

"مجھے کیا پتہ۔" دوست نے اپنے گرم ہوئے شربت کا گھونٹ بھرا۔

"ایک دفعہ پیسہ آنے دو میرے پاس۔ کبھی لوڈشیڈنگ نہیں دیکھوں گی۔" ان دونوں کی آواز دبتی دبتی آہستہ ہوتی گئی۔ یہاں تک کے ہم اوپری منزل کو پیچھے چھوڑتے عمارت کی آخری منزل تک پہنچ گئے۔

سنسان گوشہ، گند کے ڈھیر۔۔ایک اور کھلی کھڑکی۔ پسِ منظر میں دو لڑکیوں کی آواز بہت دور سے آ رہی تھی۔ کیا اس کمرے میں بھی کوئی موجود تھا؟

سٹریٹ لمپ سے نکلتی روشنی کے مختصر سے حصہ کی رسائی اس کمرے تک بھی تھی۔

مکمل سکوت جس میں جھینگر اور نجانے کون کون سے کیڑے مکوڑوں کی آواز تھی۔

آہستہ سے دھواں کا ایک مرغولہ اڑتا ہوا باہر آیا، فضا میں بلند ہوا اور پھر آنکھوں کے سامنے وہ اس صاف ہوا کا حصہ بن گیا۔

کھڑکی سے اندر جھانکو تو ایک چھوٹے سے کمرہ نظر آئے گا۔ جہاں ایک طرف لگا سنگل بیڈ تھا، اس سے تھوڑی ہی دور چھوٹا سا واش بیسن اور کمرے کے بیچوں بیچ آدھ کھلا سوٹ کیس جس کے اندر کم اور آس پاس کپڑے زیادہ بکھرے تھے۔

کمرے میں خاموشی تھی۔ باہر سے آتی روشنی صرف کھڑکی تک محدود تھی۔ یوں لگتا تھا اندر کوئی نہیں لیکن پھر وہ اڑتا ہوا دھواں۔۔۔

دوبارہ ایک آہستہ سے مرغولہ بلند ہوا۔ سفید سرمئی سا بادل اور اگر اس کا تعاقب کرو تو تمہیں کھڑکی سے تھوڑا نیچے ہو کر جھانکنا پڑے گا۔

ایک دبلا پتلا بغیر بالوں والا مرد کمرے کے کونے میں بیٹھا منہ سے دھواں نکال رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی آنکھیں بند تھیں یوں جیسے وہ مدہوش ہو۔منہ سے نکلتا دھواں اسے سکون بخش رہا ہو۔وہ کسی اور ہی دنیا میں کھویا ہوا تھا،ایسی دنیا جہاں سکون، خاموشی،راحت اور کوئی غم نہ تھا۔

دبیر السازار نے سگریٹ دوبارہ ہونٹوں سے لگایا اور دھواں ناک اور منہ کے زریع نکالا۔

وہ عام سگریٹ کا دھواں نہیں لگتا تھا۔

دبیر السازار جائیونٹ پی رہا تھا(چرس والا سگریٹ)۔

کمرے میں چھائی بدبو یوں تھی جیسے جلتی ہوئی لکڑی کے اوپر لیمو چھڑک دیا گیا ہو۔ کانپتے ہاتھوں سے جوائنٹ لبوں سے جدا کیا۔بھڑکتے ہوئے شعلے نے سامنے کا حصہ ہی نہیں دبیر السازار کی زندگی سے کچھ گھنٹے بھی یونہی گھٹا دیئے۔

اندھیری رات، نارنجی روشنی اور چمکتا چاند ایک اور انسان کو خود کی زندگی برباد کرتا دیکھ رہا تھا۔

★

ایک ہفتہ بعد

نیا دن، نئی شروعات۔۔۔۔الیکسینڈریا میں موجود بحیرہ روم کی سطح صاف، شفاف چمکتے پانی سے بلند تھی۔ سورج کی کرنیں پانی سے ٹکراتی تو یوں لگتا لہروں کے درمیان موتی اور ہیرے تیر رہے ہوں۔

کشادہ صاف ستھری سڑک جس کی ایک طرف سمندر تھا اور سمندر کے بالکل کونے میں بنی وہ گول، جھکاؤ کی شکل والی وسیع سرمئی عمارت۔ عمارت کے چاروں طرف ایک کھلا پلازہ اور پانی سے لبریز پول تھا۔ ایک فٹ اونچا پُل اس عمارت کو شہر کی قریبی یونیورسٹی آف الیکسینڈریا سے جوڑتا تھا۔

یہ الیکسینڈریا میں واقع مصر کی سب سے قدیم عمارتوں میں سے ایک تھی۔

www.novelsclubb.com

الیکسینڈریا کی عظیم لائبریری، جسے قدیم وقتوں میں دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آگ لگ کر تباہ ہونے کے بعد اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا اور اب یہ 'بلیوتھیکا الیکسینڈریا' کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ایک کتابوں کا جزیرہ اور ثقافتی مرکز۔

لائبریری کے پارکنگ لاٹ میں گاڑیوں کی تعداد کافی کم تھی۔ غالباً لائبریری ابھی ہی کھلی تھی۔ سورج کی روشنی سے محفوظ پارکنگ پر ایک چھجا سا بنا تھا جو عمارت ہی کے ساتھ جڑا تھا۔

خاموش پارک نگ میں نم ہوا وقتاً فوقتاً چل رہی تھی۔ آہستہ آہستہ کسی کے قدموں کی آواز آئی۔ اونچی ہیلز میں محتاط سی ٹھک ٹھک۔

آواز کا تعاقب کرو تو وہ دو گندمی پلیٹ فارم ہیلز پر جا کر ختم ہوئی۔ آنے والا اب رک چکا تھا۔ عمارت کے پارکنگ لاٹ میں کھڑے داخلی دروازے کو دیکھا۔

گندمی رنگ کی فلئیر ڈ پینٹ کے ساتھ ہلکے آسمانی رنگ کی بٹن شرٹ، گلے میں ہمہ وقت ڈالا گیا وہی بدبودار سترنگی سکارف اور شرٹ کے اوپر پہنا کھلا سا گندمی بلیزر۔

آنے والی تو جیسے اپنی جگہ پر جم گئی۔ چہرے پر لگی بھوری سن گلاسز دھیرے سے اتاریں۔ نیچے موجود ہیزل آنکھیں سوچ سے چھوٹی ہوئیں۔

ایک یہی تو خوف تھا اس کا۔۔۔ کتابیں، اور احسان نے اس سے ملنے بلایا بھی کہاں؟ جہاں کتابوں کے علاوہ اور کچھ پایا نہیں جاتا۔

جتنا احسان کتابوں کی دنیا کا عاشق تھا، المیرا اتنا ہی ان سے چڑتی تھی۔

چہرہ پر گھبراہٹ سے زیادہ چڑچڑاپن واضح ہوا۔ اتنی کتابوں کے بیچ میں وہ بے ہوش ہو جائے گی۔ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے اس نے گہرا سانس لیا۔

"تینو خدا پچھے احسان بن نوفل۔ (تمہیں خدا پوچھے احسان بن نوفل۔)"

★

سات چھتوں والی اس عمارت کا فرش لکڑی سی مزین تھا۔ بے تحاشہ اونچی شیشے سے بنی دیوار اور درمیان میں موجود ریڈنگ رومز۔

لائبریری میں کتابوں کے علاوہ کانفرنس ہالز، میوزیم، کیفیز وغیرہ بھی تھے۔

اپنی لائبریری کی ٹکٹ سنبھالتے یہ اس کا اسکلیٹر پر چوتھا چکر تھا۔ لیپ ٹاپ پر ٹھک ٹھک ٹائپ کرتے لائبریرین اس کے خوفناک خیالات کا چلتا پھرتا روپ تھے۔ ہوا میں رچی پرانی کتابوں کی خوشبو اس کے پھیپھڑوں کو اندر تک سلگا رہی تھی۔ عجیب دنیا ہے یہ۔۔۔۔اسے احسان مل کر ہی نہیں دے رہا۔ کوفت سے اپنی ٹکٹ کو مٹھی میں دباتے وہ دوبارہ سے اوپر والے فلور پر آئی۔ لائبریری والے علاقہ کے بس دو ہی فلور تھے اور وہ بھی اس قدر کشادہ کے بندہ گم ہو جائے۔

گھبراہٹ، عجلت، خوف۔۔۔ یہ تین چیزیں تھیں جنہیں وہ چاہ کر بھی اس وقت قابو نہیں کر پا رہی تھی۔ مضبوط اعصاب والی المیر اعنایت محسن بس چند پنوں پر لکھے حروف سے خوف زدہ تھی۔

شیلفز کا نمبر دیکھتے وہ آگے بڑھتی گئی۔رک رک کر ریڈنگ رومز کا جائزہ بھی لیتی۔

خدا کی قسم وہ کبھی کسی کے لیئے اتنا خوار نہیں ہوئی۔

بیسویں شیلف سے مایوس لوٹتے وہ آگے بڑھی جب اسے اپنا مطلوبہ شخص نظر آیا۔

دور لائبریری کے درمیان میں سرخ اور نیلی چمکتی جیکٹ جس کے پیٹھ پر بڑا بڑا

احسان لکھا تھا۔

بالوں میں ٹکائے چشموں کو سختی سے اتار کر ہاتھ میں پکڑا۔احسان اس کی طرف پیٹھ

کر کے بیٹھا تھا مگر یہاں سے بھی وہ اتنا دیکھ سکتی تھی وہ اضطرابی حالت میں اپنی

انگلیاں مروڑ رہا ہے۔اس کی کیفیت دیکھ کر المیرا کو کمینی سی خوشی ہوئی۔وہ اگر اتنا

خوار ہوئی ہے تو صبر سے تو وہ بھی نہیں بیٹھا۔

پیچھے سے آتے اس نے کتابوں کی شکل میں بنے میز پر اپنا بیگ رکھا اور چھوٹا سا

سٹول کھینچ کر بالکل اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"ہیلو فیانسی!" المیرا کی کھنکتی ہنسی سن کر سامنے بیٹھا احسان بن نوفل تیزی سے آگے ہوا۔

"اوئے اوئے اوئے!" ہاتھ مدافعانہ انداز میں اٹھائے۔ "آرام سے! اتنی یاد آئی تھی تو ہفتے بعد کیوں بلایا ہے مجھے۔ یقیناً کوئی اہم بات ہی ہو گی۔" مسکراتے ہوئے ہاتھوں کو باہم ملایا اور ٹھوڑی کے نیچے ٹکا دیئے۔ آنکھوں میں شوخی سموئے وہ اس وقت احسان کے غصہ کو ہوا دے رہی تھی۔ چھوٹے بھورے بال ہمیشہ کی طرح کسی بھی سلوٹ سے آزاد سیدھے گردن کی ہڈی تک آتے تھے۔

"میری انگوٹھی اتارو!" المیرا کی انگلی کی طرف اشارہ کرتے اس نے دبے انداز میں کہا۔ لائبریری میں وہ اونچا بول بھی نہیں سکتا تھا۔ المیرا نے ناسمجھی سے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

"یہ زنانہ انگوٹھی ہے۔"

میری۔۔انگوٹھی۔۔اتارو۔۔المیرا!"سرخ آنکھیں، پسینے سے شرابور پیشانی، بھینچی ہوئی مٹھیاں۔ "

المیرا کی مسکراہٹ ویسی ہی ہونٹوں سے چپکی رہی۔

ویسے۔۔۔کافی اچھی جگہ چنی ہے تم نے گرینڈ بریک اپ کے لیئے۔" "ڈرامائی انداز اپناتے ارد گرد اشارہ کیا۔

میرا صبر مت آزماؤ جھوٹی مکار عورت! (ایلفی سے لگائی مسکراہٹ ویسی ہی رہی۔) وہ سب کیا تھا جو تم نے ایک ہفتہ پہلے کیا ہے؟ تم نے جان بوجھ کر بابا کو وہاں بلایا تھا نا؟" غصہ سے تیز تیز بولنا شروع کیا۔ "تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی نہیں پھر وہ سب ناٹک کیوں؟ یہ ایک انگوٹھی پہن لینے سے تم میری منگیتر نہیں بن جاتی۔" "احسان کی آواز دھیمی مگر لہجہ کانپ رہا تھا۔ خوداعتمادی کے ساتھ بیٹھی المیرا پر جو رتی برابر بھی اس کی سرگوشیوں کا اثر پڑ رہا ہو۔ نہ وہ ہلی، نہ مسکراہٹ جدا ہوئی۔۔۔یوں لگتا تھا وہ مسکراتا ہوا کوئی بُت ہو۔

"یہ انگوٹھی بابا کے کہنے پر پہنائی ہے تمہیں ورنہ تم اس قابل ہو کے تمہیں بیوی بنایا جائے۔" المیرا کا اطمینان احسان کے اعتماد اور جوش کو کم کر رہا تھا۔ چہرہ الگ بول بول کر گلابی ہو چکا تھا اور ایک یہ عورت تھی، جِننی یا چڑیل!

"یہ جگہ کافی بورنگ ہے اٹھو یہاں سے۔۔۔روف ٹاپ پر کیفے ہیں نا؟۔۔۔وہاں چلتے ہیں۔" پرس کو کندھے پر ڈالتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ سامنے بیٹھا مرد صدمے سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ یہاں اس کی کردار کشی کر رہا تھا اور سامنے والی کو اپنی بھوک کی پڑی تھی۔

المیرا کی نظر اس کی پھٹی نگاہوں اور کھلے منہ پر پڑی۔

"واٹ! اب تمہاری پورا ہفتہ لگا کر تیار شدہ تقریر میں خالی پیٹ تو نہیں سن سکتی نا؟" کتابوں کے اس نام نہاد عاشق کو کون بتائے، یہ تو بس ایک بہانہ تھا۔ اصل وجہ تو پر سکون ماحول اور علم کی دنیا تھی، جس سے المیرا کو گھٹن ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

احسان کی حیرانی غصہ میں بدلی۔"میری انگوٹھی دو، منگنی توڑو پھر جہاں جانا چاہتی ہو چلی جانا۔"

اس کی سرگوشیاں لائبریری میں کم لوگ ہونے کی وجہ سے قدرے بلند تھیں۔

صبح صبح کا وقت تھا اسی لیئے وہاں رش نہ ہونے کے برابر تھا۔قریب سے چلتا ایک سوپر دھول اڑاتا آگے جانے لگا۔

آنکھیں گھماتی وہ واپس اس سٹول پر دھپ سے بیٹھ گئی۔

"بابا کو تم نے بلایا تھا نا؟"میز پر آگے ہوا۔

"تم نے بھی تو مجھے ملوانا ہی تھا نا۔"گالوں کے نیچے ہاتھ رکھا۔

احسان نے غصہ سے میز پر ہاتھ مارا۔المیرا ٹس سے مس نہ ہوئی۔ایک تو یہ عربوں کا غصہ!

"یہ سب کرنے سے پہلے تم مجھے بتا نہیں سکتی تھی۔۔۔کم از کم میں یہ انگوٹھی گھر رکھ آتا منگنی ہی نہ ہوتی۔"

"تمہیں انگوٹھی چلے جانے کا زیادہ دکھ ہے یا مجھ سے منگنی کا؟" یک دم خاموشی۔ تیز تیز چلتی زبان کو بریک لگی۔ ہیزل آنکھوں والی ویسے ہی گال ہتھیلی پر ٹکائی مسکراتی رہی۔

"ظاہر ہے۔۔۔تم۔۔۔تم سے منگنی کا دکھ ہے۔" احسان نے نظریں چرائیں۔

"مجھ سے منگنی کر کے پچھتانے کا ذکر تم نے صرف دو بار کیا ہے لیکن۔۔۔اس انگوٹھی کے چلے جانے کا ذکر تم پانچ بار کر گئے ہو۔" عادتاً اونچا اور صاف بول رہی تھی۔

"سچ سچ بتاؤ کتنے دن کا سوگ منایا ہے اس کے لیئے۔" پاس سے گزرتے سوپر نے نظر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا۔ احسان نے گھبراتے ہوئے کان کی لو کھجائی۔

"! ایسی کوئی بات نہیں"

بات نہیں ؟۔۔۔تو پھر یہ نظریں چرانا۔۔۔یہ ہکلاتا لہجہ۔۔ماتھے پر پسینہ ("
احسان نے اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرا)ایسے تو نہیں سنا رہا کسی لالچ کی روداد۔" چہرہ
!ایک طرف گرائے وہ سامنے بیٹھے مرد کو الجھا رہی تھی۔المیرا اور اسکا رومانی انداز
چہرہ کے گھبراتے تاثرات پر قابو پاتے سرخ اور نیلی جیکٹ والے مرد نے براہِ
راست المیرا کو دیکھا۔سامنے بیٹھی عورت نے آئبرو اچکائے۔

میں تم سے شادی نہیں کرونگا۔" سخت دوٹوک لہجہ۔"تمہیں کیا لگ رہا ہے بابا "
نے اپنی خوشی سے تمہیں میرے ساتھ مسلط کیا ہے نہیں! وہ مجھے سبق سکھا رہے
ہیں۔میں ابھی جا کر معافی مانگو گا وہ تمہیں اس قصہ میں سے ایسے نکالیں گے جیسے
دودھ میں سے مکھی۔" المیرا نے بے فکری سے سامنے رکھے چشمے اٹھائے اور انہیں
بلند کیا۔شیشے کی بلند و بانگ دیوار سے آتی روشنی اس کے چشموں سے آر پار ہوئی۔

میں تو تمہاری عزت بچا رہا ہوں۔چپ چاپ کال کر کے بول دو کے تم مجھ سے " شادی نہیں کرنا چاہتی۔بس قصہ تمام۔ تمہیں بابا بعد میں زلیل نہیں کریں گے۔"

پرس میں سے رومال نکال کر چشموں پر لگی دھول صاف کی۔احسان بہت غور سے اس کی تمام کاروائی دیکھ رہا تھا۔اپنی بھوری سن گلاسز صاف کرنے کے بعد اس نے سلیقے سے بھورے بالوں میں ٹکادی۔

تم تو ابھی بھی پوری طرح مرد نہیں بن سکے۔"عینک لگانے کے بعد بال " لہرائے۔

"کیا بکواس۔۔۔"

میں نے سوچا تھا کے اس منگنی کو توڑنے جب تم خود جا کر اپنے بَبا سے سینہ " ٹھوک کر بولو گے تو وہ خوش ہونگے کہ،ہائے میرا بیٹا فائنلی اپنی زندگی کو لے کر سیریس ہو گیا ہے۔۔۔ مگر افسوس! تم آج بھی آدھے مرد ہو۔"

www.novelsclubb.com

گود میں ہاتھ ایک دوسرے پر دھرے تھے۔ گردن ایک طرف کو ترچھی تھی۔ کمر یوں سیدھی تھی جیسے سریا فٹ ہو۔

”المیرا! میں تمہیں وارن کر رہا ہوں۔“ احسان نے انگلی اٹھائی۔ مگر وہ المیرا ابھی کیا جو کسی کی برداشت کی قدر کرلے۔

”میں یہ منگنی ایک ہی شرط پر توڑوں گی۔“ فوراً سے پینترا اور انداز بدلا۔ مصری مرد کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں۔

”کیسی شرط؟“

”میں خاموشی سے پیچھے جاؤں گی۔ تم اپنے بابا سے کہہ دینا المیرا نہیں مانی مگر۔۔۔(بالوں میں ہاتھ پھیرا، روشنی میں ہیرا چمکا) میں یہ انگوٹھی میں تمہیں نہیں دوں گی۔“

احسان اچھل کر اپنی جگہ سے چار قدم آگے آیا۔

کیا مطلب نہیں دو گی۔ ادھر واپس کرو۔" "بس بہت ہو گیا۔ اس کا صبر یہی تک تھا۔ چیختے ہوئے ہتھیلی آگے بڑھائی۔ قریب سے گزرتی لائبریرین نے احسان کو آہستہ بولنے کا اشارہ کیا۔

المیرا ابھی بھی نفاست سے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔ ہیرے کی چمک احسان کی آنکھوں میں چھپی بے بسی کا عکس دکھا رہی تھی۔

"سوچ لو، جو لڑکی تم سے ہنگامی منگنی کر سکتی ہے اس کے لیئے ہنگامی شادی کوئی مشکل کام نہیں۔" احسان کی خالی ہتھیلی یونہی پھیلی تھی، ہیرے میں اس کا چہرہ نظر آیا، مجبور غصیلی نگاہیں۔ "تمہاری یہ ضد، میرا ایک جھوٹ ہم دونوں کو ایک آن چاہے رشتہ میں باندھ سکتی ہے۔"

سیاہ بالوں والے مرد نے ہیرے سے نظریں ہٹائیں تو سامنے اس ہیرے کی مالکن کا چہرہ آیا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا، لیکن اس کے ارادے پھر بھی نہ ڈگمگائے۔

"مجھے تم سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا۔ میری انگوٹھی دو اِدھر اور منگنی توڑ دو۔"

میز کے اطراف میں ہاتھ رکھتے وہ ہلکا سا جھکی۔ ”لیکن تم نے تو کہا تھا ایک انگوٹھی یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کے میں تمہاری منگیتر ہوں بھی یا نہیں۔ تو پھر اگر یہ انگوٹھی بھی چلی جائے تو مطلب میں تمہاری منگیتر رہوں گی۔“ بالوں کو دھیرے سے کان کے پیچھے اڑسا۔ وہ دوبارہ کسی آبشار کی طرح چہرے پر پھسل گئے۔

”مجھے تم سے چھٹکارا چاہیے۔“ الفاظ کو چبا کر ادا کیا۔

”ہاں تو چھوڑ دو مجھے۔“ کھنکتی ہنسی، محظوظ تاثرات۔

”اور میری انگوٹھی!“ اس وقت وہ کوئی پانچ سال کا بچہ لگ رہا تھا جو ایک ننی سی ٹافی کے پیچھے رو رہا ہو۔

”مگر تمہیں تو مجھ سے جان چھڑوانی ہے۔“ اور وہ اس بچے کو خوش کرتی ایک پری۔

" انگوٹھی کے ہوتے ہوئے میری تم سے جان کیسے چھوٹے گی۔" پانچ سال کے بچے نے ضد کی۔

" لیکن ایک انگوٹھی تو ہمارا تعلق تعین نہیں کر سکتی۔" پری کی آنکھوں کا بھورا پن گہرا ہوا۔ بالوں کے کناروں کو انگلی پر لپیٹتے یوں لگتا تھا وہ کوئی گیت سنا رہی ہو، پرستان تک پہنچتا میٹھا گیت۔

" آخر کیا ہے اس انگوٹھی میں؟" بچہ اب واویلا مچاتا ہار مان چکا تھا۔ وہ ضدی تھا۔۔۔ سامنے موجود پری ڈھیٹ۔

یونہی انگلیوں پر لپیٹے بال، آنکھوں میں پڑتی روشنی اور سر پیے سے جڑی کمر کے ساتھ وہ مسکرائی۔ پرستان پہنچنے پر بچے کو دکھائی جانے والی پہلی مسکراہٹ۔

" ! تمہاری جان "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سور تھا یا موت کا اعلان۔۔رگوں میں گردش کرتا خون رکا۔کانوں میں پڑتی آوازیں غائب ہوئیں۔دنیا دیکھتی آنکھیں تھم گئیں۔۔۔آس پاس سب سن ہو گیا، وقت نے حرکت چھوڑ دی۔

پرستان کے بیچ کھڑا وہ مرد سامنے بیٹھی گیت سناتی اس پری کو دیکھتے ایک سحر میں تھا، ایسا سحر جس سے نہ وہ ہل پا رہا تھا نہ نظریں موڑ پا رہا تھا۔

وہ پری مسکرائی، آنکھوں کے بیرونی کناروں پر سلوٹیں نمودار ہوئیں۔پرستان میں خوش آمدید!

لیکن کیا پریاں بھی اتنی لالچی ہوتی ہیں؟

★

سورج کی روشنی بلیو تھیکا کے شیشے سے بنائی دیوار سے ٹکرا رہی تھی۔سنہری کرنیں آہستہ آہستہ پوری لائبریری میں پھیل چکی تھیں۔لوگ اب کافی تعداد میں وہاں موجود تھے۔آس پاس ریڈنگ رومز مصروف، لیپ ٹاپ کی کھٹ پھٹ میں

مزید انگلیوں کا اضافہ ہو گیا۔ سو یپر کے جھاڑو مارنے کی آواز دھیرے سے آ رہی تھی۔

بھوڑے عربی سو یپر نے سر اٹھایا، اس کے چہرے کے تاثرات کچھ خاصے اچھے نہ تھے۔ گندی گندی شکلیں بناتا وہ دور میز کو دیکھ رہا تھا۔

کتابوں کی شکل کا بنا وہ میز کتابوں سے ہی خالی تھا۔

آمنے سامنے دو سٹول لگے تھے۔ ایک گھنٹہ پہلے وہاں دو لوگ موجود تھے مگر اب وہاں صرف وہی تھی۔

پرستان کی لالچی پری!

"ٹک!" پستہ کے چھلکے جدا ہوئے اور درمیان سے ایک سبز جامنی سا بیج باہر آیا۔ "

چھلکوں کو میز پر پھیلائے سفید کپڑے پر پھینک دیئے۔

www.novelsclubb.com

پستہ کھاتا اس کا منہ ہل رہا تھا۔ بالوں کو لہرا کر چہرے پر سے آنے سے ہٹایا مگر۔۔۔وہ بھی المیرا کے بال تھے اس کی برداشت آزماتے وہ دوبارہ چہرے کے اطراف میں پھیل گئے۔

احسان چلا گیا اور جاتے جاتے اس پر ایک احسان کر گیا تھا۔

"چلو ایک کام کرتے ہیں؟" فضا میں اسکی پُر شوخ آواز پھیلی۔ وہ اب کچھ دیر پہلے ہوا منظر ذہن میں دوہرا رہی تھی۔

"تمہیں مجھ سے چھٹکارا چاہیئے اور مجھے یہ انگوٹھی۔ ایک ہفتہ تم نے مجھے نظر انداز کیا اب ایک ہفتہ میرے کرنے کی باری ہے۔" مخالف شخص نے اختلاف کرنے کے لیئے منہ کھولا، ملکہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروا دیا۔

"پورے ایک ہفتہ بعد ہی تمہیں تمہاری امانت واپس مل جائے گی۔ اگر منظور ہے تو ہاں، نہیں تو ٹاٹا بائے بائے انگوٹھی میری۔" احسان بن نوفل اتنا تو جانتا تھا وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس عورت پر زبردستی نہیں کر سکتا، زبردستی تو کیا وہ اس عورت پر بھروسہ تک نہیں کر سکتا۔

مگر آزمانے میں کیا جاتا ہے؟

المیرا عنایت محسن کے گول ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ زہن حال میں لوٹ آیا۔

ایک اور پستہ توڑا، چھلکے اتارے، آہستہ سے بیج زبان پر رکھا اور آنکھیں اٹھائیں۔

ان کا سبز رنگ گہرا تھا۔ وہاں نہ کوئی مسکراہٹ تھی، نہ کوئی خوشی۔۔۔ وہاں تپش تھی، نفرت تھی۔ کسی کے سامنے خود کو گرانے کا غصہ، اور وہ کسی بھی کون؟ ایک مرد۔

اس نے خود کو ایک مرد کے سامنے گرایا تھا۔ایک ہیرے کے لیئے اس نے آدھا گھنٹہ بیٹھ کر ایک مرد کو برداشت کیا تھا۔اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا ذہر تھا جو اگر کوئی بھانپ لیتا تو پناہ مانگتا۔

یہ تو تہہ تھا المیر اعنایت محسن جان سے ہاتھ دو بیٹھے گی مگر اس انگوٹھی کا پیچھا، مر کر بھی نہیں چھوڑے گی۔

جو پالیا وہ اس کا ہو گیا، واپسی کا لفظ اسکی لغت میں نہیں تھا۔

المیرا نے نظریں جھکالی۔دوبارہ سے ایک پستہ اٹھایا۔اس پر لگے چھوٹے سے کٹ پر دونوں انگوٹھے کے ناخن رکھے اور بھر پوری شدت کے ساتھ ناخنوں کو اندر پستہ میں گاڑ دیا۔ چھلکے میں موجود دو سبز ٹکرے جدا ہوئے۔ ہتھیلی میں ان کو دباتے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔گہرا سانس لیا اور اب جب انہیں کھولا تھا آنکھیں بدل چکی تھیں۔

نفرت، غصہ غائب۔۔۔۔ مسکراہٹ، خوشی عیاں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے ہتھیلی کھول کر ٹکروں کو گرایا۔دوسرا ہاتھ ہوا میں بلند کیا۔روشنی کی ایک بڑی سی کرن اس کے ہاتھ پر آ کر ٹھہر گئی۔۔۔ہیرا چمکا۔اس کے اندر تک سرشاری کی لہر دوڑی۔قدرت نے سارا حسن اس کی انگلی میں ہی بسا دیا تھا۔

ہیرے کو ہونٹوں تک لاتے اس نے ہلکی سی سانس خارج کی۔۔۔اپنے پیسے کے لیئے وہ مر نہیں سکتی تھی مگر مار،۔۔ہاں یہ وہ بخوبی کر سکتی تھی۔

دور کھڑا اسو پیر ناپسندیدگی سے اس عورت کو دیکھتا رہا۔

"لجشع في مكان ما!(لالچی کہیں کی!)"

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

یہ مرکزی قاہرہ شہر سے تھوڑا باہر نکل کر علاقہ تھا۔ریگستان کی دھول اور کھجور کے درخت اس پکی کشادہ سڑک کے اطراف میں بنے تھے۔دور دور تک یا تو نائل کا دریا اور ریگستان نظر آئیں گے یا پھر زیر تعمیر عمارات۔

اسی سڑک پر ایک دھول اڑاتی ہوئی گاڑی زن سے آگے بڑھ گئی۔پیچھے دھوپ کی حدت اور ریگستان کی مٹی میں لپٹا السکر رہ گیا۔

"آفوان (آپ کا شکریہ)" کاؤنٹر پر کھڑی حجابی لڑکی نے مٹھائی کا ڈبہ پکڑتے کہا۔ "دوبارہ ضرور آیئے گا۔" ریکز میں سجائی الگ لگ رنگوں اور اشکلات کی مٹھائیاں مصنوعی روشنیوں میں چمک رہیں تھیں۔

السکر کا لوگو پہنے اس کی سیاہ شرٹ کے دہان پر اسکے نام کا بیج بھی لگ تھا۔ ٹوپی کو کھسکا کر تھوڑا سا نیچے کرتے کیشئیر لڑکی نے اِدھر اُدھر نظریں دوہرائیں۔

مرمریں فرش پر بنی یہ چھوٹی سی دکان صاف ستھری سی تھی۔ اس لڑکی نے اے سی کے ساتھ لگے کیمرا کو ایک نظر دیکھا پھر اپنے سامنے کھلے کیش کے ڈبے کو۔

تھوڑی سی چوری سے کیا ہوتا ہے۔ وہ وہاں اکیلی تھی۔ اس کے ساتھ کھڑی دوسری کیشئیر فلحال کے لیئے دکان کے پچھلے حصے میں گئی تھی۔

پیسے نکالتے اس نے فوراً سے ڈبہ بند کیا اور انہیں کچھ یوں کر کے پینٹ کی جیب میں ڈالا جیسے پینٹ اوپر کر رہی ہو۔

یہ دکان باہر سے خاموش تھی اور اندر سے صاف۔۔۔۔

سوائے اس کمرے کے۔

اے سی کے بالکل ایک کونے میں چھوٹا سا دروازہ بنا تھا۔ آؤ اس دروازے کو پار کرتے دکان کے پچھلے حصہ میں جاتے ہیں اور تصویر کا دوسرا رخ دیکھتے ہیں۔

تیز تیز ہاتھ چلاؤ پورا دن نہیں ہے میرے پاس۔" سرخ ناخن والے ہاتھ، "

آسمانی رنگ کا کھلا سا کافتان اور سفید بالوں میں عینک لگائے وہ ناجیہ تھی۔ السکر کی مالکن۔

مختلف مٹھائیوں کی میٹھی خوشبوئیں آپس میں گھل مل کر سر درد کا باعث بن رہی تھیں۔ خود اس عورت نے ہاتھ میں پنکھا سنبھال رکھا تھا اور ان لڑکیوں سے گرمی میں کام کرا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سیلین زدہ گندی دیواریں، بے تحاشہ مقدار میں لگے بلب اور ایک دیوار کے اوپری خانے میں نصب چار ایکزسٹ فین کمرے کی گھٹن میں مزید اضافہ کر رہے تھے۔

"یہ ادھر رکھو۔" چاکلیٹ سموسا کا تھال سنبھالتی ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ حکم کی تکمیل کرتی وہ سیاہ ٹی شرٹ والی لڑکی آگے آئی اور تھال ڈبے بند کرتے گروہ کے ساتھ رکھ دیا۔

مٹھائیوں کو ڈبہ میں ڈالتے، ان پر السکر کا ٹیگ لگاتے، ٹیپ سے سیل کرتے اور آگے دیتے جاتے۔

"اس کو ایسے نہیں کرتے!" ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کام کرتی ایک پستہ قد اور کرخت تاثرات والی عورت نے ساتھ کھڑی لمبی لڑکی سے کہا۔ لڑکی کا لو گو لگاتا ہاتھ رک گیا۔

لمبی لڑکی کی نیلی آنکھوں میں سوال تھا۔ ہاتھوں پر پلاسٹک کے سستے داستانے تھے اور بالوں کو پلاسٹک ہی کی ٹوپی میں قید کر رکھا تھا۔

پستہ قد والی عورت آگے آئی اور اس کے ہاتھ سے لوگو تقریباً جھپٹا۔ نیلی آنکھوں والی لڑکی کو برا لگا۔۔۔۔بہت برا۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا اسے یہاں نوکری کرتے مجال ہو جو کسی کے مزاج مل جائیں۔

اتنی اکڑ وہ بھی حلوائی ہونے پر!

اگلا آرڈر تیار ہے ناجیہ جی!" تیل کے بڑے سے تھال کے سامنے کھڑی " عورت نے نعرہ لگایا۔ دکان باہر سے جتنی چھوٹی لگتی تھی اندر سے اتنی ہی بڑی تھی۔

باہر سے جتنی صاف اور جدید تھی اندر سے اتنی ہی ناپاک اور پستہ۔

یہاں پورا دن یہی چلتا رہتا تھا۔ مٹھائیاں آئیں گئیں، بند ہو نگی، آگے چلی جائیں گیں۔

بدبو، پسینہ آئے گا، جسم کے ساتھ چپکے گا اور انسان کو بیزار کر جائے گا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے شیرہ سے لبریز داستانے آپس میں چپک رہے تھے۔

" کام کرنا سیکھ لو گل جان جی!"لو گو لگانے کے بعد کہا، کرخت چہرہ شاید ہی کبھی کھلکلایا ہوگا۔ گل مصنوعی سا مسکرائی۔

" باتیں مت کرو، ہاتھ چلاؤ! ایک اور آرڈر آیا ہے۔"ہینڈ فین کی سپیڈ بڑھاتے مالکن نے اونچی آواز میں کہا۔ گل کو زبان تو سمجھ نہ آئی البتہ انداز سے اتنا تو یقینی تھا کوئی حکم آیا ہے۔

لڑکیوں نے ہاتھوں کی رفتار تیز کر دی۔۔ تھال آتے۔۔۔ مٹھائی ٹھنڈی ہوتی۔۔۔اور السکر کے ڈبوں میں بند ہو کر آگے نکل جاتی۔۔۔

بادام سے سجی تھال اٹھاتے ترک لڑکی نے ایک نظر میں پوری دکان کا جائزہ لیا۔۔۔

ہفتہ ہو گیا ہے یہاں کچھ ایسا ویسا نہیں ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا زبیر کی باتیں اور وہ جو اس نے بیٹھ کر معلومات اکٹھی کی تھی کیا وہ سب جعلی ہے۔

نظریں کام پر رکھو۔" کرخت چہرے والی عورت نے اسے ٹوکا۔ "

سمجھ دوبارہ نہ آئی اور۔۔۔ صد شکر ہے کے نہیں آئی۔ زبردستی کا مسکراتے وہ آگے بڑھ گئی۔ ایک دفعہ وہ اس دکان کی اصلیت جان جائے سب سے پہلے اس عورت کو جیل کروائے گی۔

★

دھول اڑاتی گاڑیاں، کھجور کے درخت، نائل کا دریا سب دھوپ میں جھلستی اس عمارت کے آس پاس تھے۔

کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی آگے آئی اور دکان کے شیشے والے دروازے پر لگا اوپن کا سائن الٹتے کلوز کو لگا دیا۔

پورے دن میں یہ ایک واحد وقت تھا جب اندر کام کرنے والے لوگوں کو کچھ سکون کا سانس میسر ہوتا تھا۔

ایکزسٹ فین اپنی پوری سپیڈ سے رواں تھے۔کچھ وقت کے لیئے تیل کے ان تھالوں میں خاموشی تھی۔

ٹولیوں کی صورت میں بیٹھی لڑکیاں دوپہر کا کھانا نوش کر رہی تھیں۔

ایسے میں ایک گروہ میں گل بھی بیٹھی تھی۔۔۔مگر صرف بیٹھی ہی تھی۔اس کے ساتھ موجود باقی تین لڑکیاں آپس میں عربی میں لگیں تھیں وہ بیچاری نہ سمجھ پاتی نہ سمجھا پاتی۔

پرائے ملک کی پرائی بولی!

وہ ہفتہ پہلے یہاں سوچ کر آئی تھی کے ویٹرس کے بہانے وہ السکر کا راز جانے گی اور سارے ثبوت اکٹھے کر کے انٹرنیشنل میڈیا کو دے دے گی۔یوں وہ ایک سلبریٹی

www.novelsclubb.com

بنے گی، لوگ اس پر کتابیں لکھیں گے، مووویز بنائیں گیں، گل جان کے انٹرویوز ہونگے مگر دھت تیرے کی۔۔۔۔۔۔۔سب خواب جاگتی آنکھوں میں سو گئے۔

پہلے دن ہی آکر اسے پیچھے لوگو لگانے والوں کے ساتھ کام پر لگا دیا تھا۔

اپنے نوزیدہ خوابوں کی بکھری کرچیاں سمیٹتے اس کو سمجھ نہیں آیا اتنی بری قسمت پر ماتم منائے یا اپنی خوش فہمیوں اور جلد بازی پر ہنسے۔

اپنے فون پر انسٹا گرام آن کیئے وہ فالتو میں ریلیز دیکھے جا رہی تھی۔ عجیب لڑکی تھی ایک ریل پوری ہوتی نہیں تھی اگلی پر انگلی پھیر دیتی۔

صاف ظاہر تھا وہ بور ہو رہی ہے۔۔۔اس سے تو بہتر تھا شیرہ اور چینی میں کھیل کر مٹھائی بناتی رہتی۔

عینک کو درست کرتے وہ اپنی چھوٹی سی کرسی پر مزید پیچھے ہوئی۔ ریلیز سکرول کرتے فون پر ایک میسج آیا۔ زرا سی نظر بھیجنے والے کے نام پر ڈالی۔۔۔جھٹکا تھا یا سو والٹ کا کرنٹ جو وہ کمان سے نکلے تیر کی طرح اچھلی۔

تینوں لڑکیوں نے گھبرا کر اسے دیکھا۔ لیکن اس وقت تک گل کے اندر ایک روبوٹک طاقت آچکی تھی۔۔۔ آج اسے کوئی روک کر تو دکھائے۔

فوراً سے میسج بھیجنے والے کو کال کی اور ایک کونے میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ خاموش تھالوں کے پاس بدبودار کونا۔

لڑکیوں نے اسے عجیب سی شکل بنا کر دیکھا۔

"پتہ لگا یا سمین کا؟" انگریزی میں سوال۔ آنکھوں میں ستاروں جیسی چمک لیئے وہ پرجوش تھی۔ دوسری طرف بیٹھے بیزار سے ڈیٹیکٹو نے کان میں چھوٹی انگلی ڈالی۔

"میں نے تمہارے کہنے پر دیکھی ہے وہ لسٹ۔۔۔"

"تو!" وہ جو ٹوٹی انگریزی میں سوچ سوچ کر بول رہا تھا گل نے اس کی بات کاٹی۔

"عین ممکن ہے دو مہینے پہلے وہ اسی کروز میں ہو۔" گل کا جوش مانند ہوا۔

www.novelsclubb.com

مگر وہ تو تین مہینے سے غائب ہے۔"ڈیٹیکٹو گرتے گرتے بچا۔۔۔ جھوٹ تو صحیح سے بول لے۔ "

ہاں تو۔۔۔۔دو مہینے پہلے گئی تھی نا۔۔۔ڈیٹیکو میں ہوں یا تم؟"فون کان سے ہٹا کر گل نے اسے ہتھیلی سمیت ہاتھ کی پانچوں انگلیاں بھی دکھائیں اور فون دوبارہ کان سے لگا لیا۔ "

کیا آپ کو یقین ہے یاسمین وہیں گئی ہو گی؟"میٹھے سے لہجے میں خدشہ۔ "

ڈیٹیکٹو میں ہوں یا تم!"گل نے باقاعدہ آنکھیں گھمائیں، کچھ دیر کے لیئے تو وہ جیسے سر کے پچھے حصہ میں اٹک ہی گئیں تھیں۔ "

خیر میرے پیسے؟"جمائی روکتے کہا۔ "

"آپ مجھے لسٹ بھیج دیں میں دیکھ لونگی آگے۔ "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پہلے پیسے پھر لسٹ۔''سامنے رکھے قہوہ کا لمبا سا گھونٹ بھرا۔آواز گل کے فون سے باہر نکلی۔اس کی بائیں آنکھ غصہ سے پھڑک رہی تھی۔ "

ایک تو تم نے کام صحیح نہیں کیا اوپر سے تم میری بات نہیں سن رہے۔پیسے کیا'' تمہارے سانس لینے یا جمائی روکنے کے دوں۔''دماغ میں اپنے جملوں کو ترتیب دیتے اس نے گہری سانس لی۔

ٹھیک ہے دے دو نگی پیسے !''لعنت ہو تم پر گل جان،یو نہی پٹتی رہنا سب سے۔ "

شکستہ کندھوں سے اس نے فون کان سے ہٹایا۔ہاتھ پہلو میں گرا لیئے اور نیلی آنکھوں میں اداسی در آئی۔عینک اتارتے اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

دور بیٹھی لڑکیاں آپس میں کسر پسر کر رہی تھیں۔۔لیکن اس کی قسمت اچھی تھی اسے کہاں کچھ سمجھ آنا تھا۔

گل جان ہار رہی تھی،وہ کبھی نہیں ہارتی تھی تو آج کیسے ہار جائے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اپنی بہنوں کی گل تھی ان کا سہارا، وہ ٹوٹنے تک لڑے گے۔

عینک دوبارہ ناک پر ٹکاتے خود کو سنبھالا اور فون آن لاک کیا۔انگلی بینک کے ایپ تک گئی، اسے پیسے ٹرانسفر کرنے تھے۔

آن لائن ٹرانسیکشن میں اس نے اپنا اکاؤنٹ نمبر ڈالا، پھر ڈیٹیکٹو کا اکاؤنٹ نمبر ڈالا۔ سکرول کرتی نیچے آئی اور اماؤنٹ کو کلک کیا۔ وہ ہندسے دباتی گئی مگر سکرین پر وہ اماؤنٹ صفر ہی رہی۔ آنکھیں چھوٹی ہوئیں۔۔ دوبارہ سے ہندسے دبائے۔۔ لیکن اماؤنٹ ابھی بھی نہیں ابھری۔

کیا وہ اتنی کنگال ہو چکی ہے؟

پیچھے جاتے اس نے اپنا ٹوٹل بینک بیلنس دیکھا۔۔۔

صفر۔۔۔

ایک براسازیر واس کو منہ چڑا رہا تھا۔ گل جان کے قدموں تلے زمین نکلی۔ گرتے گرتے سنبھلی۔ خوف کی وہ ایک پہلی لہر جس سے سینے میں درد اُٹھتا ہے گل کو اس لہر سمیت بے شمار لہریں بدن کے حصہ حصہ میں اٹھتی محسوس ہوئی۔ اُسے لگا وہ ابھی مر جائے گی۔

کیا راتوں رات اس کا اکاؤنٹ ہیک ہو گیا تھا؟

کیا اب وہ سڑک پر آ گئی تھی؟

کیا اب اسے حلوائی بن کر رہنا تھا؟

دو منٹ میں بیس خیالات تصور کر لیئے۔

جھٹ سے واٹس ایپ کھولا۔۔۔ ہر مشکل صورتحال میں انسان اس شخص کو پکارتا ہے جس کے اپر وول پر وہ چلتا ہو۔ اس شخص کے بس دو حوصلہ مند الفاظ ڈوبے ہوئے کو تنکے کا سہارا دیتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

بڑی بہن، نرگس جان۔۔۔کی چیٹ کھولی۔(یہ نمبریوں اس لیئے سیو تھے کے کسی دن اگر وہ سب بھول گئی تو اسے یاد ہو کون کیا تھا۔کیا کرے اوور تھنکنگ انسان کو گدھا بنا دیتی ہے۔)

کال ملائی، بیل جا رہی تھی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔

گل کا دل سمیت گردہ پھیپھڑا سب ڈوبنے لگا۔

"فون اٹھاؤ آبلا، پلیز فون اٹھاؤ!" اس کی آنکھیں گیلی ہو رہی تھیں۔چشمے کے پار دنیا دھندلی ہونے لگی۔نرگس نے فون نہ اٹھایا۔گل نے رو دینا تھا۔گھبراتے ہوئے اس کو نہیں معلوم تھا وہ کہاں ہاتھ مار رہی ہے۔سیدھا بینک کا ایپ کھلا اور کنٹیکٹ کا آپشن دب گیا۔

دوسری بیل پر ہی جواب ملا۔

"ہیلو مس ہاؤ مے آئی ہیلپ یو!" مودب لہجہ مردانہ آواز۔

میرا اکاؤنٹ خالی ہے۔" گیلا لہجہ زنانہ آواز۔ "

ایکسکیوز می !" گل نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ گل بک مت بول۔۔۔ "

میرے اکاؤنٹ میں بیلینس زیرو شو ہو رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کوئی ایشو "
ہے۔" وہ اپنے آنسوؤں کو قابو کیئے ہوئے تھی۔ کم از کم کسی غیر کے سامنے تو گل
نہیں رو سکتی۔

اکاؤنٹ نمبر بتائیے گا۔" گل نے جھٹ سے بتایا۔ دوسری جانب تھوڑی "
خاموشی کے بعد آواز آئی۔

"معاف کیجئے گا میم لیکن آپ کا اکاؤنٹ حقیقتاً خالی ہے۔"

کیا !" اس کا سارا وزن اس کے قدموں نے اٹھایا ہوا تھا۔ وہ بے یقینی اور غم "
کے درمیان کے پُل پر کھڑی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جی بالکل! کوئی ایشو نہیں۔۔۔آپ کی سب سے آخری ٹرانسیکشن ہفتہ پہلے کی ہے۔"

"کیا آپ مجھے اکاونٹ بتا سکتے ہیں؟" یہ اس کی اپنی آواز نہ تھی،اس میں وہ بہادری،وہ پختگی،وہ کچھ کر دکھانے کا عزم نہیں تھا۔مضبوطی سے فون دونوں ہاتھوں میں دبائے وہ جھکی ہوئیں گردن سے اپنے پریشان چہرے کو وہاں موجود باقی لڑکیوں سے چھپائی ہوئی تھی۔

"نرگھس جان کے نام سے اکاؤنٹ ہولڈر ہیں کوئی۔"

گل نہیں جانتی تھی اچانک سے کیا ہوا تھا۔کیسے اس کی گردن فوراً سے سیدھی ہوئیں۔خشک گلہ تر ہوا،آنکھوں میں بے یقینی اور رگوں میں دوڑتے خون نے جوش پکڑا۔

اسکی بہن نے اس کا اکاونٹ خالی کر دیا اور بتایا بھی نہیں۔

بلکہ بدتر۔۔۔اس کی بہن نے بغیر اجازت کے پیسے نکالے اور پوچھا بھی نہیں۔

اس کا وجود غم سے نکل کر غصہ کیے پُل پر کھڑا ہوا۔کال کاٹی اور جھٹ سے نرگس کو کال کی۔

بیل جا جا کر اسے سفید جھنڈی دکھاتے لوٹ آتی۔

مگر وہ بھی گل تھی۔۔کال پر کال کرے گی۔۔۔میسج پر میسج کرے گی۔کچھ نہ بن پایا تو کبوتر کے ساتھ چٹھی باندھ کر ترکی بھیج دے گی۔۔۔مگر جواب سنے بغیر نہیں بخشے گی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

مصر میں آج موسم قدرے خوشگوار تھا۔ سورج کی تپش میں اس وقت کچھ کمی تھی۔ سمندر کے رخ سے آتی خنک ہوائیں مصریوں کو گرمی سے کسی حد تک محفوظ رکھ رہی تھیں۔

"میں وہاں صرف تیرے کہنے پر جا رہا ہوں ورنہ اس دھوکے باز، دوغلے سیاستدان کو میں ایک سیکنڈ برداشت نہ کروں۔" سلور رنگ کی وہ اوڈی سڑک کے بے انتہا ٹریفک میں پھنسی تھی۔

یہ مرکزی قاہرہ تھا۔ اونچے درخت، نائل کا دریا اور وہ پُل۔

"بڑی نوازش آپ کی۔" زبیر سینے پر ہاتھ رکھتے تھوڑا سا آگے جھکا اور داد وصول کی۔

www.novelsclubb.com

سالوں میں ایک دفعہ ایسا ہوتا ہے کے فاطر اسلام کسی اور کی مرضی کا کام کر لے اور وہ دن آج تھا۔اب اس کے بعد اللہ ہی جانتا ہے یہ معجزہ کب ہو۔

ڈرائیور سیٹ پر بیٹھے بھوری جلد اور امبر آنکھوں والے آدھے مصری نے سر جھٹکا۔ گول گلے والی سفید شرٹ پر ڈینم کا آپر پہن رکھا تھا۔کلائی میں اسمارٹ واچ تھی اور پیشانی پر ایک بھوری لٹ ہمیشہ کی طرح جھول رہی تھی۔

"تمہارا فائدہ ہی ہے اس میں۔اگر معاہدہ ہو جاتا ہے تو تمہیں کورٹ کچہری کے چکر میں نہیں پڑنا پڑے گا۔"زبیر نے کہنی کھلی کھڑکی پر رکھتے ہاتھ کی پشت ہونٹوں پر رکھی۔زمرد رنگ کے ہینلی کے ساتھ خاکی رنگ کی پینٹ پہن رکھی تھی۔

وہ پچھلے پندرہ منٹ سے اسی حالت میں کھڑے تھے۔کوئی گاڑی نہ آگے جا رہی تھی اور پیچھے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

www.novelsclubb.com

اس نے جیسے زبیر کی بات سنی ہی نہ ہو۔فاطر کے پیچھے والی گاڑی نے زور سے ہارن مارا۔اس نے غصے سے گردن موڑ کر پچھلی کھڑکی سے دیکھا۔

وہیں سے ایک زبردست گھوری ڈال کر وہ دوبارہ پرانی پوزیشن میں آگیا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی اور پھر گاڑی نے دوبارہ ہارن مارا۔فاطر اسلام کی برداشت کافی چھوٹی تھی، جو الحمداللہ دوسرے ہارن پر ہی ختم ہو گئ۔

سلور اوڈی میں بیٹھے مرد نے زور سے گاڑی ہ کے ارن پر ہاتھ رکھا اور پھر جیسے اٹھانا بھول ہی گیا ہو۔آس پاس کئی ڈرائیورز نے اس کے شور سے کانوں پر ہاتھ رکھا، کچھ نے اسے لعن تعن کی، اور کچھ آپے سی چلائے خاموشی سے اندر سو رہے تھے۔ انہیں بھی معلوم تھا اب یہ روڈ آدھے گھنٹے تک نہیں کھلنی۔

فاطر کیا کر رہا یہ؟" زبیر نے اس کے ہاتھ ہٹایا۔اس نے دوبارہ رکھ دیا۔ پچھلی " گاڑی نے اس کے مقابلے میں اپنی ہیڈ لائٹس مارنا شروع کر دیں۔

فاطر!"ایک اور کوشش کی۔"ماں یا نامان اندر کوئی عورت بیٹھی ہے، وہی " ایسے جاہلوں کی طرح گاڑی ڈرائیو کرتی ہیں۔"ہارن کے اونچے شور کے بیچ اس نے بلند آواز میں رائے کا اظہار کیا۔

ان دونوں شہریوں کے بے ہنگم شور کی شفقت ٹریفک پولیس کو وہاں آکر راستہ کھلوانا پڑا اور وہ جو بیچارے سو رہے تھے پانچ منٹ بعد ہی راستہ صاف ہونے کی وجہ سے انہیں مجبوراً جاگنا پڑا۔

گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرتے اس نے ایک نظر سائڈ مرر میں ڈالی۔اس کے پیچھے کھڑی گاڑی (جس سے ابھی کچھ دیر پہلے اس نے چھوٹا سا جھگڑا کیا تھا) نے اپنی لین تبدیل کرنے کی ناکام کوشش کی۔

فاطر نے اخلاقاً تو بالکل نہیں بس یہ دیکھنے کے لیئے اندر کون ہے اسے خود کو اوور ٹیک کرنے کی جگہ دی، اور پُل کی دوسری طرف تھوڑا آگے ہوا۔

موقع دیکھتے وہ گاڑی خوشی خوشی آگے آئی اور نکل گئی۔

فاطر نے اس کے آدھ کھلے شیشوں سے اندر جھانکا۔ اندازے کی درستگی پر مسکرایا۔

دیکھا کہا تھا نا یہ کسی عورت ڈرائیور کا ہی کام ہے۔" انداز کالر سے نادیدہ گرد "صاف کرنے والا تھا۔ "جب گاڑی چلانی آتی نہیں تو لے کر نکلتی کیوں ہیں؟ ایسے لوگوں کو فائر کر دینا چاہیے۔" ایک ہاتھ سے سٹیرینگ گھماتے اس نے رائے پیش کی بلکہ رائے کم سیدھا سیدھا قانون پاس کیا۔

توبہ ہے فاطر!" زبیر نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔ "آج اسے فائر کیا، ہفتہ "پہلے گل کو فائر کیا تھا۔" گاڑی اب روڈ پر مناسب رفتار سے چل رہی تھی۔

چہرہ کے سامنے ایک سنہرے بکھرے بالوں والی لڑکی کا چہرہ آیا۔ سڑک پر کھڑی جوش سے اپنی تھیوری پیش کرتی۔ "ویسے تمہیں کل گل کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" وہ کتنی خوش ہو گئی تھی اس ایک ویٹرس کی نوکری کے ہی بعد۔

کون گل؟" یوٹرن لیتے اس نے سوال کیا۔ "

زبیر نے تعجب سے اپنے مغرور دوست کو دیکھا جس کی بھونیں بھینچی تھی اور اس کی پوری توجہ سامنے سڑک پر مرکوز تھی۔

"کون سا نشہ شروع کر دیا ہے؟ تیری سیکرٹیری گل، وہی جسے ہفتہ پہلے کھڑے کھڑے نکالا تھا۔"

"اوہ وہ!" یاداشت پر تھوڑا زور دینے سے یاد آیا۔ "میں نے اس کا کیا کرنا تھا تجھے تو پتہ ہے مجھے عورتوں سے کتنی خار ہے۔" ناگوار اور بیزار لہجہ۔ مستقل پیچھے سی ہارن دیتی گاڑی آگے آئی۔ فاطر کی رفتار تو تیز ہونی نہیں تھی، اور اس گاڑی کو کہیں ضروری جانا تھا۔

حیرت ہے ہر چیز میں وہ عجلت پسند آدمی ڈرائیونگ میں اتنا ہی اطمینان پسند تھا۔

زبیر نے مایوسی سے ماتھا مسلا اور گہری سانس خارج کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تجھے پیدا کرنے والی بھی ایک عورت تھی۔ تیری بہن بھی ایک عورت ہے اور خدانخواستہ۔۔۔ جس بیچاری سے تمہاری شادی ہو گی وہ بھی ایک عورت ہی ہونی ہے۔" فاطر نے مسکراتے چمکتے سفید دانتوں کی نمائش کی اور گاڑی کا رخ تبدیل کیا۔

"مجھے پیدا کرنے والی کے لیئے مجھے کبھی کوئی جذبہ محسوس نہیں ہوا۔ اپنی بہن کو میں عورتوں میں شامل نہیں کرتا۔ وہ اکیلے ہی چار مردوں پر بھاری ہے اور جہاں تک بات ہے شادی کی۔۔۔ تو یہ اکتیس سال کی بھری جوانی اور حسن میں کیوں ضائع کر رہا ہوں۔ کبھی سوچا نہیں!" ہلکی سی نگاہ اپنے دوست پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میرے پاس سوچنے کو اور بھی کام ہیں۔ جس دن فارغ ہوا تو تمہاری اس ڈوبتی جوانی پر نظر ثانی کر لونگا۔" اس کے جان چھڑانے والے انداز کے جواب میں فاطر نے اونچا قہقہ مارا۔ ساتھ چلتی گاڑی جو کب سے انہیں اوورٹیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی بلا آخر ان سے آگے نکل گئی۔

فاطر کی آنکھیں مارے حیرت کی پوری کھلیں، صدمے سے آگے ہوا۔۔۔کیونکہ یہ وہی گاڑی تھی جس کی مشترکہ تعاون ہی کی بدولت وہ روڈ کھلوا پایا تھا۔

"یہ تو وہی گاڑی ہے؟" ہاتھ سے اشارہ کیا۔زبیر ایسے بیٹھا تھا جیسے گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد سکول جاتا بچہ۔ناگوار اور بیزار۔۔۔

"تو جس رفتار سے تم اپنی شاہی سواری چلا رہے ہو، میری ہمت ہے جو تمہیں برداشت کیئے بیٹھا ہے۔" اس کی رائے کے باوجود بھی فاطر کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔

"کوئی اس عورت کو بتائے یہ گاڑی ہے جہاز نہیں۔" اونچا نعرہ لگایا۔

"کوئی تمہیں بھی بتائے یہ گاڑی ہے سائیکل نہیں۔۔۔تھوڑی تیز چلا لے میرے بھائی۔" کندھا جھنجوڑا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دماغ خراب ہے؟ایکسیڈنٹ کروانا ہے۔''اپنا کندھا چھڑایا۔زبیر بے بسی سے "
لب چباتا رہ گیا۔

اللہ کی قسم تو دوست کے روپ میں چھپا جلادی باپ ہے۔''بچے نے ایک ہی "
جملہ میں سارا غبار اتاراا ور سینے پر بازو باندھ کر بیٹھ گیا۔

خدا جانے وہ لوگ آج پورا دن کیا یہاں روڈ پر رُلتے رہے گے یا پہنچ بھی پائیں
گے۔

★

کشادہ سڑک کے اطراف میں بڑے بڑے امراء کے گھر بنے تھے۔جھاریوں اور
درختوں کے درمیان چھپے اس سلاخ دار گیٹ کے پیچھے کا گھر کسی انٹیک محل سے کم
نہ تھا۔

نارنجی بھوری اینٹوں اور لکڑی سے سجایا وہ سورج کی روشنی میں پوری طرح منور
تھا۔

چڑ کی آواز کے ساتھ ملازم نے آکر گھر کا مین گیٹ کھولا پیچھے سڑک کے شور میں سے ہوتے ہوئی ان کی گاڑی اس گھر کی پتھریلی گول روش پر آکر رکی۔

تین منہ والے فوارے سے نکلتے پانی کی آواز گاڑی رکتے ساتھ بلند ہوئی۔

ایک طرف سے زمرد ہینلی پہنے زبیر نکلا اور دوسری طرف سے آسمانی اپر والا فاطر۔

"تو یہ ہے عزیر بن خلد کا محل۔" اونچی تین منزلہ عمارت کو دھوپ کے باعث ہاتھ کا چھجا بنا کر دیکھا۔ زبیر کے چہرے پر جوش کے ساتھ ستائش بھی تھی۔

سلور گاڑی کے دوسری طرف کھڑے مرد کے تاثرات البتہ بہت مختلف تھے۔

"حرام پیسوں کی حرام عیاشی۔" دوٹوک لہجے میں بولتا فاطر اسلام ٹہلتا ہوا آگے آیا۔ زبیر نے ہلکی سی گردن موڑ کر اپنے دوست کو دیکھا۔ دونوں اب برابر کھڑے تھے۔

فاطر!"امبر آنکھوں والا مرد محل کو دیکھتا رہا۔"کوئی بیوقوفی مت کرنا۔ہم یہاں سارا مسئلہ ختم کرنے آئے ہیں سمجھے۔" پیچھے سے آتے ملازم نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے اندر جانے کا کہا۔ "

فکر ہی مت کرو۔"شانہ بشانہ چلتے فاطر نے سرگوشی کی۔"میں بھی یہاں سب ختم کرنے ہی آیا ہوں۔ "

سورج کی کرنیں راستہ بناتیں اس کی آنکھوں تک آئیں۔۔۔شہد رنگ گہرا ابھورا ہوا۔لمحوں کا کھیل تھا۔جیسے ہی فاطر اسلام سورج کے راستے سے ہٹا بھورے رنگ پر شہد رنگ غالب ہو گیا۔

★

یہ عزیر بن خلد کے محل کی پچھلی طرف تھی یا یہ کہا جائے مہمان خانہ تھا۔جو گھر سے تھوڑا الگ کر کے بنایا گیا تھا۔تاکہ آنے والا مہمان سیدھا وہیں جائے اور گھر کی عورتیں بے سکون نہ ہوں۔

www.novelsclubb.com

نارنجی اور سبز رنگ کی ٹائلز سے سجا وہ بیٹھک پرانے وقتوں کی یاد دلاتا تھا۔ بھورا پھولدار فرنیچر۔ پرانا ریڈیو، گراموفون۔ تصویرات جن میں سے بیشتر تو عزیر کے خاندان کی تھی۔ یوں جیسے کوئی خاندانی لیگیسی ہو۔

درمیان میں ایک میز تھا جسے خیامیاۃ (مصری کپڑا جو سجاوٹ کے لیئے استعمال ہوتا ہے) سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میز کی ایک طرف دونوں سنگل صوفوں پر ہمارے مہمان بیٹھے تھے اور دوسری طرف ٹھاٹ سے ہمارا میزبان۔

خوش آمدید! میرے گھر میں۔ کیسے ہو دونوں؟" گندمی رنگ کے جیلبیہ پہنے " عزیز نے شیریں لہجے میں کہا۔ بھورے سینڈ یلز والا ایک پاؤں گھٹنے پر رکھ کر بلند کیا ہوا تھا۔

زبیر نے سینے پر ہاتھ رکھ کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ایک نظر فاطر کو دیکھا اس کی بے چینی میں اضافہ ہوا۔ فاطر نظریں گھما کر ارد گرد نجانے کیا دیکھ رہا تھا۔

عزیر کے ہی انداز میں اس نے اپنے سیاہ بوٹوں والا پاؤں ایک گھٹنے پر رکھ کر اوپر کیا ہوا تھا۔

ٹکر کا مقابلہ تو فطر اسلام پر ختم ہے۔

"کیا لوگے دونوں قہوہ، چائے، کافی یا پھر۔۔۔۔(فاطر کی طرف دیکھا) نیلا تھوتھا۔" زبیر کو بے اختیار کھانسی کا دورا پڑا۔ سینہ مسلتے وہ مسلسل کھانس رہا تھا۔

"اللہ رحم کرے کیا ہو گیا!" عزیر فکر مندی سے اپنی جگہ پر آگے ہوا۔ زبیر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رکنے کا کہا۔

کھنکیوں سے وہ اپنے دوست کو دیکھ رہا تھا۔

"کمینے مجھے دیکھ لے۔" اس کھانسی کی وجہ اپنے دوست کی توجہ لینی تھی۔ بیچارہ زبیر بھول گیا فاطر اسلام اصولوں کو کتنا پکا ہے، آج تک سکول میں کبھی چیٹنگ ہی نہیں کی جو ان سب ہربوں کا کوئی علم ہو۔

دادا پَر دادا کے بڑے پرزے جمع کر رکھے ہیں۔“ چپ کا روزہ آخر کار ٹوٹا۔ ”

فاطر!“ زبیر نے آنکھوں کے اشارے سے اسے چپ رہنے کا کہا۔ جیسے ماں اپنے ڈھیٹ بچے کو منع کر رہی ہو۔

عزیر بن خلد کی گرم جوش مسکراہٹ ویسے ہی رہی۔

کوئی بات نہیں جن کے سر پر سے باپ کا سایہ اٹھ جائے وہ بچے بے باک ”ہو جاتے ہیں۔“

اور جن کے سروں پر رہ جائے وہ عیاش۔“ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے، ایک ” پاؤں بلند اور گھٹنا مسلسل ہلتا ہوا۔ وہ واقعی یہاں سب ختم کرنے آیا تھا۔

گاسم کا حال سنائیں؟“ لہجہ تھوڑا تبدیل کیا۔ ”سنا ہے ایک مہینے سے مصر نہیں ” آیا وہ۔ اس مرتبہ کہاں ٹھہرا ہے۔ کینیڈا والے فلیٹ میں یا انگلینڈ والے گھر میں۔“

عادتاً ایک گھٹنے پر انگلیاں رِتھم کی طرح چل رہیں تھیں۔

عزیر یونہی بیٹھا رہا، ایک بازو صوفے پر پھیلائے اور دوسرا گھٹنے پر رکھے۔

انگلینڈ میں تو تمہاری بہن بھی نہیں رہتی کیا نام تھا۔۔۔فاریہ۔۔۔فاریہ اسلام " ۔"چٹکی بجائی۔" کہوں گا میں اسے وقت ملا تو بہن کے گھر بھی چکر لگا لینا۔" فاطر اسلام کھل کر مسکرایا۔ وہ کہاں اپنی بہن کو عورتوں کی صف میں کھڑا کرتا تھا۔ اس کی نظر میں تو وہ سات فٹ کی کمانڈو تھی۔

ضرور ضرور ویسے بھی میری بہن انتظار میں ہے اس کا یہ والا بھائی (خود کی " طرف اشارہ کیا) جائے اور وہ چائے میں زہر ملا کر میرا کام صاف کر سکے۔" ساتھ بیٹھا زبیر منہ چھپا رہا تھا۔

شوق سے جائے ویسے بھی سارے بھائی برابر ہوتے ہیں۔" کانوں میں چبتی " ہوئی پتلی آواز اور عجلت سے ادا کیئے گئے جملے۔

"سر اس کو رہنے دیں آپ۔۔۔۔ ویسے بھی ہمارے آنے کے مقصد سے واقف ہی ہونگے۔ چیئر مین سر کی آپ سے بات تو ہو گئی ہے نا؟" زبیر نے موضوع تبدیل کیا۔

"ہاں اور میں نے شرط بھی رکھی ہے۔" عزیر بن خلد نے اپنی بھوری tinted عینک کے پار سے زبیر کو دیکھا۔

"انہوں نے تو مجھے کسی شرط کا نہیں بتایا۔" زبیر الجھا۔ اس کی الجھن دیکھ کر عزیر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ لمبا سا سانس خارج کرتے وہ مزید چوڑا ہو کر بیٹھا۔ گردن ایک طرف ڈھلکا کر فاطر کو دیکھا۔ آنکھوں میں مزاحکہ خیز تاثر تھا۔

"اگر فاطر اسلام۔۔۔ سب کے سامنے۔۔۔ مجھ سے معافی مانگ لے اور اپنی کی بدتمیزی پر نادم ہو جائے تو میں کیس واپس لینے کو تیار ہوں۔" کمرے میں ایک قہقہہ گونجا۔ فاطر ابو السلام کا قہقہ۔۔۔۔ پتلا، کانوں کو چیرنے جیسا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہم کوئی بیچ کا راستہ نہیں دیکھ سکتے۔" کانوں پر ہاتھ رکھتے زبیر زبردستی ہنسا۔ "کہاں پھنس گیا تھا وہ۔

"نہیں آر یا پار۔" دونوں ہی چٹان تھے۔ "میں جانتا ہوں تمہارے چینل کی بدنامی ہو رہی۔۔"

"میں اس چینل سے وابستہ نہیں ہوں اب۔" فاطر نے بات کاٹی۔ دونوں نے اس کی طرف دیکھا۔ "میری بدنامی میرے زمہ ہے۔" امبر آنکھوں میں سختی تھی۔ اسکا انداز، لہجہ سب اٹل تھا۔

"اوہ! تو پھر تم کیا کرنے آؤ ہو یہاں؟" زبیر کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ شرٹ تھوڑی سی پکڑ کر آگے کی۔ یہ کمرے میں اتنی گھٹن کیوں ہو رہی تھی؟

فاطر نے کندھے اچکائے۔ "ایسے ہی۔۔۔ سوچا شو میں تو میز میں نہیں مار سکا ایک گھر جا کر آزمالوں۔" کمرے میں ایسی آگ لگی کے جلد جھلس جائے۔ آگ کی چنگاریاں نتھنوں میں جاتیں سانس لینا محال کر رہی تھیں۔

سر وہ کلپ ہمارے چینل کی ہے۔فاطر اب وابستہ نہ ہو پہلے تو تھا نا۔جگہ جگہ اس کے نام کے ساتھ ہمارے چینل کا نام لیا جاتا ہے۔بدنامی اس کی ہو یا نہ ہو ہماری پھر بھی ہو رہی ہے۔"

"یہ تم لوگوں کا مسئلہ ہے میرا نہیں میں حل بتا چکا ہوں۔فاطر اسلام کو معافی مانگنی ہو گی۔" اپنا بھورا چشمہ درست کیا اور نظریں فاطر کے چہرے پر جما دیں۔

بھوری رنگت والے مرد کے جبڑے تنے ہوئے تھے،دانت آپس میں سختی سے جمائے تھے۔

وہ تھوڑا سا آگے آیا۔گھٹنے پر رکھے پیر کو پار کرتے ہتھیلی میز پر جمائی۔ماتھے پر ہمہ وقت موجود چھوٹی سی گھنگرالی لٹ ساکت تھی۔

"فاطر اسلام مر تو سکتا ہے۔۔۔بِک نہیں سکتا۔"

آگ کی چنگاریاں ابھی بھی باقی تھیں۔

عزیر کی مسکراہٹ بل آخر ختم ہوئی۔فاطر کے ہی انداز میں وہ آگے جھکا اور ایک کے بجائے دونوں ہاتھ میز پر رکھے۔

"تم جیسے کئی چھوٹے گیدڑ ہم جیسے بڑے سیاستدانوں کی جیب پر پلتے ہیں۔"

آواز آہستہ تھی، دھمکی کمرے کی در و دیوار سے باہر نہ جائے۔

"اور تم جیسے کئی بڑے سیاستدانوں کو ہم جیسے چھوٹے گیدڑ نگل جاتے ہیں۔"

امبر آنکھیں مسکرائیں۔۔جتاتے ہوئے، فخر سے۔

"تمہارا باپ تو نہیں نگل سکا۔"

"وراثت بھی کوئی چیز ہے۔"

دور بیٹھا زبیریوں تھا جیسے سامنے موت کا فرشتہ ہو اور یہی تو بات تھی وہ مرنے کے لیئے بالکل تیار نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایک گولی کی مار ہوتے ہو تم انصاف پسند صحافی۔ پتہ بھی نہیں چلتا اور یوں (چٹکی بجائی) غائب۔۔۔ وینیشڈ۔" سامنے جھکا آدھا مصری پورے دل سے مسکرایا۔ اس کے سفید دانت روشنی میں چمکے۔

فاطر اسلام پیچھے ہوتے آہستہ سے کھڑا ہوا۔

"ہم غائب ہونے کے بعد بھی پوری عمر تم لوگوں کے کندھوں پر ایک اَن چاہے بوجھ کی طرح دھرے رہتے ہیں۔" اپنی جیکٹ درست کرتے وہ عزیر بن خلد کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑا تھا۔

"فاطر!" زبیر نے پکارا۔ "بیٹھ جا یار۔" وہ بچارا منت سماجت کو اترنے والا تھا۔ فاطر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ ہونے کا کہا اور ایک آخری بار اپنے جدی پشتی دشمن کو دیکھا۔

"مل کر بالکل خوشی نہیں ہوئی لیکن پھر بھی فی امان اللہ!" ماتھے تک لے جا کر چھوٹا سا سلام کیا اور قدم دروازے کی طرف بڑھا دیئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ایک بات تو بتاؤ۔"عزیر کی آواز نے اسے بیچ دروازے میں روک دیا۔

"اگر مجھے وہ میز لگ جاتا تو؟"بات ادھوری چھوڑتے اس نے سر اٹھا کر دروازے میں ایستادہ لمبے ترنگے مرد کو دیکھا۔

فاطر مسکرایا، گردن موڑی اور ایک قدم چل کر اس کے صوفے کے ہتھے تک آیا۔ امبر آنکھیں مقابل کو زیر کرنے کو تیار تھیں۔

"مٹھائی کا ٹوکرا لے کر آتا تمہاری عیادت کو۔۔۔جیسے تم لائے تھے میرے باپ کو غائب کروانے کے بعد۔"وہ اس کی طرف جھکا ہوا تھا۔ بھورے چشموں کے اس پار ایک آدمی اسے اپنی بربادی لگ رہا تھا۔وہ جس کا باپ اس سے بھی بڑا طوفان تھا۔

عزیر کے چہرے کا رنگ نچڑا گیا، حواس معطل ہو گئے۔فاطر اب کمرے میں نہیں تھا۔زبیر کے وہاں بیٹھنے کا اب کوئی فائدہ نہ تھا وہ اٹھا،اور باہر کی طرف نکل گیا۔

فاطر یہ کیا تھا۔میں نے منع بھی کیا تھا تمہیں۔''اس کے تیز قدموں کا مقابلہ کیا۔

''موت اٹل ہے۔آنی ہی آنی ہے تو کم از کم کسی کے جوتے چاٹتے ہوئے تو نہ آئے۔''وہ مشورہ کہا کرتا تھا،فیصلہ سناتا تھا اور پھر یہ جا وہ جا۔

عزیر بن خلد کے محل کے باہر کھڑی سلور گاڑی کا دروازہ کھولتے فاطر اسلام اب اس میں بیٹھ رہا تھا۔دور کھڑا زبیر مایوسی اور تھکن سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

★★★★

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com

باب محافظ

سورج طلوع ہوا تو اپنے ساتھ ساری مصروفیات، روشنیاں اور شور لے گیا۔ آنے والا چاند خاموش تھا۔۔ اسکی چاندنی میں قاہرہ نہایا ہوا تھا۔

یہ رات کا وہ پہر تھا جب ہر ذی نفس گھر لوٹ رہا ہوتا ہے۔۔۔ ایک دن کا اختتام اور اگلے دن کا انتظار۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس چوڑی سی گلی میں دو گاڑیاں اور بے تحاشہ گملے موجود تھے۔خاموشی تھی اور کیڑوں کی آواز بھی۔

اسی خاموشی میں ایک ہیولہ سا نظر آیا۔دور سے بھاگ کر آتا ہانپتا ہوا وجود۔

اندھیرے سے ہوتے ہوئے وہ جلد ہی چاند کی روشنی میں بھی آیا۔وہ کوئی لڑکی تھی۔سنہری پونی جھول رہی تھی۔کندھے پر لی شال نیچے گر کے شرٹ سے نکلتے آدھے بازوؤں کو واضح کر رہی تھی۔

گل جان کی سانسیں بے ترتیب اور چہرہ پریشانی سے پسینہ میں تر تھا۔

جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ اس کا بینک اکاؤنٹ خالی ہے نہ سانس اوپر جا رہی تھی نہ نیچے آ رہی تھی۔

"کال اٹھالو آبلا!" ایک سو ساتویں مرتبہ اپنی بڑی بہن نرگس جان کو کال ملاتے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دباتے وہ رو دینے کے قریب تھی۔

تیزی سے بھاگتے وہ اپنے اپارٹمنٹ کی بلڈنگ کے قریب آئی۔ سلاخ دار دروازے کھلے تھے۔ بغیر رکے اس نے دوڑ لگادی اور سیڑھیاں پھلانگنے لگی۔

اپنی عجلت اور پریشانی میں وہ یہ بھول گئی تھی پیچھے کیسا منظر چھوڑے جا رہی ہے۔

گل کے جاتے ہی وہاں خاموشی دوبارہ پھیل گئی۔ قدموں کی وہ چاپ بھی اس کے ساتھ غائب ہوگئی۔ مکمل سناٹا۔۔۔ مکمل خاموشی۔ اور اسی سناٹے اور خاموشی میں ہی تو جرم کی دنیا پناہ لیتی ہے۔

سلاخ دار دروازے سے آہستہ سے نظر ہٹاتے ان دو کھڑی گاڑیوں کی طرف آؤ۔ نہیں نہیں ان گاڑیوں کے اندر مت جھانکو ان کے ساتھ موجود پتلی سی بند گلی کی طرف مڑ جاؤ۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مکمل سیاہی میں خود کو لپیٹے ایک پستہ قد والا آدمی دیوار کے ساتھ بالکل جڑ کر کھڑا تھا یوں کے جیسے وہ دیوار کا حصہ ہو۔اس کا سر جھکا تھا اسی لیئے چہرہ چھپا۔

اچانک کہیں بہت دور سے بھاری دروازے کے چڑ ہونے کے بعد بند ہونے کی آواز آئی، پھر کسی کے قدموں کی اور دیکھتے دیکھتے اس بند گلی میں واقع عمارت کے ساتھ جڑی کمزور سیڑھیوں سے ایک آدمی نیچے آیا اور نہایت عجلت سے اس وجود کے قریب سے ہوتا گلی سے باہر نکل گیا۔

وجود نے اپنی جھکی گردن اٹھائی اب تم اس کا چہرہ دیکھ سکتے تھے۔

سیاہ بینی کے نیچے پیلی زرد گندمی رنگت پر جابجا خراشیں تھیں۔زخم مندمل ہو رہے تھے۔وہی نشے کی شدت سے ہو جانے والیں بے رونق بھوری آنکھیں اور ان کے نیچے موجود سلا ہوا لمبا ساکٹ کا نشان۔

دبیر السازار نے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔وہ جو کچھ دیر پہلے خالی تھا اب وہاں ایک لفافہ تھا۔نوٹوں کی گڈی سے بھرا لفافہ۔

یہ وہی آدمی پکڑا کر گیا تھا۔ چہرہ بلند کر کے چاند کو دیکھا۔

اس کی محبوبہ اس سے ابھی بھی ناراض تھی لیکن وہ جلد منا لے گا۔ پکا!

بس یہ کچھ ضروری کام ہے یہ کر لوں پھر مڑ کر کبھی اس راہ پر نہیں آؤں گا۔"   "

دل کی پکار تھی یا کیا اس نے اپنی ٹوپی مزید نیچے کھسکائی اور گلی میں ہی کہیں غائب ہو گیا۔

جرم اپنی بنیادیں مضبوط کر چکا تھا۔

واپس اوپر آتے ہیں۔ اس گلی سے سیدھا اس بغیر پردوں والی کھڑکی کی طرف۔

گل نے زور سے اپنے کمرے کا دروازہ مار کر بند کیا، پرس اور شال دونوں بیڈ پر اچھالیں۔

کال مل چکی تھی۔

"کیا موت آگئی ہے گل، صبح سے کوئی سو مرتبہ کال کر چکی ہو۔ میرا فون خراب تھا ابھی ریپئر ہو کر آیا ہے۔" کال ملتے ساتھ ہی اس کی ماں جیسی بہن نرگھس کا چڑتا ہوا لہجہ اس کی کانوں میں پڑا۔

"آپ کا فیس بک دو گھنٹے پہلے ایکٹو جا رہا تھا۔" چہرہ غصہ سے لال تھا۔

"ہاں تو۔۔ فیس بک تو میں لیپ ٹاپ سے بھی لاگ ان کر سکتی ہوں۔" نرگھس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میرے میسجز کے جواب بھی آپ وہاں سے دے سکتی ہیں۔" گل کہاں رکی تھی جو جو ذریعہ اسے معلوم تھا وہ وہاں وہاں میسجز چھوڑتی گئی تھی۔

"کیوں اتنا جلی ہوئی ہو۔" نرگھس نے موضوع گھمانا چاہا۔

"میرا بینک اکاؤنٹ خالی ہے۔" کھڑکی سے سیاہ رات میں چھپا شہر نظر آ رہا تھا۔

"تو۔۔۔۔"

"مجھے ناٹفکیشین ملا ہے کہ آپ نے اس میں سے پیسے نکلوائے تھے۔"سوالیہ لہجہ۔

"ہاں تو۔۔؟"ترکی میں بیٹھی عورت بے اثر رہی۔گل جان کا ضبط ہاتھ سے چھوٹا۔

"آبلا آپ کو اپنے اکاؤنٹ کا پاس دینے کا مطلب یہ نہیں تھا جب دل کرے سارے پیسے نکال لیں۔"وہ چیخ رہی تھی۔عادت کے بالکل برعکس۔"میرے خود کے کئی اخراجات ہے،یاسمین کے ڈیٹیکٹو کو پیسے دینے ہیں،مہینے کا راشن خریدنا ہے،آپ کو پیسے چاہیئے تھے تو کم از کم پوچھ تو لیتی مجھ سے۔۔۔"

"خاموش!"نرگس فون کی دوسری طرف سے چلائی۔گل کی آنکھیں از خود بند ہوئیں۔

"دوسرے کی وضاحت اپنی عدالت لگانے سے پہلے سن لیا کرو۔"گل اب خاموش تھی،بہن کا رعب تھا یا اس کے دل میں موجود عزت اور محبت۔۔جو بھی

تھا اب وہ کھڑکی کے شیشے پر ایک ہاتھ ٹکائے حکم کی تعمیل کر رہی تھی۔۔۔خاموشی کا حکم۔

میرا فون خراب تھا اسی وجہ سے ہفتہ پہلے میں نے تمہیں میل کی تھی کے مجھے "
"پیسے چاہیئے اب تم نے وہ اگنور کر دی غلطی کس کی ہوئی میری یا تمہاری۔

"تو آپ کال۔۔۔ "

"غلطی کس کی ہوئی۔۔"نرگس نے فوراً بات کاٹی۔"میری یا تمہاری۔ "

گل جانتی تھی وہ یہ بحث میں نہیں جیت سکتی۔وہ یہ بحث تو کیا وہ اپنی بہن سے ہونے والی کوئی بحث نہیں جیت سکتی۔

تھوڑی دیر کی خاموشی اور کسی کا قتل کرنے سے خود پر جبر کرنے کے بعد ایک گھٹی گھٹی سی آواز آئی۔

”آپ کو چاہیے کیوں تھے؟“ بند مٹھی خون کے نہ گردش کرنے کے باعث سفید پڑ گئی تھی۔ سنہرے بال بکھرے ہوئے تھے۔

”روزی کی دوائی۔۔۔“ لاپرواہ لہجہ۔

”روزی کی دوائی، روزی کا علاج، روزی کا چیک آپ۔۔۔ روزی روزی روزی!“

اور یہ گل جان دوبارہ پھٹ پڑی۔۔ آج مٹھائیوں میں ایسا کیا تھا۔

”اچانک سے آپ کو اتنا خیال کیوں آگیا ہے اسکا۔ جب میں تھی وہاں تب تو پورا پورا مہینہ آپ اس سے پوچھتی نہیں تھیں اور اب۔۔“ کاٹ دار لہجہ میں بولتے اپنے تصور میں وہ کوئی کرائم تھرلر کا مین کیریکٹر تھی جو اپنی انتقامی منصوبہ بندی کی راہ پر ہو۔

”تم میری محبت پر شک کر رہی ہو۔“

"میں آپ کی نیت پر شک کر رہی ہوں۔ "

جیسا سوال اس سے کئی گنا تلخ جواب۔

نیت تو مجھے تمہاری بھی کچھ سہی نہیں لگ رہی۔۔۔ تین مہینہ ہو گئے ہیں مصر سے واپس آنے کا دل کیوں نہیں کر رہا؟"بغیر دیکھے بھی وہ سب تصور کر سکتی تھی۔ نرگس فون کو کان سے لگائے، آنکھیں چھوٹی کرتے ایک ہاتھ گردن میں جھولتی سونے کی چین پر پھیر رہی ہو گی۔ فون والے بازو کی کہنی نیلے سنگل سیٹر کے ساتھ رکھے میز پر بے فکری سے جمی ہو گی۔

گل جیسی ہی نیلی آنکھیں بس ان کا تاثر بالکل مختلف۔

آپ جانتی ہیں میں ایسی نہیں ہوں۔"فضول کا دفاع پیش کیا اس کی بہن نے کونسا سننی تھی۔

"مجھے کیا معلوم تم کیسی ہو۔۔۔ میں تو مہینے مہینے تک پوچھتی نہیں تھی۔ "

لوگ کہتے ہیں فون پر لڑنا آسان ہے، گل کہتی ہے آمنے سامنے کا مقابلہ بہترین ہے،انسان بغیر سوچے سمجھے سر توپھاڑ سکتا ہے نا۔

"مجھے میرے پیسے واپس چاہیے۔"لہجہ میں دباؤ تھا، یہ وہی پر عزم لڑکی تھی جو ترکی کے اس چھوٹے سے قصبہ سے مصر کے اسے وسیع شہر تک اکیلی آئی تھی۔

"بھلے سے ہم ادھر بھوکے مر جائیں۔"

"آپ بھی تو کماتی ہیں۔۔۔اور جوز مینوں سے تھوڑا بہت پیسہ آتا ہے وہ؟" ضدی بچے کی طرح وہ اپنے کمرے میں اچھلی تھی۔

"ختم ہو گئے ہیں۔"غیر دلچسپ سر سے اتارنے والا انداز۔

"کیسے؟؟؟؟"

"آیاز کی سالگرہ تھی اس کو تحفہ دینا تھا۔"کمرے میں ٹہلتی گل دھیرے سے رکی۔ بھینچی ہوئی بھونیں جدا ہوئیں۔اب آیا تھا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اوہ!" نفرت آمیز مسکراہٹ در آئی۔۔"تو یہ پیسے بھی آیاز بے کے لیئے ہی لیئے گئے ہیں۔"

کیا مطلب؟" نرگس کا انجان انداز ن تابوت میں آخری کیل تھا۔"

آبلا کبھی کبھار مجھے لگتا ہے آپ میری کمائی ہمارے پر نہیں اپنے کبھی نا ہونے والے شوہر پر لٹاتی ہیں۔"

گل تم۔۔۔" غصے کا عالم اس قدر تھا کے وہ جو تین چار مرتبہ خدا حافظ بول کر کال کٹنے کی منتظر ہوتی تھی آج بغیر کچھ سنے منہ پر ہی لال بٹن دبا دیا۔

گل کے حلق میں اندر تک جلن ہونے لگی۔ایک خلش سی تھی جو ہر مرتبہ دوسروں کے رویہ سے مزید تپش جاتی تھی۔

ناکام پستہ خود بخود پیچھے کی طرف اٹھتے قدم بیڈ کی پائنتی تک پہنچتے تھم گئے۔سنہرے بالوں والی کمر کے بل بے شکن چادر پر ڈھے گئی۔

ایسے جیسے خون، ہڈیوں اور ماس کا بس لوتھڑا ہو جس نے شکست تسلیم کرتے جان، طاقت اور قوت کو خدا کے حوالے کر دی ہو۔

"میں آپ سے کبھی بات نہیں کرونگی آبلا۔" آنکھ بند کرنے پر ایک نمکین آنسو بہتا ہوا آیا اور کنپٹی میں جذب ہو گیا۔ "کبھی بھی نہیں۔"

کھڑکی کے باہر قاہرہ شہر سیاہ اور ساکت تھا۔ اس شہر کو کیا لگے کسی غیر ملکی کے غم سے!

★★★★

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

باب خادم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دو منزلہ گھر خاموش تھا۔رات ابھی گہری نہیں ہوئی تھی البتہ گھروں کی بتیاں بجھ چکیں تھیں،پٹ بند کر دیئے گئے تھے اور صبح سے نکلے لوگ اب لوٹ چکے تھے۔

ایسے میں فاطر اسلام ہونٹوں پر کوئی مدھم سی دھن گنگناتا گھر کے ارد گرد بنی پتلی سی لکڑی کی بار کو پار کرتا ہے۔گہرے نیلے رنگ کے ٹریک سوٹ سمیت اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل اور رومال تھا۔غالباً وہ صاحب اپنے فارغ وقت کا استعمال کرتے جاگنگ کرنے گئے ہونگے۔

جھینگر کی دھیمی دھیمی سرگوشی اور سیاہ سرمئی آسمان تلے موجود وحشت زدہ سکون ہر سو چھایا ہوا تھا۔

پینٹ کی پچھلی جیب سے گھر کی چابیاں نکالتے فاطر ابھی بھی گنگنا رہا تھا۔

ہوا قدرے گرم اور حبس زدہ تھی۔اسے بس ایک چھوٹا سا شاور لے کر سیدھے سونے جانا تھا۔

دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھلا۔ایک ہاتھ سے ہینڈل گھماتے اس نے ایک پاؤں اندر رکھا جب اس کے کان کھڑے ہوئے۔

!جھاڑیوں کے ہلنے کی آواز

کھٹکتے اس نے قدم واپس موڑے اور آس پاس گردن گھمائی۔ایک اور آواز، جھاڑیوں کے ساتھ ساتھ فرش پر کسی چیز کا رینگنا۔

فاطر نے ہولے سے دروازہ بند کیا اور چوکھٹ سے ہٹتے وہ گھر کی دوسری طرف گیا۔تنگ سی جھاڑیوں کی بار گیراج کے سامنے جا کر ختم ہوتی تھی۔آنکھیں چھوٹی کرتے اس نے اندھیرے میں غور کرنا چاہا۔

وہاں تو کوئی نہیں تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچھ دیر اُس اندھیرے میں کھڑے رہنے کے بعد اس نے قدم واپس موڑ لیئے۔

جھاڑیوں میں حرکت دوبارہ ہوئی۔ فوراً سے پہلے مڑتے اس نے تیزی سے وہاں لگا بلب روشن کیا۔ نارنجی روشنی اس کے آدھے وجود پر پڑتی گیلری کو روشن کر گئی۔

جانچتی نگاہ ہر کونے میں ڈالی۔ یہ سرگوشیوں کا کھیل بالکل بھی اچھا نہ تھا۔

فاطر اسلام نے احتیاط سے ایک پاؤں آگے رکھا۔ امبر آنکھیں کبھی جھاڑیوں پر ٹھہرتیں کبھی گیراج کے بند دروازے پر۔

اس سے پہلے کے فاطر اسلام کچھ سمجھتا سرگوشی دوبارہ ہوئی، پہلے سے بلند، شہ رگ کے قریب دفعتاً پیچھے سے وار کرنے والی۔

کسی نے پوری طاقت لگاتے اس کے سر کے پچھلے حصہ پر کوئی بھاڑی شے ماری۔

اونچی کراہ کے ساتھ اس نے سر کے پچھلے حصہ پر ہاتھ رکھا۔ پیچھے گھوم کر حملہ آور کو دیکھنے کے لیئے گردن موڑی۔ دوبارہ کوئی بھاری شے ٹکرائی۔ مگر اس مرتبہ ماتھے کی بائیں جانب۔

درد سے دہرے ہوتے اس نے وہاں ہاتھ رکھا۔

میں ڈیتھ ہو رہا ہوں۔ ڈیڈی میں ڈیتھ ہو رہا ہوں۔" ضرب اتنی مضبوط تھی " کے فاطر اسلام کے اعصاب بے قابو ہونے لگے۔

زبان سے ادا ہونے والے الفاظ بے اختیار تھے۔ ماضی کے ایک پرانے واقعہ سے منسلک۔

اسے خود بھی معلوم نہ تھا وہ کیا بولے جا رہا ہے۔

اس بار وہ مصری اپنا استحکام برقرار نہ رکھ سکا۔ آنکھوں کے سامنے پھیلا منظر دھندلانے لگا۔ سیاہ رات میں نارنجی روشنی گھلنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر جگہ اندھیرا چھا گیا

www.novelsclubb.com

۔ڈھلکی گردن کے ساتھ فاطر کا آدھا دھڑ روشنی میں تھا آدھا اندھیرے میں۔پانی کی بوتل اور رومال رینگتے ہوئے جھاڑیوں میں غائب ہو گئے۔

بھورے ہاتھ بے جان ہوتے گھاس کے درمیان چھپ سے گئے۔سیاہ رات نے اس دن چھ فٹ ایک انچ کے ایک آدمی کو ڈیتھ ہوتے دیکھا تھا۔

★

ہر طرف روشنی تھی، آنکھوں کو چھندیا دینے والی روشنی۔اچانک روشنی بند ہوئی اور اندھیرا چھا گیا۔اندھیرے میں دو آگ کے شعلے بنے۔یوں لگتا تھا وہ رقص کر رہے ہیں۔ایک دوسرے کو مات دیتے ایک کی شکست۔۔۔دوسرے کی جیت۔

بغیر آواز والے منظر میں دفعتاً خلل پیدا ہوا۔ایک بھنبھناہٹ سی ہوئی۔آگ کے شعلے رقص کرتے رہے مگر اس بھنبناہٹ میں انکے رقص پر توجہ دینی مشکل ہو نے لگی۔

جیسے جیسے وہ آواز اونچی ہوتی جاتی وہ شعلہ قد میں چھوٹے ہوتے ہوتے آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے۔ بھنبناہٹ اس قدر اونچی ہو گئی کہ یوں لگتا تھا کان میں کوئی چیز بج رہی ہو۔

سر کا رخ تبدیل کیا، بے سود وہ آواز آتی رہی۔ سیاہی میں چھپا بند آنکھوں سے دکھتا منظر۔ اس نے آنکھوں کو سختی سے مینچا اور گردن دائیں بائیں گھمائی۔

آواز تھی کے پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔ قدرتی طور پر اس نے ہاتھ کے استعمال سے اب آواز کو ختم کرنا چاہا۔

ڈیتھ ہوئے انسان میں حرکت ہوئے۔ اس کے پورے بدن میں ایک چبھن سی پھیلنے لگی۔ وہ کروٹ لیتا، ہاتھ ہلاتا، سر گھماتا مگر وہ الجھن جان نہ چھوڑتی۔

وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا۔

گہری گہری سانس لیئے۔آنکھیں ابھی بھی نیم واہ تھیں۔ حلق اندر تک خشک ہو چکا تھا۔پانی کی تلاش میں اس نے بند آنکھوں سے اِدھر اُدھر ہاتھ مارا۔

یہ اتنے لمبے بال کس کے تھے؟

تھوڑا سا ہاتھ آگے کیا کچھ نم سا محسوس ہوا۔ مٹھی میں اس چیز کو لیتے اس نے انگلیوں میں مسلتے محسوس کرنا چاہا۔

کچھ ذرات تھے، نم ذرات، بھاری ذرات۔۔۔

فاطر اسلام کے حواس بجلی کی طرح واپس آئے۔آنکھیں فوراََسی کھلیں۔۔اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

نم مٹی تھی اسکے ہاتھ پر۔

گھاس پر بیٹھا تھا وہ۔

سر بھی درد کر رہا تھا، کمر بھی اکڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

آہستہ آہستہ اسے یاد آیا وہ یہاں کیوں تھا۔ پیٹھ کے بل دوبارہ گھاس پر لیٹ گیا۔

گہری سانس لی۔ پھیپھڑوں میں بھی درد ہو رہا تھا۔

ہڈیوں میں جان نہیں تھی کے اٹھ کر کہیں بھی جایا جائے۔ آنکھیں آہستہ سے بند

ہونے لگیں تو اندھیرا دوبارہ چھا گیا۔

★

تھوڑی دیر بعد

"آرام سے! آرام سے!" آئس بیگ ماتھے پر لگاتے میل نرس کا ہاتھ ہٹایا۔

فاطر اسلام کے ماتھے کی بائیں جانب بس ہلکی سی خراشیں آئیں تھیں۔

آدھا گھنٹا پہلے زبیر (اسکا سب سے لاڈلا دوست) نرس سمیت اس کے گھر آ چکا

تھا۔ نیچے والی منزل میں موجود آمنے سامنے دو سیٹر لال صوفوں پر بیٹھے نرس اس

کے بالوں میں لگی گھاس جھاڑ رہا تھا۔

زبیر آس پاس ٹہلتا کبھی کھڑکی سے باہر جھانکتا تو کبھی فاطر کے کمرے کی چھان بین کرتا۔ کبھی فریج کھول کر دیکھتا تو کبھی کارپٹ جھاڑتا۔

بہت دیر تک اس کی کاروائی برداشت کرتے رہنے کے بعد آدھا مصری چڑتے ہوئے بولا۔

"کیالٹو کی طرح گھوم رہا ہے۔بیٹھ جا!" اسٹڈی روم کی طرف بڑھتے مرد کے قدم رکے۔

"تیری حفاظت کے لیئے دیکھ رہا ہوں۔کیا معلوم وہ کچھ پلانٹ کر گئے ہوں یہاں۔" رازداری سے اپنی بات کہتے وہ سٹڈی کے اندر غائب ہو گیا۔

آئس بیگ سے اپنے سر کو دباتے وہ کراہ اٹھا۔پین کلرز کھائے پندرہ منٹ ہو چکے تھے۔درد آہستہ سے کم ہونے لگا۔ٹانگیں اور بازو واسے ابھی بھی کچھ خاص محسوس نہ ہو رہے تھے۔ظالم نے نجانے کون سے ہتھوڑے سے وار کیا تھا۔

"ہٹو!"میل نرس کے ہاتھ جھٹکے۔بیچارا ابھی پچھتا رہا تھا کہاں آگیا ہوں۔"

کمر پر ہاتھ رکھتے وہ صوفے پر سیدھا ہو ہی رہا تھا جب جیب میں پڑا فون تھر تھرا اٹھا۔

اسکا پورا وجود وائبریشن موڈ پر چلا گیا۔

فون اٹھاتے اس نے سکرین کو دیکھا۔تن بدن میں آگ لگ گئی۔فون پر موجود گرفت اتنی مضبوط تھی کے مزید زور لگانے پر شاید اسکرین ٹوٹ جاتی۔

بجتے ہوئے فون پر سبز بٹن دبایا اور کان سے لگایا۔

"کیسا لگا مٹھائی کا ٹوکرا۔"بھاری حقیر لہجہ جس سے غرور جھلک رہا تھا۔اشتعال کو اندر دباتے فاطر نے ہتھیلی میں ناخن گاڑے۔

"مٹھاس تھوڑی کم تھی۔"فون کی دوسری طرف عزیر بن خلد کا جاندار قہقہ سنائی دیا۔

www.novelsclubb.com

”معلوم تھا یہ تمہاری ہی حرکت ہے۔۔رات کے اندھیرے میں تم جیسے جراثیم ہی نکلتے ہیں۔“آئس بیگ سامنے میز پر تھا۔جبکہ دونوں کہنیاں گھٹنوں پر رکھی تھیں۔

”ایک گولی کی مار ہوتے ہو تم لوگ۔“عزیر کی آواز میں کسی چالاک لومڑی کی مکاری کا عنصر تھا۔ ہتھیلی میں پیوست ناخن مزید اندر دبتے گئے۔وہ خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔اس کے ہاتھ بندھے تھے۔

وہ معافی تو کبھی نہیں مانگے گا یہ تو سنہری حروف میں لکھا ہے لیکن وہ لڑ بھی نہیں سکتا یہ حقیقی روپ میں عیاں ہے۔نہ ذرائع تھے،نہ لوگ۔

”یہ ایک چھوٹا تحفہ تھا فاطر ابو السلام ظہور۔۔۔ گرینڈ پرائز کچھ عرصے بعد۔“

”تمہاری دوسری بیوی گھر سے بھاگنا چاہتی ہے نا۔“دوسری طرف بیٹھے عزیر کی بولتی رکی۔بھوری رنگت والا مرد صوفے پر پیچھے ہوا۔ایک ہاتھ لمبا کرتے پیچھے گرایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میڈیا بے خبر ہے نا؟" یہ وہی اینکر تھا جو وراثت میں اپنے باپ کا جوش اور ولولہ لے کر پیدا ہوا تھا۔ جب وہ مقابل کو تباہ کرنے پر آتا تھا تو اس کے الفاظ سے آگ کے شعلے برستے تھے۔۔ ایسی جو چھو جانے پر راکھ کرنے کا ہنر رکھتے ہوں۔

"کیا بکواس۔۔۔"

"اپنی پہلی بیوی کو تم چھوڑ نہیں سکتے۔ سیاست ہاتھ سے جائے گی۔۔۔ دوسری کو تم چھوڑ نہیں سکتے، محبت ہاتھ سے جائے گی۔" سننا تھا۔۔۔ سن لیا، اب وہ سنائے گا اور عزیر سنے گا۔

"میں ایک گولی کی مار ہوں عزیر اور تمہیں مارنے کے لیئے بس دو عورتیں چاہیے۔" انگلیاں ردھم کی طرح صوفے کے ہتے پر چل رہی تھی۔ چمکتے ہوئے سفید دانت اس کی فتح کو مزید پُر مسرت بنا رہے تھے۔ "تمہارا جانشین گا سم بن عزیر وہ ہیومن ٹرافیکنگ کے کیس میں پھنسا مصر نہیں آسکتا مارا جائے گا۔ پہلی بیوی بغاوت کر رہی ہے کے اس کو ساری حاکمیت چاہیئے اور دوسری بیوی۔۔۔"

"بکواس مت کرو!" لومڑی دھاڑی تھی، مگر دن کے آخر میں رہے گی تو وہ لومڑی ہی نا۔

"وہ تم جیسے کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔" کمینگی نہیں تھی یہ اس کی صبر کی انتہا تھی۔ یہ وہ انداز تھا جس کے لیئے کبھی اس کا باپ مشہور ہوا کرتا تھا۔

"ایک وقت میں کتنے مسائل سنبھالو گے۔ میں مدد کروں؟" سامنے رکھا آئس بیگ پانی چھوڑ چکا تھا۔

"یہ بڑے بول تم پر الٹ دیئے جائیں گے۔" میلوں دور سے بھی وہ عزیر کا تپا ہوا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔ بھوری عینک لال ہوئے چہرے پر سجی۔ واہ کیا منظر تھا!

وہ دل کھول کر ہنسا۔

"مشورہ تو سن لو۔۔۔ (فون ہونٹوں کے قریب لایا)۔۔ بیٹا تم سنبھال لو، بیویاں میں سنبھال لونگا۔"

فاطر الو کے۔۔۔"فون منہ پر بند کرنے کا نشہ ہی الگ ہوتا ہے۔ "

آنکھیں بند کرتے وہ سر پیچھے پھینک کر مسکرایا۔کچھ دیر نظروں کے سامنے عزیر کا چہرہ رہا۔اس کے زخموں کا بدلہ پورا ہوا۔۔۔لیکن۔۔۔اس کی آنکھیں کھلیں، مسکراہٹ اور اطمینان غائب ہوا۔

اس کے ہاتھ ابھی بھی بندھے تھے۔اپنا غصہ قابو کرتے اس نے بڑے بول تو کہہ دیئے تھے مگر وہ انہیں پورا کب کرے گا۔

خیر بڑے بول کہنا تو اس کا خاندانی مسئلہ ہے۔۔۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

ملکہ، وہ جو بساط بچھاتی ہے

پھر اس بساط پر مہرے بھی خود ہی سجاتی ہے۔۔

سوچ لو، جو لڑکی تم سے ہنگامی منگنی کر سکتی ہے اس کے لیئے ہنگامی شادی کوئی مشکل کام نہیں۔'' شاطر، چالباز، ناپ کر بولے گئے الفاظ۔

تمہاری یہ ضد، میرا ایک جھوٹ ہم دونوں کو ایک آن چاہے رشتہ میں باندھ سکتی ہیں۔'' لہجہ جیسے مذاق اڑا رہا ہو۔

المیرا کی آنکھیں کھلیں تو سامنے کا منظر واضح ہوا۔ آوازیں سوچ کی طرح بند ہوئیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیر اعنایت محسن ابھی بھی اپنی دوست زیبا کے گھر موجود تھی۔ صبح وہ منگنی طور آئی تھی، انگوٹھی بچانے کے ساتھ ایک ہفتہ کا توک گردن میں سجالائی تھی۔

اُس وقت وہ خود کو ساتویں آسمان پر محسوس کر رہی تھی ظاہر ہے ایک گھمنڈی مرد سے وہ جیتی تھی مگر اب۔۔۔۔اسے بس ایک ہی فکر ستا رہی تھی۔

اس ایک ہفتہ کے بعد وہ کہاں فرار ہو۔

چت لیٹے اس کی گردن بیڈ سے نیچے ڈھلکی تھی۔انگوٹھی والا ہاتھ آنکھوں کے سامنے کیا۔وہ چمکتا ہوا ہیرا آنکھوں کو ٹھنڈک دیتا تھا مگر اس کو پہننے والی مالکن کا ٹھنڈ سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔

وہ کچھ محسوس نہیں کر رہی تھی۔

ایسے جیسے ایک آندھی آئی ہو اور ساری خوشیاں، جوش، مسرت سب تباہ کر گئی ہو۔

www.novelsclubb.com

اس نے نظریں موڑ کر سامنے کھلی کھڑکی کو دیکھا۔سٹریٹ لائٹ کی نارنجی روشنی آج بھی اندر آرہی تھی،خوش قسمتی سے آج چھت پر لگا پنکھا بھی جھول رہا تھا۔

اپارٹمنٹ میں وہ ملکہ اکیلی تھی۔۔۔اداس۔۔اگلا عمل تہہ کرتے۔اگلی بساط سجاتی۔

ہولے سے دروازے پر دستک ہوئی پھر چابیوں کے گچھے کی آواز آئی۔

اسکی دوست صبح کی لوٹی واپس آچکی تھی۔المیرا نے کوئی رد عمل نہیں دکھایا۔ ہاتھوں کو معدے پر رکھے، گردن بستر سے نیچے، پاؤں قینچی کی صورت۔۔۔یوں لگتا تھا اہرام مصر کا فرعون اٹھ آیا ہو۔

"مرحبا!" گہرے نیلے حجاب اور اسی رنگ کی سکرٹ پہنے وہ اندر آئی۔ہاتھ میں پکڑی گروسری کچن کاؤنٹر پر رکھی۔

وہ بیچاری نوکری سے واپس تھکی ہوئی آئی تھی۔ٹھنڈے پانی کی نیت سے فریج کھول کر بوتل نکالی۔ڈھکن کھولا اور بوتل لبوں سے لگالی۔۔۔

کچھ سیکنڈز گزرے اسکی آنکھیں چھوٹی ہوئی۔ جلدی سے بوتل ہٹائی اور چہرے کے سامنے کی۔

وہ خالی تھی۔ فریج میں دیکھا۔۔۔اسے یقین تھا وہ ان کو بھر کر گئی تھی مگر تینوں پانی کی بوتلیں خالی تھیں۔

حیرت غصے میں تبدیل ہوئی مڑ کر پنی فرعون نما لاش دوست کو دیکھا۔

المیرا!''بپھری ہوئی زیبا اس کے سر پر کھڑی تھی۔''اگر پانی اپنے اندر انڈیل لیتی ہو تو بعد میں بوتل بھر کر بھی رکھا کرو۔''مٹھیاں بھینچے وہ غصہ میں بول رہی تھی مگر سامنے میت تھی۔۔۔جسکی وجہ موت تھی، رنج۔

المیرا ابھی بھی گہری سوچ میں مشغول کھڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

زیبا کچھ دیر وہی کھڑی رہی پھر ہاتھ پورے چہرے پر پھیر کر پانچوں انگلیاں کھول کر المیرا پر لعنت بھیجی۔

www.novelsclubb.com

پانی کی بوتل زور سے کچن کاؤنٹر پر پٹخی اور جان بوجھ کر بھاری قدم لیتی غسل خانے میں داخل ہوگئی۔

کمرے میں جیسا سناٹا پہلے تھا ویسا ہی دوبارہ آگیا۔۔۔زیبا طوفان بن کر آئی اور چلی گئی۔

وہ ابھی بھی اپنی سوچ میں تھی، آگے کیا کرے۔۔۔نہ نوکری رہی، نہ کوئی مستقل کمائی کا ذریعہ۔۔۔

تھک کر گہرا سانس لیا اور کروٹ بدلی۔چہرہ ابھی بھی بستر سے نیچے تھا مگر اب وہ کھڑکی کی طرف نہیں کچن کی طرف تھا۔

اسکے تمام مسائل میں اس وقت سرفہرست اسکا وہ زبردستی کا منگیتر تھا۔یوں زیبا کے پاس رہنے میں اسے کوئی خاص مسئلہ تو نہیں تھا مگر۔۔۔۔جب فطرت میں مستقل مزاجی نہ ہو تو من و سلوی بھی عام لگتا ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے یہاں سے بھاگنا تھا بس، احسان، زیبا سب سے پیچھا چھڑانا تھا۔۔۔۔۔

زیبا بھورے لفافوں میں سبزی، پھل، دودھ وغیرہ سب لائی تھی۔اپنی اور اپنے مہمان کی ضرورت کے حساب سے۔۔۔

اسے جلد از جلد ڈھیر سارے پیسے چاہیے تھے، ان دھکوں والی زندگی سے وہ تنگ آچکی تھی۔کسی اور ملک چلی جائے کیا؟۔۔۔نہیں مشکل مرحلہ، ویزا، پاسپورٹ ایک الگ عذاب ہے۔

ہیزل آنکھیں بھورے لفافوں میں نظر آنے والی چیزیں دیکھ رہی تھیں۔ان لفافوں کے بالکل نیچے کوئی کاغذ بھی دبا تھا۔۔۔پیلے رنگ کا یا پھر سفید۔۔۔کمرے کے نیم اندھیرے میں اندازے ہی لگائے جا سکتے تھے۔

اتنی مشکل سے تو مصر کی وقتی قومیت ملی ہے۔کیا شہر تبدیل کر لے؟

نہیں قاہرہ کے علاوہ کہیں اور اسے اچھے مواقع نہیں ملے گیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھوں میں حیرت لیئے وہ بستر سے اٹھی۔

صبح کے کپڑے ابھی بھی نہیں بدلے تھے۔وہی سفید پلیڈ پینٹز، نیلی شرٹ اور گلے میں سترنگی مفلر۔

سب مصیبتوں سے چھٹکارا بس ایک ہی راہ پر چل کر دکھ رہا تھا۔

فرار۔کافور ہو جانا۔

کچن کاؤنٹر کے قریب آتے اس نے وہ کاغذ نکالا۔۔۔کسی ٹرپ کا اشتہار لگ رہا تھا۔

اگر اس کے پاس کوئی آپشن نہ بچا تو۔۔۔کیا وہ پاکستان واپس چلی جائے۔

ہیزل آنکھوں نے اوپر سے نیچے تک کاغذ سکین کیا۔"ماہِ ملکہ"کروز شپ کی جانب سے مصر کے ٹور کا اشتہار۔۔۔۔جو صرف بیرونِ ملک افراد کے لیئے تھا۔جیسے جیسے وہ پڑھتی گئی اس کی آنکھیں روشن ہوتی گئیں۔سات دن کا ٹور جس کی قیمت انتہائی کم تھی اور اس ٹرپ میں مختلف طریقوں سے آپ پیسے بھی کما سکتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بالکل ایک کونے میں انگریزی میں وہی سطر لکھی تھی۔۔

جہاں قسمت کو آزمایا جاتا ہے اور زندگی کو آسان بنایا جاتا ہے۔

"میری ایک بات یاد رکھنا میرہ۔۔۔ باوقار وہی ہوتا ہے جو ایک جگہ تھوک جائے تو مڑ کر وہاں نہیں آتا۔" کسی مرد کی آواز آئی، اٹل لہجہ۔۔مان سے بھرپور۔

آخری حل تھا، راستہ صاف تھا، دروازہ وا تھا۔۔۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟" باتھروم سے نکلتی زیبا تولیہ سے منہ پونچھ رہی تھی۔

"یہ کہاں ملا؟" نظریں ابھی بھی اشتہار نما پوسٹر پر تھیں۔ "مارٹ کے باہر کوئی آدمی بیچ رہا تھا اس نے پکڑا دیئے۔"

اس عورت کی دولت شناس نظریں صرف ایک ہی سطر بار بار دوہرا رہی تھیں۔

مختلف طریقوں سے پیسہ کما سکتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

پیسہ کا ذکر ہو اور المیر اعنایت محسن تاخیر کرے ایسا ہو سکتا تھا کیا۔ فیصلہ ہو چکا تھا وہ

...یہاں جائے گی.

ہیزل آنکھوں میں تکبر تھا۔ وہ آنکھیں اپنی صلاحیت جانتیں تھیں۔

وہ جلد باز عورت تھی بیٹھے بٹھائے زندگی کے سارے فیصلوں کو اٹل لہجے میں سب کے گوش گزار کرتی اور پھر پانچ منٹ بعد انہیں فیصلوں میں سے سات سو خامیاں نکال کر آٹھ سو مزید تبدیلیاں کرتی۔

دیکھتے ہیں یہ کافور ہو جانے کے عزم پر کتنے دن تک المیر اعنایت پرواز کرتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

★★★★

باب محافظ

کبھی غم کی آواز سنی ہے، سوگ میں ڈوبی ایک میٹھی سے گنگناہٹ جو صرف اداس شخص کے کانوں میں گونجتی ہے۔

کیا سب ختم ہو چکا تھا؟

ہاتھ میں موبائل تھامے ڈھیلی پونی والی لڑکی بیڈ کی پائنتی پر بیٹھی تھی۔یوں لگتا تھا وہ سب کچھ لٹا چکی ہو۔

پرائے ملک میں بینک اکاؤنٹ خالی،چیک!

جس بہن کو ڈھونڈنے آئی تھی وہ ابھی بھی لاپتہ،چیک!

اپنے ملک بیٹھی بہن سے بدگمان،چیک!

زندگی برباد،پرمننٹ مار کرسے ڈبل چیک!

www.novelsclubb.com

گل کی فون سکرین پر جھانکو تو وہاں واٹس ایپ چیٹ کھلی ملے گی۔جاسوس اپنے پیسے مانگ رہا تھا۔کہاں سے لائے وہ پیسے؟

گل نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔۔۔ صحیح کہتے ہیں لوگ بیس سال کے بعد انسان زندگی نہیں زمہ داریاں جیتا ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کنپٹی مسلتے، بند آنکھوں سے ہی وہ اب آگے کا پلین تشکیل کر رہی تھی۔

وہ اپنی بہنوں کی گل تھی، انکے باغ کا سب سے خوشگوار پھول۔۔وہ کیسے مرجھا جائے؟

اچانک یاد آیا، جیسے دماغ کے چھپے زنگ آلود خانوں میں کرنٹ لگا ہو۔

فون اٹھایا، ڈیٹیکٹو کی چیٹ کھولی اور اوپر اسکرول کیا۔

ہفتہ پہلے والی چیٹ پر انگلی رکی۔وہاں ایک تصویر بھیجی گئی تھی۔تم اور میں بھی جانتے ہیں وہ کیا تھی اگر نہیں یاد تو رکو۔۔۔گل نے وہ تصویر کھولی اور پڑھنا شروع کیا۔

ماہ ملکہ کروزشپ کا ہنی مون پیکیج۔۔۔۔جو صرف بیرونِ ملک افراد کے لیئے تھا۔

کا منافع دے رہا تھا۔ off % وہ کوپون جو آپ کو 30

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اداسی کی وہ گنگناہٹ امید کے گیت میں بدلنے لگی۔آہستہ آہستہ کسی نے آواز اونچی کی، گیت میں جوش ڈالا اور۔۔یہ گل جان کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

وہ یہاں اپنی بہن کے لیئے ہی تو آئی تھی۔خالی ہاتھ جانا اسے گوارا نہیں تھا، ہاتھ پر ہاتھ دھرے رکھنے کی گنجائش نہیں تھی۔فیصلہ ہو گیا تھا۔۔۔

اس کی بہن اسکی مدد نہیں کر سکتی۔۔۔وہ فالتو ڈیٹیکٹو تو اس کی مدد بالکل نہیں کر سکتا۔۔۔اور اسکی لاپتہ بہن وہ کیا کرے گی؟خود چل کر آئے۔

گل کو اب یہ مسئلہ خود ہی سنبھالنا تھا۔

فیصلہ اٹل تھا۔۔۔وہ وہاں جائے گی۔

ہلکی نیلی آنکھوں میں بس اب اداس سی امید تھی۔وہ آنکھیں آس لگانے اور خواب دیکھنے کے لیئے ہی تو بنیں تھیں۔

کوپن کے بالکال کونے میں وہی سطر لکھی تھی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

جہاں قسمت کو آزمایا جاتا ہے اور زندگی کو آسان بنایا جاتا ہے۔

★★★★

باب خادم

www.novelsclubb.com

واپس آتے ہیں فاطر اسلام کے دو منزلہ رہائش میں۔

اوپری منزل آج سنسان تھی، تمام افراد نیچے موجود تھے۔ بولیس (پولیس) کے دو انسپکٹر دروازے پر کھڑے زبیر سے ہونے والے واقعہ کے احوال پوچھ رہے تھے۔

پیچھے بیٹھا مظلوم صوفے پر آرام دہ ہو کر پاؤں کو قینچی کی صورت رکھے فون سکرول کر رہا تھا۔

نہیں نہیں وہ فالتو اسکرول نہیں جس میں انسٹا گرام کی ریلیز دیکھیں جاتیں ہیں۔۔۔اُس جیسے آدمی کا تو ٹویٹر کے علاوہ کوئی سوشل میڈیا بھی نہیں۔بقول اس کے یہ فضول لوگوں کے فضول کام ہیں۔

ہاتھ کے ذریعے جمائی روکتے اس نے ایک جانچتی نگاہ زبیر کے ساتھ کھڑے اہلکاروں پر ڈالی۔

اس کے سونے کے وقت سے ایک گھنٹہ اوپر ہو چکا تھا۔

ہاتھ میں پہنی گھڑی کو دیکھا رات کے بارہ بج رہے تھے۔اگلا دن شروع ہو چکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھیں گھماتے فاطر دوبارہ فون استعمال کرنے لگا۔عورتوں کی طرح کھڑے ہو کر دروازے میں باتیں کر رہا ہے!(جی بالکل یہ روایت مصریوں میں بھی پائی جاتی ہے۔)

ڈیجیٹل اخبار کا ایپ بند کرتے اس نے اپنی ای میل چھانی۔۔۔صاف ستھری تھی سوائے۔۔۔

یم ای میل میں ایک نوٹیفیکشن کیا کر رہی ہے۔(spam) ایک منٹ یہ سپیم

فاطر اسلام جیسے متوازن قدم انسان کی دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

فوراً سے پہلے سپیم کھولی۔۔۔کسی ووکیشن ٹرپ کی آفر تھی۔

کلک کیا سکرین بدلی۔۔

ماہِ ملکہ کروز شپ۔۔۔۔کی طرف سے سات دن کا لگژری پیکیج تھا۔لکسور سے لے کر لیمبورگ تک کا ٹور۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی رائے شروع سے آخر تک تبدیل ہوتی گئی۔ وہ ڈرتا نہیں تھا، پیچھے تو بالکل نہیں ہٹتا تھا لیکن نجانے کیوں اس ایمیل کو دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا۔

اسے فلحال کے لیئے منظرِ عام سے اوجھل تو ہونا ہی تھا۔۔اور پھر اُس کا وہ ایک راز جو اسکے لیپ ٹاپ میں محفوظ ہے اس کا کیا۔اس پر کام کرنے کا اس سے بہتر موقع شاید ہی اسے ملے۔

دروازے پر ایستادہ زبیر کو دیکھا جو اللہ کا شکر ہے اب پولیس اہلکاروں کو الوداع کہہ رہا تھا۔

وہ اس کو کیا بتائے گا، کہ میں اپنی بڑی باتوں سے پیچھے ہٹ رہا ہوں۔

بالکل شروعات میں ایک سطر لکھی تھی، اب تک تو یاد ہو ہی گئی ہو گی کونسی والی کی بات ہو رہی ہے۔

ای میل کے آخر میں ایک لنک بھی موجود تھی۔۔آر یا پار فاطر اسلام۔

تم نے اپنے باپ کو ڈھونڈنا ہے۔۔اپنا کیریر بنانا ہے۔۔۔ برائی کو ختم کرنا ہے۔

زندہ رہو گے تو یہ کرو گے نا۔

گھڑی کی سوئیاں آگے جا رہی تھیں۔ وقت کہاں کسی کے لیئے رکتا ہے؟ فاطر

تمہارے لیئے بھی نہیں رکے گا۔انگھوٹا بس ایک کلک کی دوری پر تھا۔

اپنے اصول کچھ عرصے کے لیئے فراموش کر دو۔ کہہ دینا جھوٹ، ہٹ جاؤ

پیچھے۔۔کچھ نہیں ہو گا۔

دماغ میں ایک ساتھ ہزاروں آوازیں گردش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

آریا پار فاطر اسلام۔۔

آریا پار۔۔۔

آریا۔۔۔

!وہ جائے گا

فیصلہ ہو گیا تھا۔۔وہ جائے گا۔اپنی شاعری کے لیئے،اپنی زندگی کے لیئے،اپنے ڈیڈی کے لیئے،وہ یہاں چلا جائے گا۔

امبر آنکھوں میں تھکان تھی۔وہ آنکھیں اصول توڑ رہی تھیں،وہ بھی خود کے بنائے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

آدھا قمر اپنی روشنی بکھیرتا دریائے نائل تک سفر کر رہا تھا۔پانی کی سطح پر سایہ کرتے وہ چار ٹکروں میں بٹا تھا۔لہریں آتیں اور مہتاب کے سائے کو اپنے اندر سمو لیتی۔

نئی لہر آتی،نیا سہر بنتا،نیا سایہ ابھرتا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رات کی خاموشی میں لہروں کا شور تازگی بخش رہا تھا۔

قاہرہ کے اس دو منزلہ گھر سے دور، قاہرہ کے اس اپارٹمنٹ سے میلوں فاصلے پر اور قاہرہ کے ہی اس نجی فلیٹ سے دوری پر یہ وہی سمندر تھا جس نے قدیم وقتوں میں مصریوں کو کھانا، پانی اور زندگی کی سہولیات مہیا کی تھیں۔

دریائے نائل۔۔۔

پانی کی لہروں کو توڑتے اس اندھیرے میں ایک وجود نمایا ہوا۔ چہرہ اٹھا کر چاند کو دیکھا۔ محبوبہ ابھی تک راضی نہیں ہوئی تھی۔

عاشق کا چہرہ پھر بھی شانت رہا۔ یہ رات ہی تو اسکا سکون تھی۔۔ پھر وہ کیوں نا مطمئن ہوتا۔

ہاتھ پھیلاتے اس کا چہرہ بلند تھا۔ آنکھ کے نیچے سلائی کا نشان تھا جو گال تک جاتا تھا۔ سر بالوں سے صاف تھا۔ قد پستہ تھا اور رنگت ہلکی سفید۔ سیاہ کھلی ٹی شرٹ کے اوپر

گہری نیلی بٹن شرٹ پہن رکھی تھی۔ نیچے گندمی رنگ کی شارٹس تھیں۔ تیز ہوا اس کی کھلی شرٹ کو اپنے ساتھ لہرا رہی تھی۔

اسکی برہنہ ٹانگوں سے لہریں ٹکراتی۔ ٹھنڈی، یخ بستہ لہریں۔۔۔

شرٹ اچھی خاصی بھیگ چکی تھی۔ دبیر نے بند آنکھوں، اٹھے چہرے اور پھیلے بازوؤں سے ہلکے ہلکے قدم لینا شروع کیئے۔ اسکی ٹانگیں آہستہ آہستہ پانی میں غائب ہوتی گئیں۔

وہ خود کو اس رات کے حوالے کرتا ہے۔

سوکھے بازوؤں اور نقاہت سے کمزور ہاتھوں پر پانی کی بوندیں گرتیں مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔

وہ توڈوبنا چاہتا تھا۔۔ فیصلہ ہو چکا ہے۔

بھوری بے نور آنکھیں بند تھیں۔۔ لیکن پانی سے تر چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

وہ خوشی خوشی سمندر میں آگے بڑھ رہا تھا۔پاؤں کو گھسیٹتے،ریت کو انگلیوں پر جگہ دیتے۔

اسکا بے اختیار سرگوشی کر رہا تھا۔

!خوش آمدید۔۔۔۔۔موت

★★★★

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com